



حقوقِ فوت شدگان

تالیف

خادم دین اسلام
منیر احمد یوسفی (مکمل شدہ)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور

جامع مسجد نکلینہ

ملے کا پتہ:

بلاک بی III، گجر پورہ (چائے) سکیم لاہور۔ 0300-4274936



اسم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب مدبرہ
 امر نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ
 کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب مدبرہ نے
 خصوصی طور پر قطب علی پر طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب
 مکیہ و مراد آبادی کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندہ ناچیز متویر احمد یوسفی (کے نام سے)
 مدبر اعلیٰ ماہنامہ "سید ہمارا استاد" لاہور نے برادران طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔
 خدامت
 منیر احمد یوسفی علی مد

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	: حقوق فوت شدگان
مؤلف	: منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
نظر ثانی و تصحیح	: استاذ اعلیٰ محمد منشاء تائبش قصوری
پروف ریڈنگ	: علامہ حافظ صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی علامہ حافظ محمد رضوان انور یوسفی، محمد سلیم نواز یوسفی
پروگرامنگ	: محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزرز	: حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف الرحمن یوسفی، عظیم اعظم یوسفی
کمپوزنگ	: ابو بکر کمپیوٹر سینٹر 042-36846677
پرنٹنگ	: عطائے نگینہ پرنٹرز (رائل پارک لاہور)
پہلی مرتبہ	: (۱۱۰۰) ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ
دوسری مرتبہ	: (۱۱۰۰) شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
ہدیہ	: ۲۲۰ روپے
ناشرین	: صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابو بکر صدیق یوسفی زمزی

ویب سائٹ ایڈریس: www.seedharastah.com
ای۔ میل ایڈریس: info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
۱	پیش کش۔	۱
۲	جملہ حقوق۔	۲
۳	فہرست مضامین۔	۳
۴	بفیضانِ نظر۔	۴
۵	انتساب۔	۵
۶	تقاریر۔	۶
۷	نشانِ منزل۔	۲۳
۸	عرضِ حال۔	۲۶
۹	موت کیا ہے؟	۲۸
۱۰	عقل مند مومن۔	۲۹
۱۱	شہداء کے ساتھ حشر۔ موت کو یاد کرنا۔	۳۰
۱۲	علاماتِ موت۔	۳۱
۱۳	مومن کی پیشانی کا پینہ۔	۳۲
۱۴	ناگہانی موت۔	۳۲
۱۵	کیا موت کی تمنا کرنی چاہیے؟	۳۲
۱۶	اگر موت ضرور ہی مانگنی ہو تو!	۳۳
۱۷	اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے۔	۳۴
۱۸	مرنے والوں کو تلقین۔	۳۵

۱۹	مرنے والے کا آخری کلام۔	۳۶
۲۰	مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھیں۔	۳۶
۲۱	وقت موت کیا امید ہو؟	۳۶
۲۲	نزع کی سختی میں اجر و ثواب۔	۳۷
۲۳	جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے۔	۳۷
۲۴	روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں۔	۳۸
۲۵	مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہیے۔	۳۸
۲۶	میت کو چومنا۔	۳۹
۲۷	تحفہ مومن۔	۳۹
۲۸	مصیبت پہنچنے پر کیا کہے؟	۴۰
۲۹	وفات کی خبر سننے پر پہلا کلمہ۔	۴۱
۳۰	اپنے وطن کے سوا کسی اور جگہ مرنے کی فضیلت۔	۴۱
۳۱	موت کفارہ ہے۔	۴۱
۳۲	موت کی یاد تک دینی دور کرتی ہے۔	۴۲
۳۳	ساتھ سال کے بعد کوئی اور عذر نہیں۔	۴۲
۳۴	بھلائی کا ارادہ۔	۴۳
۳۵	جان گنی کا عالم۔	۴۳
۳۶	مقام عبرت۔	۴۵
۳۷	مقام غور۔	۴۶
۳۸	آگ نہیں کھائے گی۔	۴۷
۳۹	اسم اعظم۔	۴۷
۴۰	مقام شہادت۔	۴۸

۴۱	وقت وفات۔	۴۸
۴۲	کسی عزیز کے مرنے پر رونا۔	۴۹
۴۳	رونے کی ممانعت نہیں۔	۴۹
۴۴	آنسو اور دل کا غم۔	۵۰
۴۵	آسمان کے دو دروازوں کا رونا۔	۵۱
۴۶	حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کا انتقال۔	۵۲
۴۷	چھین مار کر رونا منع ہے۔	۵۳
۴۸	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۵۴
۴۹	شہزادہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۵۴
۵۰	کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان۔	۵۶
۵۱	فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی۔	۵۶
۵۲	رونا اور نوحہ۔	۵۷
۵۳	نوحہ منع ہے۔	۵۷
۵۴	بین کرنے کی ممانعت۔	۵۷
۵۵	گال پینے اور گر بیان پھاڑنے کی ممانعت۔	۵۸
۵۶	نوحہ کی وجہ سے عذاب۔	۵۹
۵۷	نوحہ کرنے پر لعنت۔	۶۰
۵۸	ایک عورت کا واقعہ۔	۶۰
۵۹	فرشتوں کا جھنجھوڑنا۔	۶۱
۶۰	جہالت کی چار باتیں۔	۶۱
۶۱	نوحہ نہ کرنے پر بیعت۔	۶۱
۶۲	فوت شدہ کے گھر والوں کے لیے کھانا پکانا۔	۶۲

۶۳	رواج۔	۶۳
۶۴	نوحہ والے جنازے سے پرہیز۔	۶۴
۶۵	فیصلہ کن ارشاد، چینی چلائے بغیر رونا۔	۶۵
۶۶	آسمان اور زمین کا رونا۔	۶۶
۶۷	مومن کی گزرگاہ دروتی ہے۔	۶۷
۶۸	چالیس دن تک زمین کا رونا۔	۶۸
۶۹	سجدہ کی جگہ روتی ہے۔	۶۹
۷۰	زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟	۷۰
۷۱	نماز کی جگہ روتی ہے۔	۷۱
۷۲	آسمان کے فرشتے روتے ہیں۔	۷۲
۷۳	غسل میت۔	۷۳
۷۴	میت کا غسل۔	۷۴
۷۵	بھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ۔	۷۵
۷۶	پانی۔	۷۶
۷۷	میت کو استنجاء کروانے کا طریقہ۔	۷۷
۷۸	ستر کو چھپانا۔	۷۸
۷۹	غسل دینے والا شخص کیسا ہو؟	۷۹
۸۰	وصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو۔	۸۰
۸۱	گرم پانی سے غسل۔	۸۱
۸۲	غسل دائیں طرف سے شروع کرنا۔	۸۲
۸۳	غسل کتنی بار۔	۸۳
۸۴	عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔	۸۴

۸۵	رسول کریم ﷺ و رحیم ﷺ کی خصوصیت۔	۸۵
۸۶	محرّم کا غسل۔	۸۶
۸۷	غسل دینے والے کی بخشش۔	۸۷
۸۸	شہید کو غسل نہیں۔	۸۸
۸۹	رسول کریم ﷺ و رحیم ﷺ کے غسل مبارک کی شان۔	۸۹
۹۰	متفرق مسائل۔	۹۰
۹۱	مسائل ماخوذ از بہار شریعت۔	۹۱
۹۲	غیر ضروری کام۔	۹۲
۹۳	فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل۔	۹۳
۹۴	کفن میت۔	۹۴
۹۵	کفن کی اقسام۔	۹۵
۹۶	کفن سنت۔	۹۶
۹۷	کفن کفایت۔	۹۷
۹۸	کفن ضرورت۔	۹۸
۹۹	کفن کی لمبائی۔	۹۹
۱۰۰	اچھا کفن۔	۱۰۰
۱۰۱	سفید کپڑے کا کفن۔	۱۰۱
۱۰۲	جبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن)۔	۱۰۲
۱۰۳	بہت مہنگے کفن سے گریز۔	۱۰۳
۱۰۴	بہترین کفن۔	۱۰۴
۱۰۵	عورت کا کفن۔	۱۰۵
۱۰۶	میت کی جھینیز و تلفین۔	۱۰۶

۱۰۷	ایک چادر سے کفن۔	۹۲
۱۰۸	شہید کا کفن۔	۹۲
۱۰۹	محرّم کا کفن۔	۹۳
۱۱۰	کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے۔	۹۳
۱۱۱	رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے لیے تین سفید کپڑے۔	۹۴
۱۱۲	دو کپڑوں میں کفن دینا۔	۹۵
۱۱۳	اگر میت کے پاس ایک کپڑا نکلے۔	۹۶
۱۱۴	کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار۔	۹۷
۱۱۵	کفن اور متبرک کپڑا۔	۹۷
۱۱۶	اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے۔	۹۹
۱۱۷	برکت کے لیے تہ بند عطا فرمایا۔	۱۰۰
۱۱۸	میت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا۔	۱۰۱
۱۱۹	کفن میں رقعہ رکھنا۔	۱۰۲
۱۲۰	کفن پہنانے کا طریقہ۔	۱۰۷
۱۲۱	متفرق مسائل۔	۱۰۸
۱۲۲	اہم اور ضروری مسئلہ۔	۱۰۹
۱۲۳	جنازہ لے چلنے کا بیان (ماخوذ از بہار شریعت)۔	۱۱۰
۱۲۴	نماز جنازہ کا بیان۔	۱۱۳
۱۲۵	نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب۔	۱۱۳
۱۲۶	چالیس آدمیوں کی شرکت باعث نجات۔	۱۱۴
۱۲۷	سوا آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا۔	۱۱۴
۱۲۸	نماز جنازہ میں صفوں کی تعداد۔	۱۱۵

۱۲۹	نماز جنازہ سے قبل یا بعد وعظ۔	۱۱۶
۱۳۰	خردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا۔	۱۱۶
۱۳۱	جنازے پر نماز کا مشروع ہونا۔	۱۱۷
۱۳۲	کس وقت نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؟	۱۱۸
۱۳۳	نماز جنازہ کون پڑھائے؟	۱۱۸
۱۳۴	تین اوقات میں نماز جنازہ کی ممانعت۔	۱۱۸
۱۳۵	مرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ، نماز کے لیے کیسے رکھا جائے؟	۱۱۹
۱۳۶	عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو؟	۱۲۰
۱۳۷	امام نماز پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو۔	۱۲۰
۱۳۸	نماز جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے۔	۱۲۱
۱۳۹	بچے پر نماز جنازہ پڑھنا۔	۱۲۱
۱۴۰	غائبانہ نماز جنازہ۔	۱۲۲
۱۴۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولیٰ التومہ ہے۔	۱۲۲
۱۴۲	قبر پر نماز جنازہ۔	۱۲۵
۱۴۳	وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی۔	۱۲۷
۱۴۴	نماز جنازہ کی چار تکبیریں۔	۱۲۷
۱۴۵	نماز جنازہ کس پر واجب ہے؟	۱۲۸
۱۴۶	نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط۔	۱۲۸
۱۴۷	نماز جنازہ کے ارکان۔	۱۳۰
۱۴۸	نماز جنازہ میں کتنی چیزیں سنت مؤکدہ ہیں؟	۱۳۰
۱۴۹	نماز جنازہ کا طریقہ۔ نماز جنازہ۔ نیت۔	۱۳۰
۱۵۰	ثناء۔ دُرود شریف۔	۱۳۱

۱۵۱	نماز جنازہ میں دُعا۔ مرد و عورت کے لیے۔	۱۳۱
۱۵۲	نابالغ لڑکے کیلئے دُعا۔ نابالغ لڑکی کیلئے دُعا۔	۱۳۲
۱۵۳	دفن میت۔	۱۳۳
۱۵۴	سب سے پہلا قائل اور دفن میت۔	۱۳۴
۱۵۵	قبر کی قسمیں۔	۱۳۴
۱۵۶	دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا۔	۱۳۶
۱۵۷	میت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا۔	۱۳۶
۱۵۸	قبر میں کھل ڈالنا۔	۱۳۷
۱۵۹	میت کو قبر میں اتارنے کے لیے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟	۱۳۸
۱۶۰	سرکار کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سُرخ بھری۔	۱۳۹
۱۶۱	قبر میں اتارتے وقت کیا پڑھیں؟	۱۳۹
۱۶۲	قبر میں اتارتے وقت کا عمل۔	۱۴۰
۱۶۳	میت کو قبر میں کیسے رکھیں؟	۱۴۱
۱۶۴	کوہان نما قبر۔	۱۴۱
۱۶۵	قبر پر مٹی ڈالنا۔	۱۴۲
۱۶۶	قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟	۱۴۲
۱۶۷	قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا۔	۱۴۳
۱۶۸	قبر پر تلاوت قرآن مجید۔	۱۴۳
۱۶۹	حضرت امام احمد بن حنبلہ رحمہ اللہ کے رجوع کا واقعہ۔	۱۴۴
۱۷۰	قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا۔	۱۴۵
۱۷۱	قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا۔	۱۴۶

۱۷۲	ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرنا۔	۱۴۷
۱۷۳	قبر کی پہچان کے لیے نشان رکھنا۔	۱۴۸
۱۷۴	قبر کو درست کرنا۔	۱۴۹
۱۷۵	دفن کے لیے وصیت کرنا۔	۱۴۹
۱۷۶	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خواہش۔	۱۵۲
۱۷۷	قبر پر سبز بنی رکھنا۔	۱۵۳
۱۷۸	انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین۔	۱۵۴
۱۷۹	دفن کے بعد میت والوں کے گھر آنا۔	۱۵۵
۱۸۰	جن ساعتوں میں مردوں کو دفن کرنا منع ہے۔	۱۵۷
۱۸۱	انسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے۔	۱۵۸
۱۸۲	میت کو دفنانے کے بعد وصیت۔	۱۵۹
۱۸۳	قبر کے سر ہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا۔	۱۶۰
۱۸۴	قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟	۱۶۱
۱۸۵	مستحب اعمال۔	۱۶۱
۱۸۶	خطاب قبر۔	۱۶۲
۱۸۷	قانون قدرت۔	۱۶۳
۱۸۸	قبر کا دبانما کے دبانے کی طرح ہے۔	۱۶۶
۱۸۹	قل ھو اللہ شریف کی برکتیں۔	۱۶۷
۱۹۰	قبر پر تلقین۔	۱۶۸
۱۹۱	طریقہ تلقین۔	۱۶۸
۱۹۲	واقعہ ایک میت کا۔	۱۶۹
۱۹۳	مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا۔	۱۶۹

۱۹۴	تیسیر الباری میں ہے۔	۱۷۰
۱۹۵	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔	۱۷۱
۱۹۶	حالاتِ قبر۔	۱۷۲
۱۹۷	قبر میں فرشتوں کے سوالات۔	۱۷۲
۱۹۸	قبر والے کاجوتوں کی آہٹ سننا اور فرشتوں کا آنا۔	۱۷۳
۱۹۹	فرشتوں کے سوالات اور میت کے جوابات۔	۱۷۳
۲۰۰	جنت کی چادریں اور تاجِ نگاہِ قبر کشادہ۔	۱۷۴
۲۰۱	عذابِ قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سُنتی ہیں۔	۱۷۵
۲۰۲	قبر کا 4900 مربع گز کشادہ ہونا۔	۱۷۶
۲۰۳	قبر میں سورج کا قریب غروب نظر آنا۔	۱۷۷
۲۰۴	قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دعا کرنا۔	۱۷۷
۲۰۵	امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ۔	۱۷۸
۲۰۶	قبر میں جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے۔	۱۷۸
۲۰۷	کافر کی قبر میں ۱۹۹ ٹودھے۔	۱۷۸
۲۰۸	عذابِ قبر سے پناہ۔	۱۷۹
۲۰۹	نبی کریم ﷺ نے عذابِ قبر سُن کر فرمایا۔	۱۷۹
۲۱۰	قبر میں ملک الموت علیہ السلام روح واپس کر دیتے ہیں۔	۱۸۱
۲۱۱	تلاوتِ قرآنِ پاک سے منکر و نکیر کے سوالات سے نجات۔	۱۸۲
۲۱۲	قبر میں تاجِ نگاہِ نور۔	۱۸۳
۲۱۳	قبر کے عذاب کی آواز۔	۱۸۵
۲۱۴	خائن کو عذاب۔	۱۸۶

۲۱۵	ابو جہل کو عذاب۔	۱۸۶
۲۱۶	لوٹی کی قبر۔	۱۸۷
۲۱۷	صاحبِ قبر کا زائرین سے اُنس پانا۔	۱۸۸
۲۱۸	صاحبِ قبر کو زیارت والے کا علم۔	۱۸۹
۲۱۹	دفن کے بعد قبر پر سورۃ یٰسین پڑھنے کا واقعہ۔	۱۹۰
۲۲۰	دفن کے بعد قبر پر قرآنِ پاک کی تلاوت۔	۱۹۱
۲۲۱	قبرستان والوں کے لیے ہدیہ۔	۱۹۲
۲۲۲	قبر سے آواز کا آنا۔	۱۹۳
۲۲۳	فضل کے والد کا واقعہ۔	۱۹۴
۲۲۴	قبر والے کو تکلیف۔	۱۹۵
۲۲۵	حضرت شعیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ۔	۱۹۶
۲۲۶	دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا واقعہ۔	۱۹۶
۲۲۷	حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۱۹۸
۲۲۸	وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات۔	۱۹۹
۲۲۹	دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر۔	۲۰۳
۲۳۰	روحوں سے ملاقاتیں۔	۲۰۴
۲۳۱	جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے۔	۲۰۶
۲۳۲	ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا۔	۲۰۶
۲۳۳	شہید کو عذاب و سوال معاف۔	۲۰۶
۲۳۴	تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے۔	۲۰۷
۲۳۵	جمعۃ المبارک میں وصال۔	۲۰۷

۲۳۶	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت۔	۲۰۷
۲۳۷	قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۲۰۸
۲۳۸	قبرستان میں جوتا اتارنا۔	۲۰۹
۲۳۹	جوتیاں اتار کر پھینک دیں۔	۲۰۹
۲۴۰	عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں۔	۲۱۰
۲۴۱	زیارتِ قبور۔	۲۱۲
۲۴۲	اجازتِ زیارتِ قبور۔	۲۱۲
۲۴۳	قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔	۲۱۲
۲۴۴	جمعة المبارک کے دن زیارتِ قبور۔	۲۱۳
۲۴۵	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضہ انور کی زیارت کرنا۔	۲۱۳
۲۴۶	راستہ میں واقع قبر کی زیارت۔	۲۱۴
۲۴۷	عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔	۲۱۵
۲۴۸	عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات۔	۲۱۷
۲۴۹	عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا۔	۲۱۷
۲۵۰	قبر انور پر چہرہ رکھنا۔	۲۱۸
۲۵۱	زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟	۲۱۹
۲۵۲	قبروں والوں کو سلام۔	۲۱۹
۲۵۳	میت پہنچاتی ہے۔	۲۲۱
۲۵۴	مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔	۲۲۲
۲۵۵	دفن کے متعلق مسائل۔	۲۲۳

۲۵۶	مرنے کے بعد کلام۔	۲۲۴
۲۵۷	حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۲۲۴
۲۵۸	سوالات و جوابات (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔	۲۲۵
۲۵۹	میت سُنتی ہے۔	۲۲۹
۲۶۰	روح اور جسم کا باہمی تعلق۔	۲۳۳
۲۶۱	آیتِ مبارک کا مقصد عظیم۔	۲۳۳
۲۶۲	تفسیر احسن البیان کا مفروضہ۔	۲۳۶
۲۶۳	سورہ روم کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان۔	۲۴۷
۲۶۴	تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ترجمہ محمد جونا گڑھی۔	۲۴۸
۲۶۵	صاحبِ تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں؟	۲۴۹
۲۶۶	تفسیر ماجدی۔	۲۵۱
۲۶۷	اشرف الخواشی سے۔	۲۵۱
۲۶۸	سورۃ النمل۔	۲۵۲
۲۶۹	محمود الحسن صاحب۔	۲۵۲
۲۷۰	احمد علی لاہوری صاحب۔	۲۵۲
۲۷۱	وحید الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟	۲۵۳
۲۷۲	کیا مردوں کو ادراک نہیں؟	۲۵۳
۲۷۳	انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں؟	۲۵۴
۲۷۴	اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سُنا دیتا ہے۔	۲۵۵
۲۷۵	میت سُنتی ہے۔	۲۵۷
۲۷۶	سماع موقی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ۔	۲۵۹

۲۷۷	میت بوقت ہے۔	۲۶۱
۲۷۸	نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا وصال مبارک اور عام آدمی کی موت۔	۲۶۲
۲۷۹	شان نزول۔	۲۶۳
۲۸۰	انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔	۲۶۶
۲۸۱	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا۔	۲۶۶
۲۸۲	حضرت اوس بن اوس علیہ السلام سے مروی حدیث مبارک۔	۲۶۷
۲۸۳	حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت۔	۲۶۸
۲۸۴	اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا۔	۲۶۹
۲۸۵	اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔	۲۷۰
۲۸۶	الرفیق الاعلیٰ۔	۲۷۱
۲۸۷	اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔	۲۷۲
۲۸۸	ملک الموت کا اجازت لینا۔	۲۷۳
۲۸۹	مدفین کے بعد۔	۲۷۶
۲۹۰	آیت مبارک نمبر ۱۔	۲۷۶
۲۹۱	آیت مبارک نمبر ۲۔	۲۷۷
۲۹۲	آیت مبارک نمبر ۳۔	۲۷۸
۲۹۳	حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی۔	۲۷۸
۲۹۴	آیت مبارک نمبر ۴۔	۲۷۸
۲۹۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت۔	۲۷۹
۲۹۶	آیت مبارک نمبر ۵۔	۲۷۹
۲۹۷	کیا منافقین کے لیے بخشش کی دعا ہے؟	۲۸۰

۲۹۸	رکب المنافقین کی موت۔	۲۸۱
۲۹۹	مشرک کے لیے دعائے مغفرت نہیں۔	۲۸۳
۳۰۰	دعا و استغفار برائے میت بحوالہ احادیث مبارکہ۔	۲۸۳
۳۰۱	حضرت معاذ بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کا واقعہ۔	۲۸۶
۳۰۲	اہل بقیع کے لیے بخشش کی دعا۔	۲۸۷
۳۰۳	رحم کی دعا۔	۲۸۹
۳۰۴	مردوں کے شمار کے موافق ثواب۔	۲۹۰
۳۰۵	گیارہ مرتبہ قل هو اللہ شریف کا ثواب۔	۲۹۰
۳۰۶	قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا۔	۲۹۱
۳۰۷	سلام اور بخشش کی دعا۔	۲۹۲
۳۰۸	نماز کی طرح دعائیں بھی اخلاص۔	۲۹۲
۳۰۹	اولاد کا فوت شدہ والدین کے لیے دعا کرنا۔	۲۹۲
۳۱۰	والدین کی وفات کے بعد ان سے حسن سلوک۔	۲۹۳
۳۱۱	والدہ کے لیے طلب مغفرت۔	۲۹۳
۳۱۲	رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ سے بخشش کی دعا کروانا۔	۲۹۴
۳۱۳	نماز جنازہ میں دعا۔	۲۹۶
۳۱۴	بچے کے لیے بھی دعا۔	۲۹۷
۳۱۵	زندوں کا میت کی تعریف سے میت کو نفع۔	۲۹۷
۳۱۶	فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا۔	۲۹۹
۳۱۷	سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا۔	۳۰۰
۳۱۸	صدقہ بعد از وفات۔	۳۰۱

حقوق فوت شدگان

۳۱۹	فوت ہونے کے بعد صدقہ۔	۳۰۱
۳۲۰	پانی کا صدقہ جاریہ۔	۳۰۳
۳۲۱	(پھلوں والے) باغ کا صدقہ۔	۳۰۴
۳۲۲	صدقہ کرنے کا حکم۔	۳۰۶
۳۲۳	فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب۔	۳۰۷
۳۲۴	مرنے کے بعد اعمال جاری۔	۳۰۸
۳۲۵	میت کی طرف سے اعمال۔	۳۰۸
۳۲۶	رسول کریم ﷺ کے وصال مبارک کے بعد۔	۳۰۹
۳۲۷	اقسام صدقہ۔	۳۰۹
۳۲۸	کھیتی سے صدقہ۔	۳۱۰
۳۲۹	باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب۔	۳۱۰
۳۳۰	نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب۔	۳۱۲
۳۳۱	نذر کا ثواب۔	۳۱۳
۳۳۲	نذر حج اور قرضہ۔	۳۱۴
۳۳۳	فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا۔	۳۱۵
۳۳۴	وصال شدہ ماں کی طرف سے حج کرنا۔	۳۱۶
۳۳۵	وصال شدہ کی طرف سے روزے۔	۳۱۷
۳۳۶	روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا۔	۳۲۰
۳۳۷	ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر۔	۳۲۱
۳۳۸	حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔	۳۲۲
۳۳۹	(واقعہ) قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا۔	۳۲۳

حقوق فوت شدگان

۳۴۰	سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا۔	۳۲۴
۳۴۱	واقعات۔	۳۲۷
۳۴۲	واقعہ نمبر ۱۔ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا۔	۳۲۷
۳۴۳	واقعہ نمبر ۲ (از انفاس العارفین)۔	۳۲۸
۳۴۴	واقعہ نمبر ۳ (فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشا)۔	۳۲۸
۳۴۵	واقعہ نمبر ۴ (اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشا)۔	۳۲۹
۳۴۶	واقعہ نمبر ۵ (فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا)۔	۳۳۰
۳۴۷	واقعہ نمبر ۶ (پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب)۔	۳۳۱
۳۴۸	واقعہ نمبر ۷ (فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لئے کھانا)۔	۳۳۲
۳۴۹	واقعہ نمبر ۸ (فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانا کا اہتمام)۔	۳۳۳
۳۵۰	واقعہ نمبر ۹ (حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ)۔	۳۳۳
۳۵۱	واقعہ نمبر ۱۰ (ایک سال سے ثواب کی تقسیم)۔	۳۳۴
۳۵۲	واقعہ نمبر ۱۱ (فوت شدہ کی دُرد شریف کی برکت سے بخشش)۔	۳۳۵
۳۵۳	واقعہ نمبر ۱۲ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے افضل)۔	۳۳۶
۳۵۴	اہل ایمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اظہار محبت۔	۳۳۷
۳۵۵	چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھنا۔	۳۳۸
۳۵۶	آسمان کے دو دروازے روتے ہیں۔	۳۳۸
۳۵۷	کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد۔	۳۳۹
۳۵۸	مرنے کے بعد برادری کے اکٹھے کی مختلف نوعیتیں۔	۳۳۹
۳۵۹	فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا۔	۳۴۰

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،
نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،
پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفیٰ، فتانی الرسول،
پروانہٴ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرۃ العزیز

مرکز انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶
گ۔ ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

۳۶۰	قل خوانی اور چالیسواں نقلی عبادات ہیں۔
۳۶۱	نقلی عبادات اور اعمال، فرضوں کے نقص کو دور کریں گے۔
۳۶۲	شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد۔
۳۶۳	جن کے شوہر مرجائیں ان کی عدت۔
۳۶۴	عورت کی عدت کی قسمیں۔
۳۶۵	عدت والی عورت کہاں رہے؟
۳۶۶	نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت۔
۳۶۷	سوگ۔
۳۶۸	مطلقہ عورت کا باہر نکلتا۔
۳۶۹	بیوہ عورت کی عدت اور سوگ۔
۳۷۰	بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟
۳۷۱	اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا واقعہ۔
۳۷۲	متفرق مسائل۔

اچھے میاں بیوی

حقوق زوجین

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

تالیف

مدظلہ العالی ماہنامہ "سیدہ راسخا" لاہور

ہدیہ: ۵۰ روپے

جامع مسجد نگینہ

شے کا پتہ

977-آ جاک پی ۱۱۱۱ کمر پورہ چائے سیکم لاہور 042-36823128

انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو اُن تمام کلمہ گو مردوں اور عورتوں کے نام منسوب کرتا ہے جو ایمان کی حالت میں اس دار فانی سے عالمِ بقا کی طرف سفر کر گئے ہیں۔

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی علیہ السلام

قطعہ تاریخ طباعت

”نقارۂ حقوق فوت شدگان“ ”فکر حیدر فضل حلیل مولانا منیر احمد یوسفی (رحمۃ اللہ علیہ)“

1431ھ

2010ء

عالم باعمل منیر احمد نسبت یوسفی سے ہیں خوشحال خادمِ دین مصطفیٰ* ہیں یہ اس پہ شاہد ہے اُن کا حال و حال رات دن وقفِ نشر دینِ نبی* ہر گھڑی ذکرِ حق سے مالا مال سیدھا رستہ دکھا رہے ہیں ہمیں طرزِ تبلیغ ان کا اس پر وال ان کے حصے میں حق کا حسن و جمال ان کے پیشِ نظر ہے دین کا فروغ سب تصانیف ان کی ہا مقصد اب سنانے چلے ہیں دنیا کو حق بتایا ہے بر ملا اُن کا کیا فرائض ہیں زندہ لوگوں کے جو بھی لاحق تھے بابِ میت میں با حوالہ ہے جو بھی کی ہے بات خوب عنوان کا انتخاب کیا حق ادا کر دیا ہے مضمون کا دین پرور ہے ان کا طرزِ سخن اک مرقع ہے یہ حقائق کا کام ان کا ہے لائقِ تحسین ”فوت شدگان کا ہے سچا دوست“

1430ھ

از اثر خامہ:

سید عارف محمود مہجور رضوی گجرات

بسمِ اللہ علیہ وآلہٖ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقریظ

از: مجمع انوار گینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا

حاجی محمد اللہ دتہ زمزم یوسنی صاحب

زیب سجادہ آستانہ عالیہ پیلیہ گوجران شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد شریف

بعد حمد متواتر ذات باری خالق انس و جان و نعمت متکاثر باعث وجود کون و مکان و کن فکان مسلک حق اہلسنت و جماعت میں علمائے دین حنیف موجود ہیں جو اپنے روحانی و ایمانی فیض سے عالم رنگ و بو کو منور کر رہے ہیں۔ انہیں حضرات میں سے فیوضات حضور بابا جی سرکار گینہ علیہ الرحمہ کے پروردہ جناب علامہ منیر احمد یوسنی کی ذات ہے جن کے افکار و قلم سے امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم کے ہر عوام و خواص مستفید ہو رہے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب جب میرے پاس پہنچی تو اس گھڑی تفسیر قرآن "روح البیان شریف" مصنفہ مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حق صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ورق گردانی کرتے ہوئے اچانک جب اس عبارت پر نظر پڑی تو سرور آ گیا۔ ہدیہ قارئین کرام ہے۔ اِنَّ عَلِيًّا ؑ صَعِدَ الْمُنْبَرِ يَوْمَ فَقَالَ سَلُونِي عَمَّا دُونَ الْعَرْشِ "ایک دن (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب ؑ) منبر پاک پر بیٹھ گئے اور آپ ؑ نے فرمایا آج علی (بن ابی طالب ؑ) سے جو چاہو پوچھو۔ پوچھا گیا کہ اے علی (بن ابی طالب ؑ) آپ کو ایسا علم کہاں سے حاصل ہوا؟ تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب ؑ) نے فرمایا: هَلْ دَ لَعَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي فَمِي هَذَا کہ "یہ رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن شریف کا فیض ہے۔" ایک شخص نے پوچھا: هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ يَا عَلِيُّ ؑ "اے علی (بن ابی طالب ؑ) کیا آپ نے کبھی اپنے رب کو دیکھا؟" تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی (بن ابی طالب ؑ) نے جواباً ارشاد فرمایا: مَا كُنْتُ أَعْبُدُ رَبًّا لَمْ أَرَاهُ

تقاریظ

”میں اُس وقت تک عبادت نہیں کرتا جب تک میں خدا کو نہ دیکھ لوں“۔ فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتَ قَالَ لَمْ تَرَهُ الْعَيْنُ بِمُشَاهِدِهِ الْعَيْنَ وَلَكِنْ رَأَتْ الْقُلُوبُ اِ
”اُس شخص نے عرض کیا آپ نے کیسے دیکھا؟ تو آپ نے فرمایا ظاہری آنکھوں سے
نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں“۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا
ہے۔ ”پرسیدہ شدہ از علی علیہ السلام از سبب فہم وحفظ دے گفت چوں غسل دادہ شد آنحضرت
علیہ السلام راجع شد آب در پلک ہائے پس داشت من بزبان خود آں را فرو بردم پس میدانم
قوت حفظ از دے۔ ۲

”امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے اس کا سبب
پوچھا گیا کہ آخر آپ کو اتنا علم کہاں سے آگیا؟ تو آپ نے فرمایا جب میں نبی کریم
رؤف ورحیم علیہ السلام کو آخری غسل دے رہا تھا تو پانی کے چند قطرے نبی کریم رؤف
ورحیم علیہ السلام کی پلکوں پر ٹپھر گئے اور میں نے اُن قطروں کو چوس لیا پھر کیا تھا علم
وادراک کا سمندر میرے اندر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔“ یہ ہے سرکارِ مدینہ کی پلکوں کے
متبرک پانی کا کمال۔

علامہ صاحب موصوف علمی حلقوں میں الحمد للہ سرکارِ گلینہ علیہ الرحمہ کا فیض
لناتے ہوئے محتاج تعارف نہیں۔ ترویج و اشاعت میں فیض سرکارِ گلینہ علیہ الرحمہ کے
صدقہ سے ایک پہچان ہیں۔ قارئین حضرات کو اس کتاب میں بہت سی ایسی باتیں
ملیں گی جو اکثر زندگی کے اوقات میں زیر بحث آتی ہیں۔

الحمد للہ فیض سرکارِ بابا جی گلینہ علیہ الرحمہ صاحب کے صدقہ سے موصوف لائق
صد تحسین ہیں کہ آپ کے فیض کمال کو شب و روز عوام الناس تک پہنچا رہے ہیں۔ مولیٰ
تعالیٰ علامہ صاحب موصوف کی کوشش کو قبول فرمائے اور اہل اسلام کو اس سے مستفید
ہونے کی توفیق بخشے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ فاضلہ سے نوازے۔ آمین ثم آمین۔

گدائے دربار سرکارِ بابا جی گلینہ علیہ الرحمہ

محمد اللہ دتہ زم زم یوسفی

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
استاذ الحدیث جامع جھویرہ
مرکز معارف اولیاء دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ

مبلغ اسلام، پیر طریقت، علم و عمل کے حسین امتزاج حضرت علامہ مولانا
منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ نے گونا گوں صفات سے نوازا ہے۔
دینی علوم کے حصول کے بعد مغربی کچھر سے نکل کر جب انہوں نے تبلیغ دین کی دنیا
کو اپنایا تو اس کا حق ادا کر دیا۔

سنت رسول ﷺ کو اپنے اقوال و افعال میں اُڑھنا، بچھونا بنایا۔ اپنی
حیات مستعار کو خدمتِ دین کیلئے وقف کر دیا اور تقریر کے ساتھ ساتھ تصنیف کے
میدان میں بھی نہ صرف قدم رکھا بلکہ اپنی صلاحیتوں کا بھی لوہا منوایا۔

علامہ یوسفی مدظلہ کا کمال یہ ہے کہ جو بات لکھتے ہیں یا کرتے ہیں اُس پر
دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ اسی کو تحقیق کہتے ہیں۔ بنا بریں اگر یہ بات کہی جائے
کہ آپ عظیم محقق ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں۔

علامہ یوسفی کی تالیفات و تصنیفات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ عوام
الناس کی شرعی ضرورتوں کو نظر انداز نہیں کرتے۔

پیش نظر کتاب ”حقوق فوت شدگان“ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے۔
جس میں نہایت جامعیت کے ساتھ اُن حقوق کو بیان کیا گیا ہے کہ راقم کے علم کے

تقریظ

از: حضرت علامہ مولانا محمد بدر الزمان قادری
پرنسپل جامعہ جویریہ مرکز معارف اولیاء داتا گوردوارہ بارہ کھلیس لاہور
محکمہ مذہبی امور حکومت پنجاب لاہور و مہتمم جامعہ غوث العلوم شوہن آباد لاہور

پیر طریقت، عالم باعمل حضرت علامہ پیر منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پرنٹ میڈیا ہو، الیکٹرانک میڈیا ہو، تبلیغی اجتماعات ہوں یا منبر و محراب تمام اُن کی تبلیغی مساعی کی گواہی دے رہے ہیں۔ علم و ادب کی دنیا میں بھی تحقیق و تفتیش کے میدان میں خال خال ہستیاں نظر آتی ہیں۔ جناب علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کی ذات اس میدان میں ایک گرانقدر اضافہ ہے۔ آپ کی شخصیت علوم دینیہ و عصریہ ہر دو علوم کا دلکش امتزاج ہے۔ وعظ و گفتگو اور تقاریر ہوا کے دوش پر سفر کرتے ہوئے تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اس کا اثر آفرینی مدت مخصوص تک رہتا ہے جبکہ تحریر ایک ایسی کاوش ہے جو انسان کو اُس وقت تک زندہ رکھے گی جب تک انسان کا رشتہ بلکہ زمانے کا تعلق قلم و قسطاس سے قائم رہے گا۔

پیش نظر کتاب کا ٹائٹل ہی چونکا دینے والا ہے۔ ٹائٹل نے اپنے اندر ایک دلکشی اور کشش سمو رکھی ہیں۔ ایسا منفرد اور اچھوتا عنوان جو قاری کو پہلی نظر میں ہی متوجہ کر لیتا ہے۔ ایصالِ ثواب، ایصالِ ثواب کی شرعی حیثیت و دیگر اسی قبیل سے متعلق عنوانات مخصوص مسلکی وابستگی کے مظہر ہیں جبکہ عنوان ”حقوق فوت شدگان“ ہر مکتبہ

مطابق اس موضوع پر اس سے جامع کتاب مارکیٹ میں شاید ہی دستیاب ہو۔ اس کتاب مستطاب میں فقہی احکام کے ساتھ ساتھ عقائد اہلسنت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور بعض غلط تصورات کا رد بھی کیا گیا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ منیر احمد یوسفی مدظلہ کو رحمت کاملہ کے ساتھ مزید اس انداز سے کام کرنے کی مہلت عطا فرمائے اور اس کتاب کو اُمت مسلمہ کی راہنمائی کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین!

بجاہ نبیہ الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

جمادی الاخر ۱۴۳۱ھ / ۱۹ مئی ۲۰۱۰ء

تقریظ

از: پروفیسر محمد سعید احمد خان ایم۔ اے عربی و اسلامیات (گولڈ میڈلسٹ)
فاضل درس نظامی، فاضل جامعۃ الریاض (سعودی عرب)
سابق چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ و ڈین آف آرٹس گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لانڈلاہور
بانی و ناظم اعلیٰ: سعید قرآن انسٹیٹیوٹ (رجسٹرڈ)

حامداً و مُصلِّیاً و مُسَلِّماً، اما بعد، یہ ایک عام فہم بات ہے کہ صانع اپنی
صنعت، موجد اپنی ایجاد، حکیم اپنی حکمت اور مصنف اپنی تصنیف سے پہچانا جاتا ہے۔
علامہ میر احمد یوسفی کی پہچان صرف ان کی اس تصنیف ”حقوق فوت شدگان“ کی بدولت
نہیں۔ وہ عالم باعمل اور خلق حسن سے مزین ملت اسلامیہ کا ایک بیش قیمت سرمایہ
ہیں۔ ان کی تحریر ہو یا تقریر انتہائی سادہ عام فہم اور سلیس ہوتی ہے۔ دل کی گہرائی سے
نظمی اور دلوں میں اُترتی ہے۔ ان کی شخصیت تصنع اور نمود و نمائش سے بالا ہے۔ ذاتی
مفادات یا مصلحتوں کا شکار ہونے سے کوسوں دُور ہیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ ان کی
جہلت صالحہ صادقہ کا حصہ ہے۔ وہ سادہ لوح اہل ایمان کی راہنمائی کا فریضہ حکمت و
موعظت سے کرتے ہیں۔ نفرتیں، کدورتیں، تعصب اور ذاتی عناد کی جگہ محبت کی
فرمانروائی اور اخوت کی عالمگیری کے وہ داعی ہیں۔ محبتیں بانٹتے اور اپنائیت کو فروغ
دینے میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کی ہمہ جہت راہنمائی کو اپنا مشن بنا
رکھا ہے۔ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ واقعہ پیر طریقت اور رہبر
شریعت ہیں۔ توحید و رسالت کے پروانے اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی عملی تعبیر ہیں۔
کتاب ”حقوق فوت شدگان“ کا مطالعہ اہل قبور سے متعلق اہلسنت و
جماعت کے حقائق پر مبنی عقائد کی نہایت عمدہ اور مدلل نظریات سے آگاہی عطا کرتا
ہے۔ اس سے انفرادی زندگی میں ایک مثبت انقلاب برپا ہوتا ہے۔ اللہ کریم و رحیم کی
بارگاہ میں انتجا ہے کہ وہ موصوف کی اس کاوش کو قبولِ عام عطا فرمائے۔
آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و بارک وسلم

فکر کے قاری کو اپنی طرف انتفات کی دعوت دیتا ہے۔ کتاب میں جس خوبصورت
انداز سے قرآنی آیات و احادیثِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استدلال کیا گیا
ہے اور آئمہ مجتہدین، مفسرین، محدثین کی تحقیق سے کتاب کو زینت بخشی گئی ہے۔ یہ
ایک منفرد اور جداگانہ کاوش ہے۔ فقہی احکام اور عقائدِ اہلسنت کو بالخصوص آجا کر کیا جانا
یقیناً مسلکِ حق کی آبیاری کے مترادف ہے۔ بخشِ نظر کتاب آپ کے علمی اور تحقیقی
مزاج کا ثبوت ہے۔

اللہ رب العزت تندرستی و صحت کے ساتھ آپ کی عمر دراز کرے اور دین
مٹین کی اسی طرح خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کتاب کو اُمتِ مسلمہ کے
مابین فوت شدگان کے حقوق کی بابت پانے جانے والے ابہام و اشکال کی دُوری کا
ذریعہ بنائے۔ آمین!

(۱۹ مئی ۲۰۱۰ء، جمادی الاخریٰ ۱۴۳۱ھ)

تقریظ

از: جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے ایل ایل بی)
ایڈوکیٹ ہائی کورٹ و سپریم کورٹ و فیڈرل شریعت کورٹ
نائب صدر سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن صدر انٹرنیشنل سیرت فورم
ویزٹنگ پروفیسر نیشنل انسٹیٹیوٹ آف پبلک ایڈمنسٹریشن

مذہب انسانی ضروریات کو پورا کرنے کا ایک فطری اور منظم و مفید انداز عطا کرتا ہے۔ اس لیے مذہب کی پیروی سے ایک فلاحی فکر اور درست عمل میسر آتا ہے۔ یہ حقیقت انسانی حیات میں راحت و سکون کا سبب بنتی ہے۔ انسانی زندگی کا تصور مختلف ضرور ہے لیکن اس فطری حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں ہے کہ انسانی زندگی مرحلہ و موت سے ضرور گزرتی ہے اور پھر موت زندگی کو نئے جہاں سے آشنا کرتی ہے۔ یہ جہاں جدید برزخ ہے۔ برزخ کی زندگی کا تعلق قبل از موت کی زندگی سے کئی لحاظ سے برقرار رہتا ہے۔ مرنے سے پہلے کی زندگی مرنے کے بعد کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اور یوں دنیا و برزخ کی زندگی کا باہمی ارتباط برقرار رہتا ہے۔

اسلام کے نظری، اعتقادی اور عملی رویوں میں یہ مضمون مبادیات دین کا حصہ ہے کہ حیات قبر و حشر ایک بدیہی حقیقت ہے اور وسعت حیات کے اسی تصور کے حوالے سے مختلف مراحل میں تقسیم کیا گیا ہے یہ ایک لطیف اور نازک اعتقادی مبنی بر حقیقت بحث و نظر ہے۔ اور سیرت رسول ﷺ میں روزمرہ کے اعمال و افعال سے یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ حیات کے اس تصور کو اعتقاداً اور عملاً اپنانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ معاشرت میں رشتوں کے تقدس اور باہمی حقوق کی بجا آوری کے لئے ان احکامات اور تعلیمات کو جاننا بھی ہماری دینی معاشرت کا تقاضا ہے۔ جب رسالت پناہ ﷺ جس معاشرے میں مبعوث ہوئے اُس معاشرے میں انسانی

رشتوں کی بے حسی اور بے مروتی عام تھی۔ رشتوں کے تقدس اور تعظیم کا تصور عقلاً تھا۔ اسی سبب سے انسانی زندگی حیوانوں سے بدتر تھی۔ حضور سید کو نبین ﷺ نے زندگی کی حقیقت اور انسانی زندگی پر اثرات سے متعلق امور پر جامع و مفصل راہنمائی عطا فرمائی ہے۔ حدیث و سیرت میں بہت کثرت سے یہ معلومات میسر ہیں اور ہمارے علماء کے ہاں موضوعاتی اعتبار سے منتخب مطالعہ کے بعد تعلیمات اسلامیہ پر مطلوبہ عنوانات پر بہت کچھ لکھا گیا۔ عصری ضروریات کے پیش نظر ایک موضوع پر متعلقہ احکامات و تعلیمات کو یکجا کرنے سے ایک واضح اور قابل عمل راہنمائی میسر آ جاتی ہے جو لوگ ہم سے جدا ہو کر عالم برزخ میں آرام فرما ہیں اُن سے ہمارے رشتوں کی جذباتیت ختم نہیں ہوتی ہے اور روحانی ربط بھی برقرار رہتا ہے۔ بقول اقبال:

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے کہ روح مرنے نہیں مرگ بدن سے

اس موضوع پر ایک مرتب اور سیر حاصل تحریر جو نہایت مدلل ہے اور نہایت شائستہ پیرائے میں ہے۔ جناب محترم مولانا منیر احمد یوسفی نے قلمبند فرمائی ہے۔ راقم نے اس تحریر کا جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ بہت سے نئے گوشے سامنے آئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ موت اور یوم آخرت سے غفلت کے سبب ہم ایسے موضوعات پر لکھنا پڑھنا ذرا کم ہی کرتے ہیں اور اگر ایسے موضوعات پر غور و فکر بھی کرتے ہیں تو قلت مطالعہ اور خوف خدا کے فقدان کے باعث صحیح رائے قائم نہیں کر پاتے، برزخ و آخرت کو تعجب خیز فسانہ جان کر حقیقت سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ حضرت مولانا منیر احمد یوسفی صاحب ایک صاحب تحقیق مصنف ہیں اور فکر و بیان کے لحاظ سے اعتدال و توازن کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ اتباع سنت کو اعتقاد و عمل کی بنیاد بنائے رکھتے ہیں اس لئے ایسے صاحبان عمل لوگوں کی بات میں حقیقت پروری اور عمل انگیزی کے مظاہر نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور شافع محشر ﷺ کے صدقے میں ہمیں ہدایت کاملہ سے نوازے اور حضرت مصنف کے اس عمل کو قبولیت تامہ عطا فرمائے۔ (آمین)

فقیر راہ محبت

جسٹس (ر) نذیر احمد غازی (ایم اے ایل ایل بی)

تقریظ

از: رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔ اے ایل ایل بی)
جنرل سیکرٹری نگینہ سوشل ویلفیئر سوسائٹی (رجسٹرڈ) پنجاب

فی زمانہ زندہ لوگوں کے حقوق کی پروا نہیں کی جاتی تو ایسے ماحول میں فوت شدگان کے حقوق چہ معنی دارد؟ یہ سوال زیر نظر کتاب کے ناشر کو دیکھتے ہی ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ قبلہ محترم حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی صاحب نے یہ کیا موضوع اختیار کیا ہے؟ لیکن کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ہم اس بارے میں لاعلم ہیں ہمیں اس موضوع کے بارے میں سیکھنا چاہئے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر آدمی فوت ہوا ادھر اُس کا اپنے پسماندگان، سوگواران اور اعزاء و اقرباء سے تعلق ختم ہو گیا اور بات ختم۔ اب اس سے کیا لینا کیا دینا؟ اب اس کے لئے ایصالِ ثواب بھی بے معنی ہے۔ لیکن یہ بعض لوگوں کی ناقص سمجھ کا نتیجہ ہے۔ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ نباضِ وقت میرے پیرو مرشد قبلہ محترم جناب حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ نے بالکل درست انداز میں وقت کی نبض کو محسوس کیا اور ”حقوق فوت شدگان“ کے عنوان سے زیر نظر کتاب کی تالیف فرماتے ہوئے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے کہ فوت شدہ اہل ایمان کے کئی حقوق ہوتے ہیں جن کی ادائیگی اُن کے پسماندگان کے ذمہ ہوتی ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بڑی اہمیت و وضاحت فرمائی گئی ہے اور اُن کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔ لیکن یہ ہماری کم علمی ہے کہ آج کل کے دور میں ہماری توجہ اس طرف بہت کم جاتی ہے بلکہ ہم نفسا نفسی کا شکار ہیں۔ محض اپنے مفاد اور اپنے حق کی بات کرتے ہیں دوسروں کے حقوق کا قطعاً

لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ ہمارا مذہب اسلام بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ضابطہ حیات عطا فرماتا ہے جو معمولاتِ زندگی سے عہدہ برآہ ہونے کے لئے کامل راہنمائی کرتا ہے۔ کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ انسانی زندگی کے اختتام کی سب سے بڑی حقیقت ہے۔ ہر انسان کو آج نہیں تو کل ضرور موت کے پل سے گزرنا ہے۔ مفسرین کا فرمان ہے کہ اس دنیا سے انتقال کے بعد انسان کی روح اعلیٰ علیین یا اسفل السفلین میں ہوتی ہے احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ فوت شدگان کی ارواح اپنے پسماندگان کے گھروں میں بھی حاضر ہوتی ہیں اور متنی ہوتی ہیں کہ اُن کو کچھ ملے یعنی اُن کے ایصالِ ثواب کے لئے اہتمام کیا جائے۔ گویا کہ اپنے پسماندگان پر اُن کے حقوق ہیں جن کے وہ خواستگار ہیں۔ حضرت صاحب نے اسی حقیقت کے پیش نظر ”حقوق فوت شدگان“ کو موضوعِ سخن بنایا ہے۔ کتاب کا موضوع منفرد اور اچھوتا ہے اور اپنے اندر ایک جاذبیت اور کشش لئے ہوئے ہے۔ کتاب کو ایک نظر دیکھنے سے اس کو پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہوتا ہے۔

مؤلف کتاب قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی دامت برکاتہم العالیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی علمی اور ادبی حیثیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ تقریباً اکیس سال سے ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ ان کی ادارت میں بڑی باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ ایک عرصہ سے ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کے علاوہ اخبارات و رسائل کے ذریعے تبلیغِ دین اسلام کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اہل ایمان کی ہر جہت اور ہر سمت میں راہنمائی کے لئے عام فہم اور سادہ زبان میں تقریباً ہر موضوع پر ان کی

بیسویں کتب چھپ چکی ہیں اور گھر گھر پہنچ رہی ہیں۔ زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ قبلہ محترم نے قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے استدلال فرماتے ہوئے موضوع کے مطابق ہر پہلو کا بڑے خوبصورت اور مدلل انداز میں احاطہ کیا ہے۔ اور بڑی باریک بینی سے تمام جزئیات کی وضاحت فرمائی ہے تاکہ قارئین کرام کو کوئی ابہام نہ رہے۔ اس کتاب میں فوت شدہ نفوس کی بعد از موت کیفیات کا بڑی جامعیت سے تذکرہ کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ فوت شدگان کے پسماندگان اور سگواران اُن کے لئے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کریں کیونکہ ایمانداروں کی دُعاؤں سے فوت شدہ اہل ایمان کی قبریں روشن اور جنت کے باغ بن جاتی ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیبِ لیبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے قبلہ محترم حضرت علامہ صاحب کی اس کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور ان کو صحت و تندرستی والی زندگی عطا فرمائے تاکہ یہ تبلیغِ دین کا سلسلہ چلتا رہے اور لوگ اس چشمہ ہدایت سے راہنمائی حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارتے رہیں۔

آمین ثم آمین

تقریظ

از قلم: محمد شفیق یوسفی (پی۔ اے۔ ٹیچیف ایڈیٹر)

حقوق اللہ ایمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہیں مگر حقوق العباد معاشرتی معاملات و اخلاقیات کے ہر پہلو کو عہدہ پیرائے میں باحسن وجہ سرانجام دینے کا نام ہے۔ اور کامل ایمان والا وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ ان دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے اور اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد من وجہ حقوق اللہ کی ایک صورت ہے۔ زیر تبصرہ کتاب اپنی طرز کی ایک اچھوتی کاوش ہے۔ ایمان کی حالت میں اس دارِ فانی سے عالمِ بقاء کی طرف سفر کرنے والوں کیلئے حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری میں کتاب الجنائز کا باب بھی باندھا ہے مگر اُردو زبان میں فوت شدگان پر ایک مکمل اور جامع کتاب کی ضرورت بہر حال تھی۔ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب نے بڑی عرق ریزی سے احادیث مبارکہ کے خزانے سے گہر چن کر زیر تبصرہ کتاب ”حقوق فوت شدگان“ میں اکٹھے کر دیئے ہیں۔ آج جب ہر طرف نفسا نفسی کا دورِ دورہ ہے اور زندوں کے حقوق پامال کئے جا رہے ہیں وہاں یہ کتاب اہل معاشرہ کیلئے ایک مشعلِ راہ ثابت ہوگی۔ کتاب کا ہر دیندار گھرانے میں ہونا مفید ہے۔

تقریظ

از قلم: محمد انیس الرحمان (ایڈیٹر ہفت روزہ ندائے ملت)

علامہ منیر احمد یوسفی صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور اور مصنف کتب کثیرہ کی علمی و ادبی حیثیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اشاعت و تہن اسلام آپ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ آپ ہر وقت قرآن مجید اور سنت مبارکہ کی اشاعت و ترویج میں کوشاں رہتے ہیں اور آپ کی تصنیفات و تالیفات کی روشنی میں آپ کے ”تلاذہ“ عقیدت مند اور عام لوگ بھی عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

زیر تبصرہ اس کتاب ”حقوق فوت شدگان“ میں قبلہ یوسفی صاحب نے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے کے بارے میں نہایت محنت اور عرق ریزی سے عام فہم اور احسن انداز میں قرآن مجید و احادیث مبارکہ اور معتبر کتب کے حوالہ جات سے اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے۔ علامہ منیر احمد یوسفی اور کتاب کے حوالے سے معروف عالم دین اور استاذ العلماء حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری لکھتے ہیں:

”جیسے ہر دور میں علمائے ملت ائمہ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آ رہے ہیں، ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں ملت اسلامیہ کی نامور علمی روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت علامہ الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی وامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبہ ایمانیات، عبادات، معاملات و اخلاقیات پر اپنے راہوار قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے

ہیں۔ محض مصنف و مؤلف بننے کے شوق سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت و سمت پر صحیح صحیح رہنمائی کیلئے ایسے مسائل کو زیر قلم لارہے ہیں جن کی ہر وقت ایک ایماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ علامہ یوسفی صاحب جدید و قدیم علوم کے ماہر ہیں اسی لئے ان کا انداز تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم آسان، سہل، مؤثر، دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلاشبہ حضرت مدظلہ نباض وقت ہیں اور ظاہری و باطنی حکمت و دانش سے آراستہ ہیں۔

”وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے ان کی تشخیص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔ یقین کیجئے میری نظر سے قبل ازیں ایسی جامع، مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصع ہو۔ یہ ایمان آفریز روح پرور کتاب ان نفوس قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو شہرِ نموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے کامل ایماندار ہیں جن کی قبور کو ایمانداروں کی دعا کی ریاضِ جنت کی بہاروں سے آراستہ کر سکتی ہیں اور ان تمام امور سے بہرہ مند ہونے کیلئے قارئین کرام کو تصنیف لطیف ”حقوق فوت شدگان“ انشاء اللہ العزیز کافی و دوائی ثابت ہوگی۔“

اس کتاب کا ہر مسلمان گھرانے میں موجود ہونا بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔

(ہفت روزہ ندائے ملت (نوائے وقت) ۱۳ مارچ ۲۰۱۰)

تقریظ

از قلم: خالد یزدانی (سنیئر صحافی نوائے وقت)

زیر نظر کتاب ”حقوق فوت شدگان“ منیر احمد یوسفی صاحب کی تصنیف ہے جس میں مصنف نے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے ان کی تشخیص جس انداز میں تحریر کی ہے اور ہر ایک مسئلے پر دلائل دیئے ہیں۔ اس پر نشاناتِ قلم قسوری لکھتے ہیں ”یہ ایمان آفرور روح پرور کتاب ان نفوسِ قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے جو شہرِ خموشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔“ فاضل مصنف منیر احمد یوسفی صاحب کی اس سے پہلے بھی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن کی روشنی میں پڑھنے والے عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔ زیر نظر کتاب کا موضوع بھی اس حوالے سے بڑا اہم ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے کی صحیح عکاسی ہوتی ہے۔

(سنڈے میگزین نوائے وقت ۲۸ مارچ ۲۰۱۰ء)

تقریظ

از قلم: محمد شعیب مرزا (ایڈیٹر ماہنامہ پھول لاہور)

اسلام میں حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ جب تک بندہ حقوق العباد ادا نہیں کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی معاف نہیں فرمائے گا۔ زندہ لوگوں کی طرح اسلام نے فوت شدگان کے بھی حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے۔ زندہ لوگوں سے تو ان کے حقوق کسی بھی وقت معاف کروائے جاسکتے ہیں لیکن فوت شدگان سے ان کے حقوق معاف نہیں کروائے جاسکتے۔ لہذا ان کے حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔ فوت شدگان کے حقوق تو خالصتاً رضائے الہی اور خوفِ خدا کے تحت ہی ادا کئے جائیں گے۔ اس موضوع پر شاید پہلی مرتبہ اتنی توجہ اور تفصیل سے کام کیا گیا ہے۔ اس میں فوت شدگان کے لواحقین اور تمام مسلمانوں کے ذمے حقوق کو قرآن و سنت کے حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں ۳۵۰ سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب کی قیمت صرف ۲۰۰ روپے رکھی گئی ہے اور نہایت خوبصورت گفٹ بکس ہمارا ہے۔ یہ کتاب کا تحفہ دینا یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔

(ماہنامہ پھول لاہور اپریل ۲۰۱۰ء)

نشان منزل

..... رَوْضَةُ مَن رِّيَاضِ الْجَنَّةِ O

کامل ایماندار وہی ہے جو حقوق العباد کو حتی الامکان کما حقہ ادا کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ حقوق اللہ ایمانیات کے ہر شعبہ پر محیط ہے۔ اور حقوق العباد معاشرتی معاملات و اخلاقیات کے ہر پہلو کو عمدہ پیرائے میں باحسن وجوہ سرانجام دینے کا نام ہے۔

ان دونوں حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اُسوۂ حسنہ ہمارے لئے صحیح ترین رہنما ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ”تمہاری کامیاب زندگی کے لئے رسول اللہ (ﷺ) کا اُسوۂ ہی کافی ہے“۔ یعنی رسول کریم رُوف و رحیم ﷺ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تکمیل کے لئے جو تعلیم عطا فرمائی اُسے بروئے عمل لایا جائے تو ہر قسم کے حقوق پورے کئے جاسکتے ہیں۔

حقوق اللہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں توبہ کو اپنایا جائے تو اللہ کریم جل مجدہ العظیم اپنے حقوق معاف فرما دیتا ہے مگر حقوق العباد کی عدم ادائیگی میں جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرے گا تو رب العزت کی گرفت یقینی ہے۔

حقیقتاً دیکھا جائے تو حقوق العباد بھی من وجہ حقوق اللہ ہی کی ایک صورت ہے۔ لہذا اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اُس کے حبیب لبیب ﷺ کی رضا و خوشنودی کے لئے حقوق العباد کو بھی اسی طرح پورا کیا جانا چاہئے جیسے حقوق اللہ کی ادائیگی ضروری ہے۔ دنیوی زندگی میں تو برضا و رغبت یا طوعاً کرہاً بندوں کے حقوق پورے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جسے ریا کاری، نمود و نمائش، دکھا دیا ناک رکھنے کی خاطر بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کیونکہ عوام میں یہ جراثیم خاصی حد تک پھیل چکے ہیں۔

مگر بعد از وفات (مردوں کے) حقوق جو زندوں پر عائد ہوتے ہیں اُن کا پورا کرنا تو اور بھی زیادہ لازم اور واجب ہو جاتا ہے اور اُن کا پورا کرتے رہنا اُمید

تقریظ

از قلم: شاہد نذیر چوہدری (اسٹنٹ ایڈیٹر فیملی میگزین)

مجلہ ”سیدھا راستہ“ کے مدیر اعلیٰ منیر احمد یوسفی نے مذہبی و روحانی تعلیمات کے ذریعے عام مسلمانوں کی رہنمائی کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے۔ وہ اب تک متعدد ایسی کتب تحریر کر چکے ہیں جو دین سکھانے اور سمجھانے کیلئے بنیادی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اسلام کو صحیح طرح سے سمجھنے کیلئے عقائد کی چٹنگی اور اعمال کی دُرستگی بہت ضروری ہے جو ظاہر ہے عام فہم اور آسان زبان میں دستیاب ہو جائیں تو سمجھنے سمجھانے اور اُن پر عمل کرنے کیلئے تیر بہدف نسخہ کام دیتی ہیں۔ مثلاً ان کی چند کتابیں ”مجھے نماز سے پیار ہے“ آئیں دین سیکھیں، غسل میت، آداب عیادت و نور شفاء، ختم کے معانی، ایصالِ ثواب“ کچھ ایسے ہی مضامین کا نچوڑ ہیں جنہیں عام مسلمان پڑھنے کے بعد بہت کچھ سیکھ سکتا ہے۔ معمولات زندگی بنانے کیلئے اسلام کامل رہنمائی کرتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہر کسی کو اسلامی تعلیمات و فرائض سے آگاہ ہونا چاہیے۔ زیرِ نظر کتاب بھی اس جانب رہنمائی کرتی ہے اور اسلامی نکتہ نظر سے زندہ افراد پر فوت ہو جانے والوں کے حقوق سے آگاہ کرتی ہے۔ ہمارے ہاں تو زندہ افراد کو اُن کے حقوق نہیں ملتے لہذا مرنے والوں کو کون پوچھتا ہے؟ حالانکہ اسلام فوت ہو جانے والوں کے حقوق کی نگہداشت اور اُن کی ادائیگی کے معاملے میں واضح ہدایت فراہم کرتا ہے۔ ہمارے مسلمان اس بات کو بھی سمجھنے سے معذوری ظاہر کر دیتے ہیں کہ معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ اس کا بقیہ کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ہے ریاکاری کے زمرے میں بھی نہیں آئے گا، کیونکہ مُردے سے تو اس دنیا میں شکرے کا تصور بھی مفقود ہے۔

بعض حقوق تو وفات یافتگان کے اعزاء و اقارب پر لازم ہیں اور بعض کا عام مسلمانوں پر پورا کرنا ضروری ہے۔ وہ حقوق کون کون سے ہیں جن کا جاننا سمجھنا اور پھر ادا کرنا متعلقین اور عوام مسلمین پر لازم و ضروری ہے۔ وہ کیسے معلوم ہوں تو اس سلسلہ میں ہماری رہنمائی قرآن مجید فرقان حمید نے یوں فرمائی: فَسَلُّوا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ پھر انہیں اہل علم سے دریافت کرو جن (مسائل) کو تم نہیں جانتے۔

جیسے ہر دور میں علمائے مِلّت، اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کی رہبری و رہنمائی فرماتے چلے آ رہے ہیں ویسے ہی فی زمانہ پاکستان میں مِلّتِ اسلامیہ کی نامور علمی و روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا الحاج منیر احمد یوسفی نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ بھی سلف صالحین کے مشن کو اپناتے ہوئے ہر شعبہ ایمانیات، عبادات، معاملات و اخلاقیات پر اپنے راہ و ار قلم کو بڑی خوبصورتی اور مستعدی سے چلا رہے ہیں۔ محض مصنف و مؤلف بننے کے شوق سے نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہر جہت و سمت پر صحیح صحیح رہنمائی کے لئے ایسے مسائل کو زیر قلم لا رہے ہیں جن کی ہر وقت ہر ایک ایماندار کو سمجھ کر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

چونکہ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی جدید و قدیم علوم کے ماہر ہیں اس لئے ان کا انداز تحریر بھی تقریر کی طرح عام فہم، آسان، سہل، مؤثر دلکش اور دلپذیر ہے۔ بلاشبہ حضرت مدظلہ نباضِ وقت ہیں۔ موصوف ظاہری و باطنی حکمت و دانش سے آراستہ ہیں۔ سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ كُلُّ دَاءٍ دَوَاءٌ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس فرمانِ عالی شان سے واضح ہو رہا ہے کہ:-

مرض جسمانی ہو یا روحانی ہر دو قابل علاج ہیں۔ کوئی مرض لا علاج نہیں۔ گو کوئی بھی سپیشلسٹ اس کی تک نہ پہنچ سکے۔ بہر حال مولانا الموصوف طیب حازق کی طرح روحانی و جسمانی امراض کی تشخیص پوری بصیرت و فراست سے کرتے ہوئے

نسخہ تجویز کرتے ہیں نہ صرف نسخہ کی تجویز پر اکتفا کرتے ہیں بلکہ استعمال کا طریقہ اور پرہیز بھی اس شان سے واضح کرتے چلے جاتے ہیں کہ کسی قسم کا ابہام باقی نہیں رہتا۔ تاہم شفا من جانب اللہ۔

وفات یافتگان کے حقوق کی ذمہ داری جو زندوں پر عائد ہوتی ہے اُن کی تشخیص جس خوبصورت انداز میں آپ نے فرمائی ہے۔ یقین کیجئے میری نظر سے ازیں قبل ایسی جامع، مکمل اور کامل تصنیف نہیں گزری۔ جو وفات یافتگان کے ایک ایک مسئلے کے دلائل سے مرصع ہو۔ یہ ایمان آفر و زُروح پرور کتاب اُن نفوسِ قدسیہ کی کیفیات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جو شہرِ خوشاں کو اپنا مستقر بنا چکے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے کامل ایماندار ہیں جن کے متعلق مخبر صادق سید عالم نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قَبْرُ الْمُؤْمِنِ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ ”مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔“ مگر بعض ایسے ایماندار ہیں جن کی قبور کو ایمانداروں کی دعائیں ریاضِ جنت کی بہاروں سے آراستہ کر سکتی ہیں اور ان تمام امور سے بہرہ مند ہونے کے لئے قارئین کرام کو تصنیفِ لطیف ”حقوق فوت شدگان“ انشاء اللہ العزیز کافی و دانی ثابت ہوگی۔

دُعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت علامہ مولانا منیر احمد یوسفی مدظلہ العالی کی جملہ تصانیف کو قبولیت و محبوبیت کا شرف عطا فرمائے اور معمول کے مطابق مِلّتِ اسلامیہ کو ”سیدھا راستہ“ دکھاتے رہیں اور اس پر چلا تے رہیں۔

خیر اندیش

محمد منشاء تابش قصوری

(جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور) خطیب: مدینہ مجدد مرید کے

۱۲ ذوالحجہ المبارک ۱۴۳۰ھ

۱۳ نومبر ۲۰۰۹ء دوشنبہ

عرض حال

بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی توفیق بنی کریم رؤف و رحیم رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین علیہ السلام کی رحمت اور مرشد کامل الامین علم لدنی پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ محمد یوسف علی گندہ قدس سرہ العزیز کے فیضانِ نظر سے مختلف موضوعات پر بیسیوں کتابیں تالیف و تصنیف کی ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ان تالیفات و تصنیفات کی روشنی میں لوگ عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی حاصل کر رہے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بندۂ ناچیز کی تصنیفات و تالیفات تعلیمی اداروں میں بھی پڑرائی رکھتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مس مسرت طاہرہ پر پھل گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ڈنگہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات نے بھی اپنے کالج میں مختلف تالیفات اور تصنیفات متعارف کروائیں۔ خصوصاً حقوق والدین، حقوق زوجین، یوسف مصر محبت، آئیں اپنی نماز کا جائز لیں، تاریخ وضو اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ۔ انہوں نے بندۂ ناچیز کو تجویز پیش کی کہ ایک کتاب ”حقوق فوت شدگان“ کے متعلق بھی تحریر کی جائے۔ چنانچہ بندۂ ناچیز نے ”حقوق فوت شدگان“ کے موضوع پر زیر نظر کتاب کو تحریر کرنا شروع کیا جو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے فضل و کرم اور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ السلام کے صدقے آپ کے پاس موجود ہے۔

بندۂ ناچیز استاذ العلماء استاذ الكل في الكل حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ العالی کا خصوصی طور پر شکر گزار ہے کہ جنہوں نے خصوصی توجہ فرما کر کتاب پر نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی اور بندۂ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

اسی طرح میں اُن تمام عزیزوں اور دوستوں کا جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور اشاعت میں کوشش کی۔ خصوصاً محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم یوسفی، سیف اللہ یوسفی، عظیم اعظم یوسفی، رشید احمد جنجوعہ یوسفی، حضرت علامہ مولانا حافظ محمد رضوان یوسفی، حضرت علامہ مولانا صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، شیخ محمد آصف یوسفی اور محمد سلیم نواز یوسفی کا شکر گزار ہوں۔

دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنے پیارے نبی رحمت رؤف و رحیم علیہ السلام کے صدقے اس ناچیز سعی کو قبول فرما کر قبولِ عام عطا فرمائے اور اس کتاب کے مطالعے کے بعد جتنے لوگ مستفید ہوں سب کا ثواب تمام شمع توحید و رسالت کے پروانوں فوت شدگان ایمان والوں کو عطا فرمائے۔ آمین!

طالب دعا

منیر احمد یوسفی علی مد

موت کیا ہے؟

خالق کائنات نے جس طرح دیگر مخلوقات کو پیدا کیا ہے ایسے ہی موت کو بھی تخلیق فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا** ط۔ یعنی ”وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہاری پہچان ہو (کہ تم میں سے کس کا عمل اچھا ہے)۔“

حضرت حسن ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **قَالَ: لِمَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰدَمَ وَ ذُرِّيَّتَهٗ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ: اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَسْعُهُمْ فَقَالَ: اِنِّیْ جَاعِلٌ مَّوْتًا قَالُوْا: اِذَا لَا يَهْنَا لَهُمُ الْعِیْشُ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلٌ اَمَلًا** ح۔ ”جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے (حضرت سیدنا) آدم (علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام) کو اور اُن سے اُن کی ذریت کو پیدا فرمایا تو فرشتوں نے عرض کیا: کہ زمین میں ان کی گنجائش نہیں تو اللہ (رَبُّ الْعَزَّة) نے فرمایا: میں موت پیدا کرنے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا پھر تو اُن کی زندگی مکدر اور بے مزہ ہو جائے گی تو اللہ (رَبُّ الْعَالَمِیْنَ) نے فرمایا: بے شک میں اُمید پیدا فرمانے والا ہوں۔“

موت کیا ہے؟

الْمَوْتُ هُوَ انْقِطَاعُ تَعْلُقِ الرُّوْحِ بِالْبَدَنِ وَ مَفَارِقَةُ وَ حَيٰوَلُهُ بَيْنَهُمَا وَ تَبَدُّلُ حَالِ الْمَوْتِ لَيْسَ بَعْدَهُم وَاِنْقَالَ مِنْ دَارِ اِلٰی دَارٍ ح۔ ”موت بدن سے روح کے تعلق کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ ایک حجاب ہے جو روح اور بدن کے درمیان قائم ہو جاتا ہے۔ موت عدم نہیں ہے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا نام ہے۔“

۱۔ سورۃ الملک آیت نمبر ۲۔ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۷ (عربی بیروت لبنان)۔ ۳۔ شرح الصدور ص ۲۳۔

عقل مند مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: **كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلٰی النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَفْضَلُ؟ قَالَ اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَاَيُّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَكْبَسُ؟ قَالَ اَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَّ اَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اِسْتِعْدَادًا اَوْ لَيْكَ الْاَكْبَسُ** ح۔ ”میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اتنے میں انصار میں سے ایک مرد انصاری آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا پھر سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کون سا مومن مومنوں میں سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ پھر اُس نے پوچھا: کون سا مومن عقل مند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لئے اچھی تیاری کرتا ہے وہی عقل مند ہے۔“

طبرانی شریف میں حضرت سہل بن سعد ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: بعض بزرگانِ دین کا کہنا ہے: **مَنْ اَكْثَرَ ذِكْرَ الْمَوْتِ اَكْرَمَ بِثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ (۱) تَعَجُّيلُ التَّوْبَةِ وَ (۲) قَنَاعَةُ الْقَلْبِ وَ (۳) نَشَاطُ الْعِبَادَةِ وَ مَنْ نَسِيَ الْمَوْتَ عَوَّقَ بِثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ (۱) تَسْوِیْفُ التَّوْبَةِ وَ (۲) تَرْكُ الرِّضَا بِالْكَفَافِ وَ (۳) وَ التَّكَاْسُلُ فِی الْعِبَادَةِ** ح۔ کہ جس نے موت کو بکثرت یاد کیا اُسے تین انعامات ملیں گے (۱) توبہ کی جلد توفیق ہوگی اور (۲) دل میں قناعت نصیب ہوگی اور (۳) عبادت میں خوشی ہوگی اور جس نے موت کو بھلا دیا اُس پر تین مصیبتیں نازل ہوں گی (۱) توبہ میں ٹال مٹول (۲) رضائے الہی کا ترک و بے مبری اور (۳) عبادت میں سستی۔

ح ابن ماجہ ص ۳۲۳ تفسیر طبری ج ۸ ص ۲۹ حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۳۱۳ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۵۸۳ (چھاپہ دار المکتب العلمیہ بیروت لبنان نیا ایڈیشن ۳ جلدیں) شرح الصدور ص ۲۸۔ ۵۔ شرح الصدور ص ۲۹۔

شہداء کے ساتھ حشر:

قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَحْشُرُ مَعَ الشُّهَدَاءِ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ مَنْ يَذْكُرُ الْمَوْتَ فِي الْيَوْمِ وَالْآيَةِ عَشْرِينَ مَرَّةً ۱ صحابہ کرام ﷺ نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا شہداء کے ساتھ کسی کا حشر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اُس کا جو موت کو دن اور رات میں بیس مرتبہ یاد کرے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ إِلَّا نَدِمَ قَالُوا: وَمَا نَدَامَتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ أَزْدَادًا وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا نَدِمَ أَنْ لَا يَكُونَ نَزْعَ كَيْ "جو شخص بھی مرتا ہے پشیمان ہوتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کی پشیمانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نیکو کار ہے تو اس امر پر شرمندہ ہوگا کہ نیکیاں زیادہ کیوں نہیں کیں اور اگر بدکار ہوگا تو اس بات پر شرمندہ ہوگا کہ برائیاں کیوں نہ چھوڑیں۔"

موت کو یاد کرنا:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَكْثَرُوا ذِكْرَ هَٰذِمِ اللَّذِّتِ يَعْنِي الْمَوْتَ ۵ "لذتوں کو مٹانے اور کاٹنے والی (موت) کو بہت یاد کرو۔"

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تَزْهَدُ ۱ شرح الصدور ص ۲۹۔ ۲ شرح الصدور ص ۳۲ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۵۳ شرح السنہ جلد ۷ ص ۴۷ (چھاپہ دار المکتب العلمیہ بیروت لبنان کل ۷ جلدیں نیا ایڈیشن) ترمذی کتاب الزہد حدیث نمبر ۲۴۰۳ مشکوٰۃ ص ۴۸۔ ۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۵۸ ترمذی جلد ۲ ص ۵۷ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۳ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۲۱ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۰۹ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۳۶ شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۳۲۳۔

فِي الدُّنْيَا وَتَذْكُرُ الْآخِرَةَ ۹ "میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع فرماتا تھا اب زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں زہد اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔"

(۳) حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زُرِ الْقُبُورَ تَذْكُرُ بِهَا الْآخِرَةَ وَأَغْسِلَ الْمَوْتَى فَإِنَّ مُعَالَجَةَ جَسَدٍ وَ مُوَعِظَةً ۱ بَلِيغَةً وَصَلَّ عَلَى الْجَنَائِزِ لَعَلَّ ذَلِكَ أَنْ يَحْزَنَكَ فَإِنَّ الْحُزْنَ فِي ظِلِّ اللَّهِ يَتَعَرَّضُ كُلُّ خَيْرٍ ۱ "مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبروں کی زیارت کرو تا کہ آخرت کی یاد آئے اور مردہ کو نہلاؤ کہ فانی جسم کا چھوٹا بہت بڑی نصیحت ہے اور نماز جنازہ پڑھو تا کہ یہ تمہیں غمگین کرے کیونکہ غمگین انسان اللہ (جل جلالہ کی رحمت) کے سایہ میں ہوتا ہے۔"

علامات موت:

علامات موت جب ظاہر ہوتی ہیں تو کپٹی دھنس جاتی ہے ناک میڑھی پڑ جاتی ہے۔ پاؤں بے جان ہو جاتے ہیں جب کھڑے کئے جائیں تو کھڑے نہ رہ سکیں بلکہ گر جائیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَرْقَبُوا الْمَيِّتَ عِنْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا (۱) إِنْ رَشَحَتْ جَبِينُهُ (۲) ذَرَفَتْ عَيْنَاهُ وَ (۳) انْتَشَرَتْ مُنْخَرَاهُ فَهِيَ رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ قَدْ نَزَلَتْ بِهِ وَ (۱) إِنْ غَطَّ غَطِيطُ الْبُكَرِ الْمَخْنُوقِ (۲) وَخَمَدَ لَوْنُهُ وَ (۳) أَرْبَدَ شَذَقَاهُ فَهُوَ عَذَابٌ مِنَ اللَّهِ قَدْ حُلَّ بِهِ ۱ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مرنے والے میں تین علامتیں دیکھو (۱) اگر اُس کی پیشانی پر پسینہ آئے (۲) آنکھوں میں آنسو آئیں اور (۳) نتھنے پھیل جائیں تو یہ اللہ (ﷻ) کی رحمت ہے اور اگر (۱) وہ جس کا گلا گھونٹا گیا ہو (۲) رنگ پھیکا پڑ جائے اور (۳) منہ سے جھاگ ۱ ابن ماجہ ص ۱۱۳ شرح الصدور ص ۳۲۔ ۲ اور منثور جلد ۶ ص ۳۳۹ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۳۔ ۳ الشرح الصدور ص ۳۸ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۱۷۔

ڈالنے لگے تو یہ اللہ (ﷻ) کے عذاب نازل ہونے کی علامت ہے۔“

مومن کی پیشانی کا پسینہ:

حضرت بزیدہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ ۱۲۔ ”نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مومن پیشانی کے پسینے سے مرتا ہے۔“

ناگہانی موت:

حضرت عبید اللہ بن خالد (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْتُ الْفُجَاءَةِ اخْذَةُ الْأَسَفِ ۱۳۔ ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ناگہانی موت غضب کی پکڑ ہے۔“ ”الجامع لشعب الایمان للبیہقی“ میں یہ زیادہ ہے کہ اخْذَةُ الْأَسَفِ لِلْكَافِرِ وَ رَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِ ۱۴۔ ”موت کافر کے لئے غضب کی پکڑ ہے اور مومن کے لئے رحمت۔“

کیا موت کی تمنا کرنی چاہئے؟

(۱) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ إِلَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا ۱۵۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ نیکو کار تو اس لئے کہ شاید وہ نیکیاں بڑھالے اور بدکار اس لئے کہ شاید وہ توبہ کر لے۔“

(۲) انہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ وَلَا يَدْعُ بِهِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَهُ أَنَّهُ إِذَا مَاتَ انْقَطَعَ أَمَلُهُ ۱۶۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ تو موت کی تمنا کرے نہ پھر اگر چاروں چار موت کی تمنا کرنی ہی پڑے تو یوں کہے۔“ اے میرے

کی آرزو کرے اور نہ اس کے آنے سے پہلے اس کی دعا کرے۔ کیونکہ جب وہ مرتا جائے گا تو اس کی امیدیں ختم ہو جائیں گی اور مومن کی عمر تو بھلائی ہی بڑھاتی ہے۔“

(۳) حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا تَمَنُّوا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَؤُلَاءِ الْمُطَّلَعِ شَدِيدٌ وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يُطَوَّلَ عُمَرُ الْعَبْدِ ۱۷۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت کی آرزو نہ کرو کیونکہ اس پہاڑ کی وحشت سخت ہے اور یہ کسی بندے کی نیک بختی ہے کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے اپنی طرف رجوع نصیب فرمائے۔“

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) نے جب موت کی تمنا کی تو رسول اللہ ﷺ من رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْبَقَاءِ خَيْرٌ لَكَ ۱۸۔ ”موت کی تمنا نہ کرو اس لئے کہ اگر تم اہل جنت سے ہو تو زندگی بہتر ہے اور اگر اہل جہنم سے ہو تو جلدی کیوں جانا چاہتے ہو۔“ (سبحان اللہ! یہ بات اُس مرد مومن سے فرمائی جا رہی ہے جو عشرہ مبشرہ یعنی جنتی صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے ہیں لیکن یہ بات ساری امت کو سمجھائی جا رہی ہے)۔

اگر موت ضرور ہی مانگنی ہو تو!

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِضَرِّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتْ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي ۱۹۔ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آئی ہوئی مصیبت کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے پھر اگر چاروں چار موت کی تمنا کرنی ہی پڑے تو یوں کہے۔“ اے میرے

۱۲۔ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۲، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۳۳-۳۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۴۰، شرح الصدور ص ۱۸۔ ۱۸۔ شرح الصدور ص ۱۸-۱۹، بخاری جلد ۲ ص ۸۴، مشکوٰۃ ص ۱۳۹، شرح الصدور ص ۱۷۔ ۱۹۔ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۱، مسلم حدیث نمبر ۲۶۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۰۸، نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۱، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۲۶۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۰۱۔

اللہ (جل جلالہ) اگر میرے لئے زندگی بہتر ہے تو مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما۔

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی آرزو اور دُعا کرنی جائز ہے۔ حضرت ابوعبیس غفاری رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: **بَادِرُوا بِالْمَوْتِ سِتًّا: اِمْرَةً السُّفَهَاءِ وَ كَثْرَةَ الشَّرْطِ وَ بَيْعَ الْحُكْمِ وَ اسْتِخْفَافًا بِالْدَّمِ وَ قَطِيعَةً الرَّحْمِ وَ نَشْوًا يَتَّخِذُونَ الْقُرْآنَ مَزَامِيرَ يَقْدُمُونَ الرَّجُلَ لِيُغْنِيَهُمْ بِالْقُرْآنِ وَ اِنْ كَانَ اَقْلَهُهُمْ فَفَقَهَا ۲۰** ”چھ چیزوں کے آنے سے پہلے فوت ہو جاؤ (یعنی موت کی تمنا کرو) (۱) بے وقوفوں کی حکومت سے (۲) شرط کی زیادتی سے (۳) حکمت کی باتوں کو بیچنے سے (۴) خون کی ناقدری سے (۵) قطع رحمی سے اور (۶) اُن لوگوں سے جو قرآن مجید کو گرا کر پڑھتے ہیں۔ ایک آدمی کو آگے کرتے ہیں جو اُن کو قرآن مجید کا کرناٹے خواہ وہ سب سے کم سمجھ رکھتا ہو۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے پیاروں کے پاس بیٹھ کر موت کی تمنا نہیں کرنی چاہئے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ جَلَسْنَا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَّرَنَا وَرَفَّقَنَا فَبَكَى سَعْدُ ابْنُ اَبِي وَقَاصٍ فَكَثُرَ الْبُكَاءُ قَالَ يَا لَيْتَنِي مِثُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَا سَعْدُ اَعِنْدِي تَتَمَنَّى الْمَوْتُ؟ فَرَدَّدَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنْ كُنْتُ خُلِقتُ لِلْجَنَّةِ فَمَا طَالَ غَمْرُكَ وَ حَسُنَ مِنْ عَمَلِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ ۲۱ ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی اور ہمارے دل نرم کر دیئے (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بہت رونے بولے ہائے کاش! میں مرجاتا۔ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۲۰ مستدرج جلد ۳ ص ۲۹۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۹۹ جلد ۵ ص ۲۳۵، شرح الصدور ص ۲۹-۳۱ مستدرج جلد ۵ ص ۲۶۷، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۰۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۵۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۰۔

فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ کیا میری موجودگی میں موت کی تمنا کرتے ہو؟ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سعد رضی اللہ عنہ اگر تم جنت کے لئے پیدا کئے گئے ہو تو جس قدر تمہاری عمر دراز ہوگی اور تمہارے عمل اچھے ہوں گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔

مرنے والوں کو تلقین:

(۱) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَقِنُوا مَوْتًا حَسَنًا** ”اپنے مرنے والوں کو (اس کلمہ کی) تلقین کرو (یعنی) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ حلم والا ہے کرم والا ہے پاک ہے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش عظیم کا رب ہے ساری تعریفیں جہانوں کے پروردگار کے لئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا زندوں کے لئے کیسی ہے؟ فرمایا: اَجْوَدُ وَ اَجْوَدُ ”بہت اچھی ہے اور بہت اچھی ہے۔“ ۲۲

(۲) حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (مبارک) ہے کہ اپنے مرنے والوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ) سکھاؤ۔ ۲۳

اس طرح کہ مرنے والے کے پاس بلند آواز سے کلمہ پڑھنا چاہئے اس کا حکم نہیں دینا چاہئے۔ خیال رہے اگر مومن مرتے وقت کلمہ نہ پڑھ سکے جیسے بے ہوش یا شہید وغیرہ تو وہ ایمان پر ہی اس دنیا سے رخصت ہوا کیونکہ زندگی میں مومن تھا۔ لہذا اب بھی مومن بلکہ اگر نزع کی غشی میں منہ سے کلمہ کفر سنا جائے تب بھی وہ مومن ہی ہو گا اور کفر نمازِ دفن سب کچھ ہوگا کیونکہ غشی کی حالت میں ارتداد معتبر نہیں۔ (از شای) ۲۴ [مرتے وقت کلمہ پڑھانا اس حدیث مبارک محولہ بالا پر عمل کے لئے ہے نہ

۲۲ ابن ماجہ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ ص ۱۴۱-۱۴۲ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۰ ابن ماجہ ص ۱۰۵ نسائی جلد ۲ ص ۲۵۹ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۳۳ درمنثور جلد ۳ ص ۲۹۸ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۷ ترمذی حدیث نمبر ۹۷۶-۹۷۷ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۴۔

کہ اُسے مسلمان بنانے کے لئے، مسلمان تو وہ پہلے ہی ہے]

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ إِذَا حَضَرْتُمْ الْمَرِيضَ أَوْ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤْمِنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ ۲۵ ”جب تم بیمار میت (یعنی قریب المرگ) کے پاس جاؤ تو (منہ سے) اچھی بات کہو کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔“

مرنے والے کا آخری کلام:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا آخری کلام ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو وہ جنت میں جائے گا۔“ ۲۶

مرنے والے کے پاس سورہ یٰسین پڑھیں:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اقْرَأْ وَسُورَةَ يَسِينَ عَلَى مَوْتَاكُم ۲۷ ”اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔“

وقتِ موت کیا اُمید ہو؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ایک جوان کے پاس اُس کی موت کے وقت تشریف لے گئے تو فرمایا: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ أَرْجُو اللَّهَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا

۲۵ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۰ ابن ماجہ ص ۱۰۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۵ ترمذی حدیث نمبر ۹۷۷ نسائی حدیث نمبر ۱۸۲۵ ۲۶ مشکوٰۃ ص ۱۳۱ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۷ ۲۳۳ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۲۳ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۰۰ ۳۱۷ قرطبی جلد ۲ ص ۱۹۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۶ ۲۷ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶ مشکوٰۃ ص ۱۳۱ ابن ماجہ ص ۱۰۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۱۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۳۱

الْمَوْتِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَأَمَنَهُ مِمَّا يَخَافُ ۲۸ ”تو اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اُس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں اللہ (ﷻ) سے اُمید کر رہا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈر رہا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دو چیزیں جب بندہ (مومن) کے دل میں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے اُس کی اُمید (کے مطابق) دیتا ہے اور ڈراؤنی چیز سے اُسے عطا فرماتا ہے۔“

نزع کی سختی میں اجر و ثواب:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس گئے جبکہ اُن کا ایک رشتہ دار فوت ہو رہا تھا (اُس وقت) اُس کا دم گھٹ رہا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے (مرنے والے کی وجہ سے مجھے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو) رنجیدہ دیکھا تو فرمایا اور لَا تَبْسُيْ عَلَيَّ حَمِيمِيكَ فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ حَسَنَاتِي ۲۹ ”(اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اس بات پر غمگین مت ہو کہ آپ کے رشتہ دار پر جان نکلنے میں سختی ہو رہی ہے یہ اُس کی نیکیوں کا سبب ہے۔“ (موت کے وقت کی سختی سے اللہ کریم رہے سبے گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے)۔

مسئلہ: قریب المرگ آدمی کے پاس دُعائے شفاء اور دُعائے مغفرت ہی کرنی چاہئے اس حالت میں حاضرین دنیوی کلام نہ کریں آخری وقت تک دُعائے شفاء کر سکتے ہیں۔ ۳۰

مسئلہ: مرتے ہوئے شخص کے پاس یا مرنے والے کے پاس ملک الموت اور اُن کے ساتھی فرشتے بھی اُس بات پر آمین کہتے ہیں جو لوگوں کے منہ سے نکلتی ہے۔ ۳۱

جو آدمی بیماری کی حالت میں مرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ ۲۸ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۲ ابن ماجہ ص ۳۲۴ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۲۶۸ حذیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۲۹۲ درمنثور جلد ۷ ص ۲۱۳ ۲۹ ابن ماجہ ص ۱۰۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۱۵ ۳۰ صحیح مرآۃ جلد ۳ ص ۳۳۵ ۳۱ صحیح مرآۃ جلد ۲ ص ۳۴۵

نے فرمایا: مَنْ مَاتَ مَرِيضًا مَاتَ شَهِيدًا وَوَفَى فِتْنَةُ الْقَبْرِ وَغَدَى وَ رِيحٌ عَلَيْهِ يُرْزَقُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ۳۲ ”جو شخص بیمار رہ کر فوت ہو وہ شہید فوت ہو گا۔ قبر کے عذاب سے بچے گا اور صبح و شام اُس کو جنت سے روزی ملے گی۔“

روح جب قبض ہو جائے تو آنکھیں بند کر دینی چاہئیں:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ ۳۳ ”رسول اللہ ﷺ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو اُن کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ (آپ ﷺ نے) انہیں بند کر دیا پھر فرمایا کہ روح جب قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اُس کے پیچھے جاتی ہے۔“

حضرت ہذا ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتًا كُمْ فَأَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَإِنَّ الْبَصَرَ يَتَّبِعُ الرُّوحَ وَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَوَقِّنُ مَا قَالَ أَهْلُ الْبَيْتِ ۳۴ ”جب تم اپنے مردوں کے پاس جاؤ تو اُن کی آنکھیں بند کر دو کیونکہ روح کے ساتھ ہی پینالی بھی چلی جاتی ہے اور نیک بات کہو (یعنی مغفرت مانگو) اس لئے کہ گھروالوں کی بات پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔“

مرنے والے کی آنکھیں اور منہ بھی بند کر دینا چاہئے:

روح کے ساتھ نور نگاہ بھی نکل جاتا ہے اس لئے کبھی مرنے والے کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔ آنکھیں کھلی رہنے سے فائدہ کچھ نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہو جاتی ہے۔ اس لئے آنکھیں فوراً بند کر دینی چاہئیں بلکہ اگر منہ کھلا رہ گیا ہو تو اُسے بھی بند کر دیا جائے اور جڑے باندھ دیئے جائیں۔ ۳۵

۳۲ ابن ماجہ ص ۱۱۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹۵ مرآۃ جلد ۴ ص ۵۵۔ ۳۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ابن ماجہ ص ۱۰۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۸۔ ۳۴ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۹۱ مسند احمد جلد ۴ ص ۲۵۵ نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۲۵۴ تلخیص الحجر جلد ۲ ص ۱۰۵۔ ۳۵ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۵۔

میت کو چومنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَهُوَ مَيِّتٌ وَهُوَ يَبْكِي حَتَّى سَأَلَ ذُمُوعُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى وَجْهِهِ عُثْمَانَ ۳۶ ”رسول اللہ ﷺ نے (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کی میت کو چوما (اُن کے چہرے یعنی پیشانی کو چوما) اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ رہے تھے۔ یہاں تک کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے آنسو مبارک (حضرت) عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) کے چہرے پر بہنے لگے۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ ۳۷ ”جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے انہیں بوسہ دیا۔“

مسئلہ: میت کو غسل سے پہلے بھی چوما جاسکتا ہے اور غسل کے بعد بھی کیونکہ میت غسل سے پہلے بھی پاک ہوتی ہے اُس کا غسل جنابت کا سا غسل ہے۔ (لمعات) ۳۸ ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ میت کو شفقت کے طور پر اور تعظیماً چومنا جائز ہے۔ البتہ مرد اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے مرد کو فوت ہونے کے بعد نہیں چوم سکتے۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنا منہ آپ ﷺ کی پیشانی پر رکھ کر رونے لگے۔ چومتے اور کہتے تھے آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا آپ ﷺ زندگی میں بھی اچھے اور وصال کے بعد بھی اچھے ہیں۔ ۳۹

تحفہ مومن:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ۳۶ ابوداؤد وحدیث نمبر ۳۱۶۳ ترمذی حدیث نمبر ۹۸۹ ابن ماجہ ص ۱۰۶ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰۔ ۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۴۱ ابن ماجہ ص ۱۰۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۰ بخاری حدیث نمبر ۱۳۴۲ ترمذی حدیث نمبر ۸۸۹۔ ۳۸ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۵۔ ۳۹ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۴۵۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حَقَّةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ ۝ ”موت مومن کا تحفہ ہے“۔ یعنی موت مومن کو رب کا تحفہ ہے کیونکہ یہ رب کریم سے ملنے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دیدار پاک کا ذریعہ ہے اور جنت میں پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ موت مومن کو محبوب سے ملاتی ہے۔

مصیبت پہنچنے پر کیا کہے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ مُّصِيبَةٌ مُّصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَةَ قُلْتُ أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ أَوَّلَ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ وہی بات کہے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے تعلیم فرمائی ہے یعنی اِنَّا لِلَّهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا ”ہم اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں“۔ الہی مجھے میری مصیبت پر اجر عطا فرما اور اس کا بہتر بدلہ عطا فرما۔ (جو شخص یہ کلمات پڑھتا ہے) تو اللہ رب العزت اُسے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔ (آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں) جب میرے شوہر حضرت ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو میں نے کہا کہ ابوسلمہ ؓ سے بہتر کون مسلمان ہوگا؟ وہ تو پہلے گھر والے ہیں جنہوں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں نے یہ دعا پڑھ لی۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اُن سے بہتر یعنی رسول

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲۳-۳۲۰ مشکوٰۃ ص ۱۴۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۰۴ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۳۱۹ حلیۃ الاولیاء جلد ۸ ص ۱۸۵ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۵-۳۳۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۱۶-۲۱۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۷۷ جلد ۶ ص ۳۰۹ مشکوٰۃ ص ۱۴۰ مسلم حدیث نمبر ۹۱۸ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۱۹ مرقاة جلد ۴ ص ۷۵۔

اللہ ﷺ عطا فرمائے۔ (آپ ﷺ سے میرا نکاح ہو گیا)۔

وفات کی خبر سننے پر پہلا کلام:

مولہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب کوئی صدمہ خصوصاً کسی کی وفات کی اطلاع ملے تو کہنا چاہئے اِنَّا لِلَّهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ اور اگر کسی کے وصال شدہ عزیز سے تعزیت کے لئے جائیں تو اظہارِ افسوس کے لئے سب سے پہلے ”اِنَّا لِلَّهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ پڑھنا چاہئے اور جسے صدمہ پہنچے اُسے بھی اِنَّا لِلَّهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھنا چاہئے اور ساتھ ”اللَّهُمَّ أَجِرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَ أَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا“ بھی پڑھ لینا چاہئے۔

اپنے وطن کے سوا کسی اور جگہ مرنے کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ مَاتَ رَجُلٌ ۲ بِالْمَدِينَةِ مِمَّنْ وَلَدَبَهَا فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ يَا لَيْتَنِي مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ قَالُوا وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ بِغَيْرِ مَوْلِدِهِ فَلَيْسَ لَهُ مِنْ مَوْلِدِهِ إِلَى مُنْقَطِعِ آثَرِهِ فِي الْحَبَّةِ ۳ ”ایک شخص مدینہ (منورہ) میں فوت ہوا اُس کی پیدائش بھی مدینہ (منورہ) میں ہوئی تھی۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا: کاش کہ وہ اور کہیں مرتا۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب مومن آدمی اپنی جائے ولادت کی بجائے کہیں اور فوت ہوتا ہے تو اُس کی پیدائش کی جگہ سے لے کر اُس کے آخری پاؤں کے نشان تک (یعنی مرنے کی جگہ تک) جنت بنادی جاتی ہے۔“

موت کفارہ ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

۱۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۵۹ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۸۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۵۹۳ کشف الخفاء جلد ۳ ص ۴۰۰۔

فرمایا: **الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ** ۳۳ ”موت ہر مسلمان (کے گناہوں) کے لئے کفارہ ہے۔“ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ نے کہا: **وَذَلِكَ لِمَا يَلْقَاهُ الْمَيِّتُ فِيهِ مِنْ الْأَلَمِ وَالْأَوْجَاعِ** ۳۴ ”اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان مرتے وقت جو تکالیف پاتا ہے وہ تکالیف اُس کے گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔“ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذَى شَوْكَةٍ فَمَا فَرَّقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سَيِّئَاتِهِ** ۳۵ ”اگر مسلمان کو ایک کانٹا یا اُس سے بھی کم چیز سے تکلیف پہنچے تو اُس کے سبب بھی اللہ (ﷻ) اُس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ **فَمَا ظَنُّكَ بِالْمَوْتِ الَّذِي سَكْرَةٌ مِنْ سَكْرَاتِهِ أَشَدُّ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ** ۳۶ ”تو جب کانٹے کا یہ حال ہے تو سکراتِ موت کا کیا حال ہوگا؟ جس میں تلوار کی تین سوزیوں سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔“

موت کی یاد تنگ دستی دُور کرتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَكْثَرُ مَا ذُكِرَ هَٰذِهِمُ اللَّذَاتِ فَإِنَّهُ مَا ذُكِرَ أَحَدٌ فِي ضَيْقٍ مِنَ الْعَيْشِ إِلَّا وَسِعَهُ عَلَيْهِ وَلَا فِي سَعَةٍ إِلَّا ضَيَّقَهُ عَلَيْهِ۔ ”لذتوں کو توڑنے والی چیز کو بکثرت یاد کرو کیونکہ جو تنگ دست ہے جب موت کو یاد کرتا ہے تو اُس پر فراخی ہوتی ہے اور جو خوش عیش ہوتا ہے وہ فراخ دست ہوتا ہے اور اُس کا مال اُسے تنگ کرتا ہے۔“ (یعنی وہ مال اپنی بے شبانی سے اُسے آگاہ کرتا ہے)۔

ساتھ سال کے بعد کوئی عذر نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **أَعْدَدَ اللَّهُ إِلَى أَمْرِ بِيْ أَخْرَاجَهُ حَتَّى يَبْلُغَ سِتِّينَ**
 شرح الصدور ص ۲۷ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۱۲۱ تاریخ بغداد للخطیب ابجدادی جلد ۱ ص ۳۴۷-۳۴۸ شرح الصدور ص ۲۷-۲۸ شرح الصدور ص ۲۷ صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۳۳ حدیث
 نمبر ۵۶۳۸ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۳۷ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان) - ۲۶ شرح الصدور
 ص ۲۷-۲۸ شرح الصدور ص ۲۸ مسند بزار جلد ۶ ص ۲۶۶ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۰۸

سنۃ ۸ھ "جس شخص کی عمر ساٹھ سال ہو گئی اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑے گا" (یعنی اُس نے زندگی میں ہر دور کو دیکھ لیا اب بھی اگر عبادت نہ کرے تو کوئی عذر کا موقع نہ رہے گا)۔

بھلائی کا ارادہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ قِيلَ كَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ؟ قَالَ يُؤَفِّقُهُ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ ۝ ”جب اللہ (تبارک و تعالیٰ) اپنے کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُس کو (اچھے) عمل میں لگا دیتا ہے۔ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیسے اُس کو اچھے عمل میں لگاتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تبارک و تعالیٰ) اُس کو مرنے سے قبل نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔“ (وہ خوش نصیب ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ حسن عمل کی توفیق عطا فرمائے)۔

جان گنی کا عالم:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الْمُؤْمِنُ لِيَعْمَلَ الْخَطِيئَةَ فَيَشِدُّ بِهَا عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَوْتِ لِيُكَفِّرَ بِهَا وَأَنَّ الْكَافِرَ لِيَعْمَلَ الْحَسَنَةَ فَيَسْهَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَوْتِ لِيُجْزَىٰ بِهَا ۖ** ”مومن جب گناہ کرتا ہے تو موت کے وقت تکلیف کی شدت کے ذریعہ اس کا کفارہ ہو جاتا ہے اور کافر جب کوئی نیکی کرتا ہے تو موت کے وقت آسانی کر کے اسے بدلہ دے دیا جاتا ہے۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف کی روشنی میں درج ذیل احادیث مبارکہ کا مطالعہ

۱۔ بخاری جلد ۲ ص ۹۵۰ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۵۳ شرح النبی جلد ۷ ص ۲۸۲ مشکوٰۃ

حدیث نمبر ۵۲۷۲ شرح الصدور ص ۳۵-۳۹ ترمذی جلد ۳ ص ۳۶ مستدرک جلد ۷ ص ۱۳۵ مستدرک

مالم جلد ۳ ص ۳۳۰ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۹۲ جلد ۳ ص ۲۵۳ درمنثور جلد ۶ ص ۱۹۶ مجمع الزوائد

جلد ۷ ص ۲۱۵-۲۱۴ شرح الصدور ص ۳۵-۳۹ ترمذی حدیث نمبر ۹۸۰ مجمع الزوائد جلد ۲

ص ۳۲۶ حلیۃ الاولیاء جلد ۵ ص ۵۹۔

فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے موت کی تکلیف کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:-

هُوَ قَدْرُ ثَلَاثِمِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۝ یہ تلوار کی تین سو ضربوں کے برابر ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ سے موت کے بارے میں عرض کیا گیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: اَذْنَى جُبْدَاتِ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ مِائَةِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ ۝ ۲ "موت

کی تکلیف تلوار کی ایک سو ضربوں سے زیادہ ہے۔"

(۳) رسول اللہ ﷺ سے موت کی سختیوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ

ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَهْوَنَ الْمَوْتِ بِمَنْزِلَةِ حَسَكَةٍ كَانَتْ فِي صُوفٍ

فَهَلْ تَخْرُجُ الْحَسَكَةُ الصُّوفَ مِنَ الصُّوفِ إِلَّا وَمَعَهَا صَوْتٌ ۝ ۳

"موت کی کم تر تکلیف کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کانٹے دار شاخ کو اُون میں ڈالے

اور پھر اُسے کھینچے تو اُس شاخ کے ساتھ اُون بھی نکل آئے گی۔"

(۴) حضرت امام قشیری علیہ الرحمہ نے "رسالہ قشیریہ" میں اور حضرت الفضل

طوسی علیہ الرحمہ نے "عیون الاخبار" میں اور دیلمی نے اپنی سند سے حضرت انس

ﷺ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ الْعَبْدَ لِيُعَالَجَ

كُرْبَ الْمَوْتِ وَ سَكْرَاتِ الْمَوْتِ وَ إِنَّ مَفَاصِلَهُ لَيُسَلِّمُ بَعْضُهَا

عَلَى بَعْضٍ تَقُولُ "جب بندے پر سکرات موت کا عالم طاری ہوتا ہے اور موت

کی بے چینی ہوتی ہے تو اُس کے اعضاء ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں السَّلَامُ

عَلَيْكَ تَفَارِقُنِي وَ أَفَارِقُكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۝ ۴ "یعنی تم پر سلام ہو تم

مجھ سے جدا ہو رہے ہو اور میں تم سے قیامت تک کے لئے جدا ہو رہا ہوں۔"

(۵) حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عبداللہ

بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے (اُمّ المؤمنین

حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ طیبہ طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بتگامی موت کے

اے شرح الصدور ص ۳۹-۴۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۰۸-۳۲۲۰۹ ۵۳ شرح

الصدور ص ۴۱ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۷-۳۲۱۸ ۵۴ شرح الصدور ص ۴۲ جمع الجوامع حدیث

بارے میں سوال کیا کہ آیا یہ بڑی ہے؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کیسے بڑی

ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے

فرمایا: أَحَدَةٌ لِّلْمُؤْمِنِ وَ أَخَذُ اسْفٍ لِّلْفَاجِرِ ۝ ۵ "مومن کے لئے راحت

ہے اور فاجر کے لئے افسوس ناک گرفت ہے۔"

مقام عبرت:

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں وہ رسول اللہ

ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے۔ ایک آنے والا آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس

میں حاضر ہوا اور عرض کیا ایک جوان لڑکا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے۔ اُس

سے کہا جاتا ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو لیکن وہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: أَلَيْسَ كَانَ يَقُولُهَا فِي حَيَاتِهِ؟ قَالُوا بَلَى، قَالَ:

لَمَّا مَنَعَهُ مِنْهَا عِنْدَ مَوْتِهِ؟ فَهَضَّ النَّبِيُّ ﷺ وَ نَهَضْنَا مَعَهُ حَتَّى

اتَى الْغَلَامُ فَقَالَ: يَا غَلَامُ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ أَنْ

أَقُولُهَا، قَالَ: وَلِمَ؟ قَالَ لِعَقُوقِ وَالِدَتِي قَالَ: أَحْيَةٌ هِيَ؟ قَالَ:

نَعَمْ، قَالَ أَرْسِلُونَا إِلَيْهَا فَجَاءَتْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّكَ

هُوَ؟ قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ نَارًا أَجْبَحَتْ فَقِيلَ لَكَ إِنَّ

لَمْ تَشْفَعْ لِي فِيهِ دَفَنَاهُ فِي هَذِهِ النَّارِ، فَقَالَتْ: إِذَا أَكُنْتُ أَشْفَعُ لَهُ

قَالَ: فَأَشْهَدِي اللَّهَ وَ أَشْهَدِيَنَا بِأَنَّكَ قَدْ رَضِيتِ عَنْهُ فَقَالَتْ:

قَدْ رَضِيتُ عَنْ ابْنِي، فَقَالَ: يَا غَلَامُ! قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ بَنِي

مِنْ النَّارِ ۝ ۶ کیا وہ (زندگی میں کلمہ طیبہ) پڑھتا تھا؟ عرض کیا جی ہاں! تو حضور نبی

کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے

۵۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۷۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۱۸ شرح

الصدور ص ۳۵-۳۶ مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۱۲۸ شرح الصدور ص ۳۶ بحوالہ دلائل النبوة طبرانی و

ابن ابی عمیر جلد ۳ ص ۳۸۲ (مختصراً)۔

ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: کہو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" اُس نے عرض کیا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ فرمایا: کیوں؟ عرض کیا: میں اپنی والدہ کی نافرمانی کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ زندہ ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اُسے بلاؤ۔ چنانچہ اُس کی والدہ کو آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک بڑی آگ جلائی جائے اور تجھے کہا جائے کہ اس لڑکے کو معاف کر دے یا پھر ہم اس کو اس آگ میں جلا دیتے ہیں تو کیا تم اس کو معاف کر دو گی؟ وہ کہنے لگی جی ہاں! تو فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو اور ہمیں گواہ بنا کر کہہ دے کہ میں اس سے راضی ہوں۔ چنانچہ اُس عورت نے عرض کیا: اے میرے اللہ (جل جلالک) میں تجھے اور تیرے (پیارے) رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اُس لڑکے سے فرمایا: اے لڑکے کہو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ چنانچہ وہ پڑھنے لگا "تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَنْقَذَهُ بِنِي مِنَ النَّارِ یعنی "تمام تعریفیں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے ہیں جس ذات نے میرے وسیلہ سے اس کو جہنم کی آگ سے نجات دی"۔ اس سے عبرت حاصل ہوئی کہ ماں باپ کے گستاخ کو آخری وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اُسے معاف نہ کریں۔ لہذا ماں باپ کا ادب و احترام کرنا چاہئے۔ نیز یہ بھی واضح ہوا کہ آپ ﷺ کا وسیلہ جائز ہے کہ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: میرے وسیلہ سے اُس کو جہنم کی آگ سے نجات حاصل ہوئی۔

مقامِ غور:

ابن عساکر علیہ الرحمہ نے عبد الرحمن بخاری علیہ الرحمہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں: "حَضَرْتُ رَجُلًا بِالْوَفَاةِ فَقِيلَ لَهُ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ: لَا أَقْدِرُ كُنْتُ أَصْحَبُ قَوْمًا يَأْمُرُونَنِي لَشَيْئِ أَبِي بَكْرٍ وَ

عَلَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۝" ایک شخص کی وفات کا وقت قریب تھا تو اُس سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تو اُس نے کہا میں اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ پوچھا گیا کیوں؟ تو کہنے لگا میں: اُن لوگوں کی ساتھ بیٹھا تھا جو مجھے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو گالیاں دینے کی تلقین کرتے تھے۔

اللہ اکبر! ان بزرگوں کا کتنا عظیم مقام ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کس قدر ان کی شان کو ظاہر فرماتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو ایسے لوگوں کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے جو ان بزرگوں کو گالیاں نکالتے ہیں اُسے مرتے وقت کلمہ پڑھنا نصیب نہیں ہوتا تو جو گالیاں دیتے ہیں اُن بد بختوں اور مردودوں کا کیا حال ہوگا؟ العیاذ باللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ ان ہستیوں کی بے ادبی کرنے والوں سے مسلمانوں کو پناہ عطا فرمائے۔

آگ نہیں کھائے گی:

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَنْ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ لَا تَطْعَمُهُ النَّارُ أَبَدًا ۝۸ "جو مسلمان مرتے وقت یہ کلمات پڑھے گا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اُسے (جہنم کی) آگ کبھی نہیں کھائے گی۔"

اسمِ اعظم:

حضرت سعد بن مالک ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں اسمِ اعظم بتاؤں؟ وہ (اسمِ اعظم) دُعائے (حضرت) یونس (علیہ السلام) ہے یعنی "لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ

۵۵ شرح الصدور ص ۴۷-۵۸ تلخیص الحجیر جلد ۲ ص ۱۰۳ شرح الصدور ص ۴۷ المعجم الصغیر للعلمانی جلد ۱ ص ۸۶۔

الْطَّالِمِينَ ۝ (الانبیاء: ۸۷) ”کوئی معبود نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔“ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ خاص حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کے لئے ہے یا عام ایمان والوں کے لئے بھی ہے تو رسول کریم روف و رحیم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ارشاد مبارک نہیں سنا؟ وَنَجِّنَا مِنَ الْغَمِّ ۖ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الانبیاء: ۸۸) ”اور ہم نے اُسے غم سے نجات دی اور ایسے ہی نجات دیں گے ایمان والوں کو۔“ اَيُّمَا مُسْلِمٍ دَعَا بِهَا فِي مَرَضِهِ اَرْبَعِينَ مَرَّةً فَمَاتَ فِي مَرَضِهِ ذَلِكَ اُعْطِيَ اَجْرَ شَهِيدٍ ۚ وَ اِنْ بَرًّا بَرًّا ۚ وَ قَدْ غُفِرَ لَهُ جَمِيعُ ذُنُوبِهِ ۝ ۵۹ ”جس مسلمان نے اس دعا کو اپنی بیماری میں ۴۰ مرتبہ پڑھ لیا اور پھر اسی مرض میں فوت ہو گیا تو وہ اللہ (ﷻ) کی طرف سے ”شہید“ جیسا اجر پائے گا اور اگر تندرست ہو گیا تو اللہ (ﷻ) کی مہربانی اور فضل و کرم سے) اُس کے تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔“

مقام شہادت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَتَاهُ مَلَكُ الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَى وُضُوءٍ اُعْطِيَ الشَّهَادَةَ ۚ ۶۰ ”جس شخص کے پاس ملک الموت اس حالت میں آئے کہ وہ بحالت وضو ہو تو وہ قیامت میں شہادت کا مرتبہ پائے گا۔“

وقت وفات:

حضرت مکرم بن عبد اللہ مرثی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب تم کسی مردہ کی آنکھیں بند کرو تو کہو: بِسْمِ اللّٰهِ وَ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۝ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نام سے اور رسول اللہ ﷺ کے دین پر۔“

☆☆☆

۵۹ درمنثور جلد ۵ ص ۲۶۹، مستدرک حاکم جلد ۶ ص ۶۷، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۳۔
۶۰ شرح الصدور ص ۳۹، بحوالہ طبرانی۔ ۶۱ شرح الصدور ص ۴۹۔

کسی عزیز کے مرنے پر رونا

کسی عزیز خصوصاً ماں باپ، بہن بھائی، بیوی بچوں، پیر و مرشد اور استاد یا دوست میں سے کسی کے فوت ہونے پر دلی تعلق کی بنا پر بے اختیار رونا ناقابل گرفت عمل ہے۔ لیکن سر یا سینہ کوٹنا، پیٹنا، منہ پر تھپڑ مارنا، بال نوچنا، مرنے والے کے جھوٹے اوصاف بیان کرنا، ہائے اوتے فلانی تو مر گیا، ساڈا بیڑہ غرق ہو گیا، اسیں اُجڑ گئے، برباد ہو گئے وغیرہ۔ یہ سب حرام ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہے۔ صبر، شکر کے الفاظ کہنا یا میت کو اچھے الفاظ سے مختصر طور پر مخاطب کر کے کلام کرنا جائز ہے۔ آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ چونکہ بندے کے بس میں نہیں اس لئے اس پر عذاب نہیں ہوگا۔ کیونکہ عذاب اختیاری گناہ پر ہوتا ہے۔ آنسو نہ اختیاری ہیں اور نہ ہی ان کے بننے پر گناہ ہے۔ بعض صورتوں میں رب ذوالجلال والا کرام نے رونے کی اجازت دی ہے بلکہ ثواب خدا اور رگنا ہوں پر ندامت سے رونا، بخشش کا ذریعہ ہے۔ اطباء کہتے ہیں میت پر بالکل نہ رونے سے سخت بیماری پیدا ہو سکتی ہے آنسو بننے سے دل کی گرمی نکل جاتی ہے۔ اس لئے ایسے موقعوں پر رونے سے منع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ایسے مواقع پر نہ رونا سخت دلی کی نشانی ہے۔ یہ بات رسول کریم روف و رحیم ﷺ کے عظیم فرامین میں سے ہے کہ ”جسے بندوں پر رحم نہیں آتا اللہ تبارک و تعالیٰ اُس پر رحم نہیں فرماتا۔“

تعزیت کے لئے بیٹھنا سنت ہے نیز تعزیت کے لئے مسجد میں بیٹھنا بھی جائز ہے۔ تعزیت کی حد تین دن ہے۔ کسی کے فوت ہو جانے پر میت والے گھر میں تین دن تک چٹائی یا دریاں بچھاتے ہیں لوگ تعزیت اور فاتحہ کے لئے آتے رہتے ہیں۔

رونے کی ممانعت نہیں:

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَا تَتْ رَزَبْتُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَكَتِ النِّسَاءُ فَجَعَلَ عُمَرُ يَضْرِبُهُنَّ بِسَوْطِهِ فَاَخْرَجَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدِيْهِ وَقَالَ مَهْلًا يَا

عُمَرُ ثُمَّ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَنَعِيقُ الشَّيْطَانِ ثُمَّ قَالَ إِنَّهُ مَهْمَا كَانَ مِنَ الْعَيْنِ وَ مِنَ الْقَلْبِ فَمِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ مِنَ الرَّحْمَةِ وَمَا كَانَ مِنَ الْيَدِ وَ مِنَ اللِّسَانِ فَمِنْ الشَّيْطَانِ ۱

” (حضرت سیدہ) زہب (رضی اللہ عنہا) بنت رسول اللہ (ﷺ) فوت ہوئیں تو عورتیں روئیں (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) اُن کو کوڑے سے مارنا چاہتے تھے تو رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) چھوڑ دو ہٹ جاؤ۔ پھر (عورتوں سے) فرمایا: شیطانی آواز سے پرہیز کرنا اور فرمایا جو کچھ آنکھ اور دل سے ہو تو وہ اللہ (جل جلالہ) کی طرف سے ہے اور رحمت ہے اور جو ہاتھ اور زبان سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔“

(۲) حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي جَنَازَةِ قَرَأَى عُمَرُ امْرَأَةً فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعَهَا يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ وَالنَّفْسَ مَصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ ۲

”نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) ایک جنازے میں تشریف رکھتے تھے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے ایک عورت کو دیکھا وہ رو رہی تھی تو آپ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) نے ڈانٹا۔ نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) نے (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) سے) فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ) اسے رونے دو اس لئے کہ اس کی آنکھ رونے والی ہے اس کی جان کو تکلیف پہنچی ہے اور زمانہ قریب ہے۔ یعنی ابھی صدمہ ہوا ہے اور ایسے وقت میں دل پر اثر ہوتا ہے اور رونا بہت آتا ہے تو انسان مجبور ہو جاتا ہے۔“

آنسو اور دل کا غم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں:

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۵ ۲۳۷ البدایہ والنہایہ جلد ۴ ص ۲۸۹ ۲۔ ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۲ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۷۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۳

حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کچھ بیمار ہوئے تو نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ اُن کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں پہنچے تو انہیں غشی میں پایا:-

فَقَالَ قَدْ قَضَى؟ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ أَنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِهَذَا وَ أَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ وَ أَنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذِّبُ بِكُأَةِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ ۳

”پوچھا! کیا وصال کر گئے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر رسول کریم رؤف ورحیم (ﷺ) روئے۔ جب قوم نے نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) نے فرمایا: کیا تم سنتے نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم سے عذاب نہیں دیتا؟ پھر اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس سے عذاب دیتا ہے یا رحم فرماتا ہے اور میت کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔“ (اس رونے سے مراد وہ رونا ہے جس میں چیخنا، چلانا، نوحہ اور بین ہو)۔

حضور نبی کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کا یہ رونا اُن کی موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ اُن کی تکلیف دیکھ کر رحمت کی بنا پر تھا اور یہ کلام حکیمانہ مبلغانہ تھا کہ کسی کی بیماری یا موت پر بے صبری یا نوحہ نہیں کرنا چاہئے۔ مطلب یہ کہ جو مصیبت پر حمد الہی کرتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر رحم فرماتا ہے جو غلط باتیں کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔

آسمان کے دو دروازوں کا رونا:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ (ﷺ) نے

فرمایا: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ يُصْعَدُ مِنْهُ عَمَلُهُ وَبَابٌ يَنْزِلُ مِنْهُ رِزْقُهُ فَإِذَا مَاتَ بَكِيَ عَلَيْهِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى فَمَا بَكَثَ ۴

۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۶۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۴ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۴ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱

عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هُنَّ "ہر مومن کے لئے (آسمان) میں دو دروازے ہیں ایک دروازہ وہ ہے جس سے اُس کے اعمال آسمان کی طرف چڑھتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جس سے اُس کی روزی اُترتی ہے۔ جب بندہ مومن مر جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں۔ یہی رَبُّ الْعِزَّتِ کا فرمان ہے۔ (یعنی آسمان و زمین کافر کے لئے نہیں روتے بلکہ مومن کے لئے روتے ہیں)۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بیٹے کا انتقال:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَرْسَلْتُ ابْنَةَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَيْهِ إِنْ أَبَا لِي قُبُضَ فَأَتَانَا فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُولُ إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لِيَأْتِيَنِيهَا فَقَامَ وَمَعَهُ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةَ وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرَجُلٌ قَرَفَعَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَتَقَفَّعُ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟ فَقَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ فَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرَّحْمَاءَ ۝

"رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے نبی کریم ﷺ کو بلا بھیجا کہ میرا بیٹا (جس کا نام علی بن عاص بن ربیع رضی اللہ عنہ تھا) فوت ہو گیا ہے تو آپ ﷺ تشریف لائیں (آپ ﷺ نے سلام اور پیغام بھیجا) آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ہی ہے جو اُس نے لیا اور اُسی کا ہے جو اُس نے دیا۔ اُس کے پاس ہر چیز کی میعاد معین ہے۔" آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں تشریف آوری کا دوبارہ پیغام بھیجا۔ (حضرت اُسامہ بن زید

مع مشکوٰۃ ص ۱۵۱ کنز العمال حدیث نمبر ۳۰۱-۳۲۷۱۸ ترمذی جلد ۲ ص ۱۶۱ شرح الصدور ص ۱۰۱ حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۵۳-۵۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ نسائی جلد ۳ ص ۲۶۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۶۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۱ ابن ماجہ ص ۱۱۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۳ مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۶۲۷۔

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ اٹھے میں بھی اٹھا اور حضرت سعد بن عبادہ معاذ بن جبل ابی بن کعب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب مکان پر پہنچے تو لوگ بچے کو رسول کریم ﷺ روئے ورجم رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اُس کی روح سینہ میں مل رہی تھی (یعنی روح نکلنے کے قریب تھی) جیسے مشک میں پانی ہلتا ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ روئے۔ تو (حضرت) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کیا معاملہ ہے؟ (یعنی آپ ﷺ رو رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی رحمت ہے جو اُس نے (حضرت سیدنا) آدم ﷺ کی اولاد میں رکھی ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) اپنے اُن بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) رحم کرتے ہیں۔ (رونا اور رنج کا اظہار کرنا خلاف شرع نہیں بلکہ رقت قلب اور نرم دلی کی نشانی ہے اور جسے ایسے موقعوں پر رنج نہ ہودہ سخت دل انسان ہے)۔

چچین مار کر رونا منع ہے:

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جَاءَ يَعُودُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ ثَابِتٍ فَوَجَدَهُ قَدْ غَلِبَ عَلَيْهِ فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ فَاِسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ غَلَبْنَا عَلَيْكَ يَا الرَّبِيعُ فَصَحَنَ النِّسَاءُ وَبَكَيْنَ فَبَجَلَ ابْنُ عَتِيكَ يَسْكُتُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعُهُنَّ فَاِذَا وَجِبَتْ فَلَا تَبْكِينَ بَاكِئَةً قَالُوا وَمَا الْوُجُوبُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمَوْتُ قَالَتْ ابْنَتُهُ اِنْ كُنْتُ لَا رَجُوءَ اَنْ تَكُونَ شَهِيدًا قَدْ كُنْتُ فَصُمْتُ جَهَازَكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَيْهِ عَلَى قَدَرِ نَيْتِهِ ۝

"(رسول اللہ ﷺ حضرت) عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ بیماری اُن پر غالب ہے۔ آپ ﷺ نے اُن کو زور سے پکارا اُنہوں نے جواب نہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نسائی جلد ۱ ص ۲۶۱۔

”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ اور فرمایا ”اے ابوالبرقع تم ہم پر مغلوب ہو گئے۔“ (یعنی قضائے الہی ہم پر غالب آگئی۔ ہم تمہاری زندگی چاہتے تھے مگر تقدیر میں موت ہے)۔ یہ سن کر عورتوں نے چیخیں ماریں اور رونے لگیں (حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ان کو چپ کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دو مگر جب ان پر واجب ہو جائے تو کوئی (چیخیں مار کر) نہ روئے۔ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) واجب ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”مر جانا“۔ ان کی بیٹی نے (ان کے فوت ہونے کے بعد) کہا مجھے امید تھی کہ آپ شہید ہوں گے۔ اس لئے کہ آپ جہاد کے لئے سب سامان تیار کر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے ان کو ان کی نیت کے مطابق ثواب عطا فرمایا ہے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ اَبَاهُ قُبِلَ يَوْمَ اَحَدٍ قَالَ فَجَعَلْتُ اَكْشِيفُ عَنْ وَجْهِهِ وَ اَبْكِي وَالنَّاسُ يَنْهَوْنِي وَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْهَانِي وَ جَعَلْتُ عَمَتِي تَبْكِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَبْكِيهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تَطْلُؤُهُ بِاَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُمُوهُ ۚ میرے والد (حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ) اُحد کے غزوہ میں شہید ہو گئے تو میں ان کے منہ سے کپڑا ہٹاتا اور روتا۔ لوگ مجھے منع کرتے مگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہ فرمایا۔ پھر میری چچی رونے لگی۔ اُس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر مت رو۔ اس پر برابر فرشتے اپنے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں یہاں تک کہ تم نے اُس کو اٹھایا۔“

شہزادہ مصطفیٰ رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

(۱) حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَانْطَلَقَ بِهِ اِلَى ابْنِهِ يَحْيٰى وَ اَلْبَتَّاءِ جُلْدًا مِّنْ ۲۲ كَتْرًا مَّالَ حَدِيثٍ نُّسَرُ ۲۹۸۸ نَسَائِي جُلْدًا مِّنْ ۲۶۱۔

اِبْرَاهِيْمَ فَوَجَدَهُ يَجُوذُ بِنَفْسِهِ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَهُ فِيْ حُجْرِهِ فَبَكَى فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ اَتَبْكِيْ اَوْ لَمْ تَكُنْ نَهَيْتَ عَنِ الْبُكَاءِ قَالَ لَا وَلَكِنْ نَهَيْتَ عَنْ صَوْتَيْنِ اَحْمَقَيْنِ فَاجْرَيْنِ صَوْتٍ عِنْدَ مُصِيبَةٍ وَ خَمْسٍ وَ حُوْرٍ وَ شَقِيْ جُبُوْبٍ دَرَنَةِ شَيْطَانٍ ۝

”نبی کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے پیارے بیٹے (حضرت) سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ اُس وقت ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ نبی کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی گود میں لیا اور رونے لگے۔ (حضرت) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے۔ کیا آپ رضی اللہ عنہ روتے ہیں؟ حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ سے منع فرماتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رونے سے منع نہیں کرتا تھا بلکہ میں تو دو احمق فاجر آوازوں سے منع کرتا تھا۔ ایک کسی مصیبت کے وقت رونے کی آواز جس میں منہ کا نوچنا پینٹنا اور گریبان کا چیرنا پھاڑنا ہو۔ دوسرے شیطان کا نوحہ کرنا اور چیخنا چلانا۔“

(۲) حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: لَمَّا تَوَفَّيْ اَبْنِيْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِبْرَاهِيْمَ بَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ الْمَعْرِيُّ اِمَّا اَبُو بَكْرٍ وَّ اِمَّا عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ مِنْ عَظَمِ اللّٰهِ حَقُّهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ تَذْمُعُ الْعَيْنِ وَ يَحْزَنُ الْقَلْبُ وَ لَا نَقُوْلُ مَا يَسْخَطُ الرَّبُّ لَوْ لَا اَنَّهُ وَ عَدُّ صَادِقٍ وَ مَوْعُوْدٌ جَامِعٌ فَاِنْ الْاٰخِرُ تَابِعٌ لِلْاَوَّلِ لَوْ جَدْنَا عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ اَفْضَلُ مِمَّا وَ جَدْنَا وَ اَنَابَكَ الْمَحْزُوْنُوْنَ وَ وَفِيْ بُخَارِيْ ”وَ اَنَا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمَ الْمَحْزُوْنُوْنَ ۙ

”رسول کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ کے بیٹے (حضرت سیدنا) ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو نبی کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ روئے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ رضی اللہ عنہ کو تعزیت دے رہے تھے انہوں نے عرض کیا: آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ اللہ ۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۶۔ ۹ ابن ماجہ ص ۱۱۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۰، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ بخاری جلد ۴ ص ۱۷۴ مسلم جلد ۳ ص ۲۵۹۔

(تبارک وتعالیٰ) کے حق کو جاننے والے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آنکھ روٹی ہے اور دل رنجیدہ ہوتا ہے۔ ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے پروردگار ناخوش ہو۔ اگر قیامت کا وعدہ سچا نہ ہوتا اور اس وعدے میں سب ملنے والے نہ ہوتے پھر فرمایا: بعد میں فوت ہونے والا پہلے فوت ہونے والے کے پیچھے جانے والا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات نکلے۔ ”اے ابراہیم (علیہ السلام) ہم تجھ پر زیادہ رنج کرتے ہیں اس رنج سے جتنا ہم نے کیا اور ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں۔“ (یعنی تیری جدائی کی وجہ سے)۔

کسی بچے کے مرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِمَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَةً فَوَادِهِ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ مَاذَا قَالَ عَبْدِي فَيَقُولُونَ حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَع فَيَقُولُ اللَّهُ اَبْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ ۝ ”جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ وہ عرض کرتے ہیں ہاں! تو (اللہ تبارک وتعالیٰ) فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے پھر عرض کرتے ہیں ہاں۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ) پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اُس نے تیری حمد بیان کی اور (اَسْأَلُ اللَّهَ) پڑھا پھر اللہ (ﷻ) فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور گھر کا نام بیت الحمد رکھو۔“

فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی:

حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف رحیم ﷺ: ۱۵۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۹۸ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۷ در منثور جلد ۱ ص ۱۵۷۔

ورجیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ عَزَى ثَكْلِي كَسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ ۝ ”جو فوت شدہ بچے کی ماں کو تسلی دے اُس کو جنت میں جنت کی چادر اوڑھائی جائے گی۔“ (اور اعزاز سے نوازا جائے گا)۔

رونا اور نوحہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول کریم رؤف ورجم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَنْ أَنْهَيْتُ عَنْ الْبُكَاءِ إِنَّمَا نَهَيْتُ عَنْ النَّوْحِ ۝ ”میں تمہیں رونے سے منع نہیں کرتا بلکہ میں تمہیں نوحہ (اور بین) سے منع کرتا ہوں۔“

نوحہ منع ہے:

حضرت حکیم بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اِنْ قَيْسَ ابْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَا تَنُوحُوا عَلَيَّ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يُنَحْ عَلَيْهِ مُخْتَصِرًا ۝ ”حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے (اپنے احباب اور گھروالوں سے) کہا مجھ پر نوحہ مت کرنا کہ رسول اللہ ﷺ پر نوحہ نہیں ہوا۔“

بین کرنے کی ممانعت:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورجم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: أَلَمَيْتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ إِذَا قَالُوا وَاعْضَدَاهُ وَانْكَاسِيَاهُ وَانَا صِرَاهُ وَاجْبَلَاهُ وَنَحْوُ هَذَا يُتَغَنَّعُ ۝ ”زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔ جب لوگ (نوحہ اور بین کے انداز میں روتے ہوئے)

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ تلخیص الکبیر جلد ۲ ص ۱۳۸ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۷۶-۱۲ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۹ بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۶-۱۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲-۱۱۳ ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۴ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۶۲ (مختصر) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۱۷۱ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۶۱۲ حدیث نمبر ۱۲۳۳۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۱۶ جلد ۱۲ ص ۳۳۳ (مختصر)۔

کہتے ہیں۔ اے میرے بازو! اے میرے کپڑے پہنانے والے! ہائے میری مدد کرنے والے! ہائے پہاڑ کی طرح قوت اور طاقت والے! یا اس کے مانند دوسرے کلمات کہتے ہیں تو (فرشتے) میت کو جھڑکتے ہیں ڈانٹتے ہیں۔ (جبکہ مرنے والے نے مرنے سے پہلے نوحہ و بین کرنے کی وصیت کی ہو)۔

گال پٹینے اور گریبان پھاڑنے کی ممانعت:

(۱) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ الْخَامِشَةَ وَجْهَهَا وَالشَّاقَّةَ جَبِيْهَا وَالْدَّاعِيَةَ بِالْوَيْلِ وَالشُّوْرَ ۱۵** ”رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے والی عورت پر لعنت کی ہے (اور اُس پر بھی) جو خرابی بربادی اور ہلاکت پکارتے“ (یعنی یوں کہے ہائے تباہ ہوگئی ہلاک ہوگئی برباد ہوگئی)۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ أَوْ شَقِّ الْجُبُوبِ وَضَرْبِ السُّخْرُوْدِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ ۱۶** ”جو شخص گریبان پھاڑے رخسار پیٹے اور جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

(۳) حضرت عبدالرحمن بن یزید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں جب (حضرت) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور بے ہوش ہوئے اُن کی بیوی چلا چلا کر رو رہی تھی۔ جب اُنہیں ہوش آیا تو انہوں نے اُس سے کہا کیا تو جانتی نہیں کہ میں اس سے بیزار ہوں؟ جس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **أَنَا بَرِيءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ (أَيَ شَعْرَهُ أَوْ رَأْسَهُ) وَسَلَقَ وَخَرَقَ (أَيَ رَفَعَ صَوْرَتَهَا عَنِ الْمُصَيِّبَةِ) ۱۷** ”(جو کسی کے مرنے پر) سر منڈوا

۱۵ ابن ماجہ ص ۱۱۲-۱۱۶ ابن ماجہ ص ۱۱۳ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۲۳ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۵۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۴ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۸ ابن ماجہ ص ۱۱۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۲۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۷۴ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۹ حدیث نمبر ۴۴۲۱۔

دے جو چلا چلا کر روئے اور کپڑے پھاڑے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ (جیسے جاہلوں کی عادت ہوتی ہے۔ کسی کے فوت ہونے پر منہ پٹینے کپڑے پھاڑنے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات سے شکایت کرنے اور بے صبری کے کلمات اور باتیں کرنے والا ہماری جماعت یا ہمارے طریقے والوں میں سے نہیں یہ کام حرام ہیں۔ ایسا کرنے والا سخت مجرم ہے۔ اس سے روافض عبرت پکڑیں جن کے ہاں سینہ کوئی اور حرام مرچے پڑھنا عبادت ہے۔) **(أَنَا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۱۸)** دور جاہلیت میں عرب میں بھی کسی کی موت پر سر منڈوانے کا رواج تھا جیسے ہندو لوگ سر داڑھی اور مونچھیں سب کچھ منڈوا دیتے ہیں (جسے ”بھدرا“ کہتے ہیں)۔

نوحہ کی وجہ سے عذاب:

(۱) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: **مَنْ نَبَحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نَبَحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۱۸** ”جس پر نوحہ کیا جائے اُسے قیامت کے دن نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوگا۔“ (یہ اس صورت میں ہے جبکہ میت نے نوحہ اور پٹینے کی وصیت کی ہو۔ زمانہ جاہلیت میں مرنے والے وصیت کرتے تھے کہ مجھ پر نوحہ کرنا تاکہ مشہوری ہو جائے۔ اُس دور جاہلیت میں نوحہ پر فخر ہوتا تھا۔ شہداء کو بلا پر رافضی لوگ ”نوحہ“ اور ”پنا کوئی“ کرتے ہیں۔ یہ اُن کی اپنی اختراع ہے نہ تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے کوئی وصیت کی اور نہ ہی دیگر شہداء کو بلانے اور نہ وہ اس سے راضی ہیں۔

(۲) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِمَا نَبَحَ عَلَيْهِ ۱۹** ”میت کو اُس نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے جو اُس پر کیا جاتا ہے۔“ (جبکہ مرنے والا نوحہ کی وصیت کر جائے۔ ہاں البتہ خود ہی سے نوحہ کرنے والے بھی قیامت کے دن

۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۱ جلد ۳ ص ۲۳۵ بخاری حدیث نمبر ۱۲۹۱ مسلم حدیث نمبر ۹۳۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۰ معراج جلد ۳ ص ۱۹۲-۱۱۹ ابن ماجہ ص ۱۱۵ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۷۱ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۲۔

پکڑے جائیں گے)۔

نوحہ کرنے پر لعنت:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّاحِيَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ ۲۰ ”رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔“

ایک عورت کا واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ لَمْ تَصُبْ بِمُصِيبَتِي وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيلَ لَهَا إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَتْ بَابَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَائِينَ فَقَالَتْ لَمْ أَعْرِفْكَ فَقَالَ إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى ۲۱ ”نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ (ایک دفعہ) ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر کے پاس رو رہی تھی (اُس کے رونے میں چیخ و پکار اور نوحہ تھا) آپ ﷺ نے (اُس عورت سے) فرمایا: اللہ ﷻ سے ڈر اور صبر کر۔ (وہ عورت بے خبری اور شدت غم میں) بولی میرے پاس سے ہٹ جائیے آپ ﷺ کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ اُس عورت نے رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کو پہچانا نہیں۔ (جب حضور نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کچھ آگے چلے گئے تو) اُس عورت کو بتایا گیا وہ تو نبی کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ تھے۔ پھر وہ عورت رسول کریم ﷺ روئے درجیم ﷺ کے آستانہ مقدس پر حاضر ہوئی۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: صبر شروع صدے سے ہی ہوتا ہے۔“ (چونکہ شروع

۲۰ ابوداؤد جلد ۱ ص ۹۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۱-۱۵۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۲۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۹۶ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۰ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۸۴۔

صدے پر دل میں جوش ہوتا ہے اُس وقت اُس جوش کو روکنا بڑے بہادروں کا کام ہے)

فرشتوں کا جھنجھوڑنا:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ بِمَا كَانَتْ تَقُولُ وَاجْبِلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ إِلَّا وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ مَلَكَ يُلْهِيهِ وَيَقُولُ لَنْ أَهْكَذَا كُنْتُ ۲۲ ”جب کوئی (بندہ) فوت ہو جائے اور اُس کے رونے والا اٹھ کر کہے ہائے میرے پہاڑ ہائے میرے سردار اور اسی طرح کی دوسری باتیں کہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس (فوت شدہ) پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے جو اُسے جھنجھوڑتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟

جہالت کی چار باتیں:

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهَا (۱) الْفَخْرُ فِي الْأَخْسَابِ (۲) وَالطُّغْنُ فِي الْأَنْسَابِ (۳) وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ (۴) وَالنِّيَاحَةُ ۲۳ ”میری امت میں چار باتیں جہالت کی ہیں جنہیں وہ نہ چھوڑیں گے۔ (۱) قومی فخر (۲) نسب میں طغی (۳) ستاروں سے بارش مانگنی اور (۴) نوحہ اور فرمایا: اگر نوحہ کرنے والی عورت موت سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اُس پر ”رال“ کا لباس اور ”جرب“ کی قمیض ہوگی۔“ (جرب وہ کپڑا ہے جو نوحہ کرنے والے کو قیامت کے دن پہنایا جائے گا اور نوحہ کرنے والی عورت پر اُس دن خارش کا عذاب مسلط کیا جائے گا)۔

نوحہ نہ کرنے پر بیعت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

۲۱ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۳۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۱-۳۲۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۳۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخَذَ عَلَى النِّسَاءِ حِينَ بَايَعَهُنَّ أَنْ لَا يَنْحُنَّ فَقُلْنَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ نِسَاءً أَسْعَدَ نَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتُسَعِدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا اسْعَادَ فِي الْإِسْلَامِ ۲۳ ”جب رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی اور نوحہ نہ کرنے کا اقرار کرایا تو عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دور جاہلیت میں بعض عورتوں نے رونے پینے میں ہماری مدد کی تو کیا ہم بھی اُن کی مدد کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام میں یہ چیز جائز نہیں۔“ (دور جاہلیت میں پینے کا عام رواج تھا اور اس پر فخر کیا جاتا تھا۔ اُس دور میں رونے پینے کا بھی قرض ہوتا تھا۔ ایک عورت دوسرے کے ہاں موت پر پیٹ آتی تھی تو دوسری اُس کے ہاں موت کے وقت پینے ضرور جاتی تھی)۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: عَجَبٌ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ أَوْ حَمْدُ اللَّهِ وَ شُكْرُهُ إِنَّ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ حَمِدَ اللَّهَ وَ صَبَرَ فَالْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ أَمْرٍ حَتَّى يُؤْجَرَ فِي اللَّقْمَةِ يَرْفَعُهَا إِلَى فِيهِ أَمْرًا ۲۵ ”مومن کے لئے عجب (معاملہ ہے) اگر اُسے بھلائی پہنچے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی حمد و ثناء اور شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت پہنچے تو اللہ (جل جلالہ) کی حمد و ثناء اور صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر کام پر ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ اگر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو اس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔“

فوت شدہ کے گھر والوں کے لئے کھانا پکانا:

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر آئی تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اصْنَعُوا لِأَبِي جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ آتَاهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ ۲۶ ۲۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۲ مستدرج جلد ۳ ص ۱۹۷ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۶۰ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۱۳ (مختصر) حدیث نمبر ۳۲۳۴ ص ۱۵۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۹۴ مستدرج جلد ۱ ص ۱۸۲-۱۷۳-۱۷۲-۱۷۱ ابن ماجہ ص ۱۱۶ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۵ مشکوٰۃ ص ۱۵۱۔

” (حضرت جعفر رضی اللہ عنہ) کے گھر والوں کے لئے کھانا پکاؤ کیونکہ اُن کے پاس وہ گھر آئی ہے جو (اُن کو) کھانے سے باز رکھے گی۔“

آپ ﷺ نے کھانا پکانے کا حکم اپنے اہل بیت کو فرمایا یہ کھانا بھیجنا سنت ہے۔ کھانا پکانے والے کو خود میت والوں کے گھر کھانے کر جانا چاہئے اور اُن کو کھانے پر بھی مجبور کرنا چاہئے اور خود بھی اُن کے ساتھ کھائے اور اُن کی ڈھارس بندھائے۔
رواج:

ہمارے معاشرے میں تین دن تک کھانا بھیجنے کا رواج ہے۔ جب کہ حدیث شریف کے مطابق جس گھر میں فوتیگی ہو اُس گھر میں صرف پہلے دن کھانا بھیجا جائے گا۔ (جس دن فوتیگی ہو یا فوتیگی کی خبر آئے)۔ یہ کھانا وہ لوگ کھائیں جو غم کی وجہ سے کھانا پکانہ سکیں یا میت کے گھر والوں کے باہر سے آئے ہوئے مہمان جو چھینرو تکیفین کے لئے آئے ہوں۔ اگر بطور محبت اور ہمدردی کسی ریکی یا رواجی قید کے بغیر دوست احباب یا رشتے دار مسلسل تین دن کھانا دیں تو اس پر فتویٰ نہیں۔

نوحہ والے جنازہ سے پرہیز:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَتَّبَعَ جَنَازَةً مَعَهَا رَأْتَةٌ ۲۷ ”رسول اللہ ﷺ نے اُس جنازے کے ساتھ جانے سے منع فرمایا: جس کے ساتھ نوحہ کرنے والی عورت ہو۔“

فیصلہ کن ارشادِ چینی چلائے بغیر رونا:

حضرت عمرہ بنت عبدالرحمن علیہ الرحمہ سے روایت ہے۔ انہوں نے خبر دی کہ میں نے (اُمّ المؤمنین) حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا اُن سے کسی نے کہا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ: إِنْ أَلَمِيتَ لِيَعَذَّبَ بِكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ تَقُولُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا أَنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَا إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸۳ مستدرج جلد ۲ ص ۹۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۲ مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۰۷۔

عَلَى يَهُودِيَّةٍ يُبْكِيُ عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَبْكُونَ عَلَيْهَا وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا ۚ ۲۸ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ تو (اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے فرمایا کہ اللہ (ﷻ) حضرت ابو عبد الرحمن (رضی اللہ عنہ) کو بخشے (یہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کنیت ہے) بے شک انہوں نے اپنی طرف سے کچھ جھوٹ نہیں بنایا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا اُن سے خطا ہو گئی ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: یہ لوگ تو رو رہے ہیں اور اُس پر عذاب قبر ہو رہا ہے۔ (یعنی سرکار کائنات ﷺ کا یہ فرمانا اس لئے نہیں تھا کہ جب زندہ لوگ روتے ہیں تو اُن کی میت پر عذاب ہوتا ہے۔ ہاں اگر فوت شدہ شخص وصیت کر جائے کہ میرے مرنے پر رونا اور رونے والیاں نکلا اور چیخنا چلنا تو اس پر بالاتفاق عذاب ہوگا۔ حضرت امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے اور صحیح ہے)۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ (ﷺ) نے یہ نہیں فرمایا کہ میت کو اُس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب دیا جاتا ہے۔ لیکن اللہ (ﷻ) کا فرکا عذاب اہل خانہ کے رونے سے بڑھا دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کیا تمہیں قرآن مجید کافی نہیں ہے جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ (ترجمہ) ”کوئی جان کسی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔“

آسمان اور زمین کا رونا:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: فَاسْأَلْ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ ۝ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۚ إِنَّهُمْ جُزْنٌ مُّغْرَقُونَ ۝ (الدخان: ۲۳-۲۴) ”ہم نے مویٰ (ﷻ) کو حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ ضرورت مہار اچھپا کیا جائے گا اور (جب دریا سے پار نکل جاؤ) تو دریا کو یونہی جگہ جگہ کھلا چھوڑ دینا (یعنی اُس کو چلانا نہیں) بے شک وہ (فرعون) لشکر ڈبو دیا جائے گا۔“ جب فرعون اُس کے پیروکار اور لشکر دریا میں ڈبو دیے گئے تو ارشاد ہوا فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ

۱۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۱ شرح النبی جلد ۳ ص ۲۹۲ نسائی حدیث نمبر ۱۸۶۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۳۹ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۰۶ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۲ حدیث نمبر ۱۸۹۹ مسلم جلد ۶ ص ۳۰۳ حدیث نمبر ۹۳۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۱۰۷

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۝ (الدخان: ۲۹) ”تو اُن (کے) (روئے) پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔“ اس آیت مبارک میں کافروں کی موت پر زمین و آسمان کے نہ رونے کا ذکر ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے مومن کی موت پر زمین و آسمان روتے ہیں اس لئے کہ اگر کسی کے لئے بھی زمین و آسمان نہ روتے ہوتے تو رب کائنات یہ نہ فرماتا کہ جب فرعون اور اُس کے لشکر والے ڈوب گئے تو نہ آسمان روئے نہ زمین روئی۔ اس آیت مبارک اور اس کی شان نزول کے پڑھنے کے بعد رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات کے مطالعہ کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ مومن کی فوتیدگی کے موقع پر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ (مومن کے لئے زمین و آسمان روتے ہیں)۔ کیونکہ ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ کافروں کے لئے فرمایا گیا ہے۔

(۲) حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ اُن سے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد مبارک فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ کے بارے پوچھا گیا کہ کسی پر آسمان اور زمین روتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اہر انسان کے لئے دو دروازے ہیں ایک تو وہ جس سے اُس کا عمل اُپر جاتا ہے دوسرا وہ جس سے اُس کا رزق اُترتا ہے۔ جب بندہ مومن فوت ہو جاتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس کے لئے روتے ہیں کہ یہ بندہ ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح وَإِذَا فَكَّدَهُ مُصْلَاهُ مِنَ الْأَرْضِ الَّذِي كَانَ يُصَلِّي فِيهِ وَيَذْكُرُ اللَّهَ فِيهَا بَكَتْ عَلَيْهِ ”وہ زمین (کا گمراہ) جس پر یہ نماز پڑھتا تھا اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا ذکر کرتا تھا روتی ہے۔“ لیکن چونکہ فرعون کی قوم کے لئے زمین میں اچھے نشانات نہ تھے اور نہ ہی اُس کا کوئی عمل اچھا تھا۔ پس اُس کے مرنے پر نہ آسمان رویا نہ زمین (بہی معنی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد مبارک کے کہ ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

مومن کی گزرگاہ روتی ہے:

حضرت ابن جریر، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ”شعب الایمان“

میں حضرت شریح بن عبید حضرت علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مَاتَ مُؤْمِنٌ فِي غُرْبَةٍ غَابَتْ عَنْهُ فِيهَا بَوَالِيهِ إِلَّا بَكَتْ عَلَيْهِ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ثُمَّ قُرَأَ: (فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ) ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُمَا لَا يَبْكِيَانِ عَلَيَّ كَافِرٍ۔ ”جو مومن بھی مسافر میں مرتا ہے اور اُس پر رونے والیاں نہیں روتیں تو اُس پر آسمان اور زمین روتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارک پڑھی: ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“ اور فرمایا ”یہ کافروں پر نہیں روتے۔“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔

چالیس دن تک زمین کا رونا:

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابو نعیم علیہ الرحمہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کی ہے کہ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوتُ إِلَّا تَبْكِي عَلَيْهِ الْأَرْضُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا ”جب بھی کوئی مومن مرتا ہے تو زمین چالیس روز تک صبح کے وقت روتی ہے۔“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

سجدہ کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابو نعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت عطاء خراسانی علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے: مَا مِنْ عَبْدٍ يُسْجُدُ لِلَّهِ سَجْدَةً فِي بُقْعَةٍ مِنْ بَقَاعِ الْأَرْضِ إِلَّا شَهِدَتْ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَكَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ يَمُوتُ ”جو بندہ مومن زمین کے گوشوں میں سے کسی گوشہ میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے حضور سربسجود ہوتا ہے وہ گوشہ اُس کی موت پر روتا ہے اور قیامت کے دن اُس کے حق میں گواہی دے گا۔“ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت ابو عبیدہ سلیمان بن عبد الملک علیہ الرحمہ کے صاحب سے روایت کی ہے کہ ”جب بندہ مومن فوت ہوتا ہے تو زمین کا گوشہ گوشہ پکار کر کہتا ہے: ”اللہ تبارک و تعالیٰ کا مومن بندہ فوت ہو گیا ہے تو زمین و آسمان دونوں اُس پر روتے ہیں تو رحمن سبحانہ و تعالیٰ پوچھتا ہے تم دونوں میرے بندے پر کیوں روتے ہو؟ تو وہ دونوں کہتے ہیں: اے ہمارے رب وہ جس گوشے

سے گزرتا تھا تیرا ذکر کرتا تھا۔ (تجھے یاد کرتا تھا) (شرح الصدور ص ۱۰۲)۔
زمین و آسمان کیوں روتے ہیں؟

حضرت سعید بن منصور علیہ الرحمہ اور حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ نے حضرت محمد بن قیس علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے کہ آسمان اور زمین مومن کی موت پر روتے ہیں۔ آسمان کہتا ہے: مَا زَالَ يَصْعَدُ إِلَيَّ مِنْهُ خَيْرٌ وَقَوْلُ الْأَرْضِ مَا زَالَ يَفْعَلُ عَلَيَّ خَيْرًا ”کہ اس کی نیکیاں برابر آتی رہتی تھیں اور زمین کہتی ہے کہ یہ برابر مجھ پر نیک عمل کرتا تھا۔“ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

حضرت ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت ضحاک علیہ الرحمہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ تَبْكِي عَلَى الْمُؤْمِنِ الصَّالِحِ مَعَالِمَهُ مِنَ الْأَرْضِ وَمَنْعَرَجَ عَمَلِهِ مِنَ السَّمَاءِ ”بندہ مومن (کی موت) پر زمین کے وہ حصے روتے ہیں جن پر اُس کے نشانات ہیں اور آسمان کے وہ حصے روتے ہیں جن سے اُس کا عمل خیر اوپر جاتا ہے۔“ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

نماز کی جگہ روتی ہے:

حضرت ابن ابی الدنیا علیہ الرحمہ حضرت ابن ابی حاتم علیہ الرحمہ اور حضرت یحییٰ علیہ الرحمہ نے ”شعب الایمان“ میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا: إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا مَاتَ بَكَى عَلَيْهِ مُصَلَّاهُ مِنَ الْأَرْضِ وَيَصْعَدُ عَمَلُهُ مِنَ السَّمَاءِ ثُمَّ تَلَا: فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ”جب بندہ مومن مرتا ہے تو اُس کی نماز کی جگہ اُس پر روتی ہے اور آسمان کی وہ جگہ روتی ہے جہاں سے اُس کے نیک اعمال اوپر چڑھتے تھے۔ پھر یہ آیت مبارک پڑھی: ”فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ“۔ (شرح الصدور ص ۱۰۲)

آسمان کے فرشتے روتے ہیں:

حضرت حسن علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِنَّ اللَّهَ إِذَا تَوَفَّى الْمُؤْمِنَ بِلَادٍ غُرْبَةٍ لَمْ يَعْذِبْهُ رَحْمَةً لِغُرْبَتِهِ وَأَمْرًا لِمَلَأَ نَكَّةً فَتَبْكِيهِ

لِغَيْبِهِ بَوَاجِبِهِ عَنْهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ” کوئی بندہ مومن (مسافری کی حالت میں) اجنبی شہر میں فوت ہوتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس پر عذاب نہیں کرتا بلکہ غریب الوطنی کی وجہ سے رحمت فرماتا ہے اور اُس کے رونے والوں کے نہ ہونے کی وجہ سے فرشتوں کو اُس کے لئے رونے کا حکم فرماتا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۰۳)

یہ خدائی نظام ہے کہ بندہ مومن کے لئے زمین و آسمان بھی روتے ہیں بلکہ مومن کی موت پر درود یوار بھی روتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمان و زمین کو بندہ مومن اور غیر مومن غیر صالح کو پہچاننے کا اور اک عطا فرمایا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے یہ جان پہچان اور علم رکھتے ہیں، تسبیح پڑھتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

سورہ ہود میں حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا اور فرمایا میں ظالموں بت پرستوں کو ڈبودوں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا تو تنور سے پانی اُٹھنے لگے گا۔ حضرت سیدنا نوح علی نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام نے حکم خداوندی کے تحت ایمان والوں کو کشتی میں سوار کیا آسمان پانی برسانے لگا زمین اپنا پانی اُگلنے لگی جب تمام لوگ سوائے کشتی میں بیٹھنے والوں کے ڈوب گئے تو رب ذوالجلال والا کرام نے زمین و آسمان کو بایں انداز پکارا۔ وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَسْمَاءُ أَفْلَحِي.... (ہود: ۴۳) ”اور فرمایا: اے زمین اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان تھم جا۔“

جو نبی حکم خداوندی ہوا تو حکم کی بجا آوری کے لئے زمین نے پانی جذب کر لیا اور آسمان پانی برسانے سے رُک گیا۔

کتنی شان ہے اُس مومن کی جس کی محبت میں اُس کے فوت ہونے پر زمین و آسمان اور فرشتے روتے ہیں۔ کتنا پتھر دل ہے وہ شخص جس کی آنکھوں سے اُس کے والدین یا بیوی بچوں کے فوت ہونے پر آنسو نہیں بہتے۔ جہاں درد و محبت کا قلبی اور روحانی تعلق ہوتا ہے وہاں موت کی وجہ سے رونا بے اختیار آ جاتا ہے۔ درد مند انسان تو انسان نیک آدمی کی محبت اور یاد میں آسمان اور زمین بھی روتے ہیں۔

غسل میت

میت کا غسل:

”تمام اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ مومن میت کا غسل فرض کفایہ ہے۔ یہ غسل، غسل نجاست نہیں بلکہ غسل جنابت کی طرح ہے۔ جس طرح حدیث اکبر ہے یعنی جنابت اور احکام کی وجہ سے غسل ہے۔ مومن کی نیند وضو توڑتی ہے اور اس کی موت غسل توڑتی ہے جبکہ شہید کی موت اُس میں حدیث بھی پیدا نہیں کرتی۔ شہید کی موت غسل نہیں توڑتی اور نبی کریم روف ورحیم ﷺ کی نیند وضو نہیں توڑتی۔“

پھٹے یا تختے پر لٹانے کا طریقہ:

جس پھٹے یا تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ مرتبہ ایسی چیز سے ڈھونی دیں یعنی اُس تختے کے گرد پھیرائیں، جس میں خوشبو سلگتی ہو۔ اس تختے پر مرد کی میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک اور عورت کی میت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کسی کپڑے سے ڈھانپ دیں۔

پانی:

میت کو غسل دینے کے لئے پانی اور صابن کا انتظام کر لیں۔ پانی میں بیری کے پتے ڈال کر اُسے اُبال لیں۔

میت کو استنجاء کروانے کا طریقہ:

میت کو استنجاء کروانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو پھٹے یا تختے پر لٹا کر غسل دینے والا مرد یا عورت میت کی بائیں طرف بیٹھے پھر دائیں ہاتھ سے پیٹ پر اوپر سے نیچے ناف کی طرف دبا کر لیکن بڑی نرمی کے ساتھ ہاتھ پھیرے اگر پیٹ سے کوئی چیز

نکلے تو بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر دھو ڈالے۔ استنجاء کرواتے وقت ہاتھوں پر لپیٹنے کے لئے عام طور پر تین تھیلیاں بنائی جاتی ہیں۔ ایک تھیلی ہاتھ پر چڑھا کر استنجاء کروا کے اس کو اتار دیا جاتا ہے پھر دوسری اور اسی طرح تیسری تھیلی استعمال کی جاتی ہے۔ تھیلیاں نہ ہوں تو ویسے ہی کوئی کپڑا ہاتھ پر لپیٹ کر استنجاء کروایا جاتا ہے۔ چاہے پیٹ سے کچھ خارج ہو یا نہ ہو پھر بھی چھوٹا بڑا استنجاء کروائے۔ استنجاء کروانے کے بعد نماز جیسا وضو کروائے پھر بائیں کروٹ لٹا کر سر سے پاؤں تک ”پیری“ کے پتوں والا پانی بہائے کہ پانی سختے تک پہنچ جائے۔ پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائے۔ صابن وغیرہ سے ملے ہو سکے تو سر اور داڑھی کے بالوں کو ”گل خیر“ سے دھوئے۔ تین مرتبہ غسل کرائے۔ تین میں سے آخری مرتبہ سر سے پاؤں تک وہ پانی بہائے جس میں کافور ملا ہو پھر میت کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دے۔

غسل دینے میں نابالغ اور بالغ میں کوئی فرق نہیں۔ بچہ پیدا ہوتے ہی فوت ہو جائے یا کچھ دن کچھ ماہ بعد فوت ہو اس کو بھی مکمل غسل دیا جائے۔ جو بچہ مردہ پیدا ہو اس کو غسل نہیں دیا جاتا۔

ستر کو چھپانا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْرُزْ فِیْ حَذَکَ وَلَا تَنْظُرْ اِلَیْ فِیْ حَذَکَ وَلَا مِیْتٌ ۲۔ ”اپنی ران مت کھولو اور زندہ اور میت کی ران کی طرف مت دیکھو۔“

غسل دینے والا شخص کیسا ہو؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: لِیُغْسِلَ مَوْتَاکُمْ الْمَأْمُونُونَ ۳۔ ابن ماجہ ص ۱۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۱۳۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۸ متدرک حاکم جلد ۳ حدیث نمبر ۱۸۰۔ ۳ ابن ماجہ ص ۱۰۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۸۔

”تمہارے مردوں کو وہ لوگ غسل دیں جو امین اور قابل اعتبار ہوں۔“ تاکہ مردے کے بدن سے اگر کوئی عیب یا نقص ظاہر ہو تو اسے ظاہر نہ کریں اور اگر کوئی خوبی یعنی مسکراہٹ چہرے کا چمکنا، خوشبو کا ظاہر ہونا پائیں تو لوگوں میں اس کی تشبیہ کریں۔

وصال شدہ کا ذکر بھلائی سے کرو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اَذْکُرُوا مَحَابِسَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوا عَنْ مَسَاقِیْهِمْ ۴۔ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیاں بیان کرنے سے باز رہو۔“ بے دینوں، غدارانِ ملت، دشمنانِ اسلام، رسول کریم ﷺ کے گستاخوں اور مرزائیوں وغیرہ کی برائی بیان کرنا اس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویانِ احادیث مبارکہ میں دروغ گو راویوں کے خلاف کتابیں لکھی ہیں۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا تَذْکُرُوا هَلْکَاکُمْ اِلَّا بِخَیْرِ ۵۔ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کا ذکر بھلائی سے کرو۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: لَا تَسْبُوا اَلْأَمْوَآتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا اِلَیْ مَا قَدْ مَوُا ۶۔ ”اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دوڑو اپنے عملوں کو بچھ گئے۔“

۴ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۲۷ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۳۸ ح ۲۶۳ جلد ۳ ص ۱۳۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۰۰ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۳ ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۶۔ ۵ نسائی باب النہی عن ذکر الہلکی الا بخیر جلد ۱ ص ۲۷۴۔ ۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۴ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۲۷ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۰ عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۸۷۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰ ح ۲۶۳ جلد ۳ ص ۱۳۳ دارمی جلد ۲ ص ۲۳۹ ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۸۵ الترفیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۸ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۳ متدرک حاکم جلد ۱ حدیث نمبر ۳۸۵۔

گرم پانی سے غسل:

حضرت ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا تو میں اس پر رونے لگی، (جب میرے بیٹے کو غسل دیا جانے لگا) تو میں نے اس شخص سے جو غسل دے رہا تھا کہا کہ لَا تَغْسِلِ ابْنِي بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَتَقْتُلَهُ "میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دے پس مت مار اس کو" (مراد یہ کہ اس کو گرم پانی سے غسل دے) یہ سن کر (حضرت) عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور (حضرت) ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا قول بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا: مَا قَالَتْ طَالَتْ عُسْرُهَا فَلَا نَعْلَمُ امْرَأَةً عَمِرَتْ مَا عَمِرَتْ بَعْدَ "ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر دراز ہو پھر ہم نہیں جانتے کہ کسی عورت کی عمر اتنی لمبی ہوئی جتنی (حضرت) ام قیس (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عمر لمبی ہوئی"۔ (یہ برکت تھی رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی)۔

غسل دائیں طرف سے شروع کرنا:

حضرت ام عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ فِي غُسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْ بِمِائِمَيْهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا "رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی (حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے غسل میں فرمایا: دائیں طرف کے اعضاء اور وضو کے مقامات سے شروع کرو"۔

غسل کتنی بار؟

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ کے نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶، الادب المفرد حدیث نمبر ۶۵۲، مختصر اچھا بیروت، الادب المفرد ص ۱۶۹، چھاپہ سائنگھ لیل، ۸، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵، بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷، مسند احمد جلد ۷ ص ۳۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۸، تلخیص المنیر جلد ۲ ص ۱۰۶۔

ام کلثوم کی بیٹی (حضرت) ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہیں تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتَ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَةِ كَأَفُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ كَأَفُورٍ فَإِذَا فَرَّغْتِ فَإِذْنِي فَلَمَّا فَرَّغْنَا أَذْنَاهُ فَالْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ لَمَّا أَشْعَرْنَاهُ إِنَاءَهُ ۝

"انہیں تین، پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور پیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ آخر میں کچھ کافور ڈال دو۔ جب فارغ ہو جاؤ مجھے اطلاع دینا۔ (فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا ۱ اور فرمایا! سے اُن کے کفن کے لیے رکھ دو۔ ام المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا وَتَرًا وَكَانَ فِيهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَكَانَ فِيهِ ابْدَاءُ وَابْمِائِمَيْهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ إِنْ أُمَّ عَطِيَّةً قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ۝

"انہیں طاق تین، پانچ، سات بار غسل دو اور دائیں طرف سے اعضاء وضو سے ابتداء کرو۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) ام عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے اُن کے بالوں کے تین حصے کئے جنہیں اُن کے پیچھے ڈالا۔" (۱) تہبند شریف برکت کے لئے رکھا گیا، یہ کفن میں شامل نہ تھا۔ احادیث مبارکہ میں یہ ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم روف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن مبارک، بال مبارک اور تہبند شریف کو اپنی قبر میں لے جانے کے لئے محفوظ رکھا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کے کپڑے شامل کرنا باعش برکت اور باعش مغفرت ہے۔

۱ مشکوٰۃ ص ۸۳، نسائی جلد ۱ ص ۲۶۶، ابن ماجہ ص ۱۰۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۸۲، تلخیص المنیر جلد ۲ ص ۱۰۷، شرح السنن جلد ۳ ص ۲۶۱، نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۳۵۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۸۹، بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷، ۱۰ ابن ماجہ ص ۱۰۶۔

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: لَوْ كُنْتُ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ غَيْرَ نِسَائِهِ ۱۱ ”اگر مجھے پہلے خیال آتا جو بعد میں آیا تو حضور نبی کریم ﷺ ورجم ﷺ کو آپ ﷺ کی بیویاں ہی غسل دیتیں۔“ کیونکہ بیوی محرم راز ہوتی ہے اور اُس سے پردہ بھی نہیں ہوتا۔ لہذا وہ اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اُن کی بیوی (حضرت) اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غسل دیا اور کسی صحابی نے اس کا انکار بھی نہیں کیا۔

رسول کریم ﷺ اور جیم ﷺ کی خصوصیت:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ جنت البقیع (قبرستان) سے واپس آئے۔ تو مجھے اس حالت میں پایا کہ میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور میں کہہ رہی تھی ہائے سر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بَلْ أَنَا يَا عَائِشَةُ وَرَأْسُهُ ۱۲ ”بلکہ اے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ عنہا) میں کہتا ہوں ہائے سر (یعنی میرے سر میں درد ہوتا ہے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مَا ضَرَبَ لَوْ مُتَ قَبْلِي فَقُمْتُ عَلَيْكَ فَغَسَلْتُكَ وَكَفَّيْتُكَ وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَذَفَنْتُكَ ۱۳ ”تیرا کیا نقصان ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں تیرا کام کروں گا تجھ کو غسل دوں گا اور کفن پہناؤں گا اور نماز پڑھوں گا اور دفن کروں گا۔“ اپنی زوجہ مطہرہ کو غسل دینا یہ نبی کریم ﷺ اور جیم ﷺ کے خصائص میں شامل ہے۔

مُحْرَم کا غسل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں تھا (وہ اونٹنی ۱۱ ابن ماجہ ص ۷۰ طبری جلد ۲ ص ۶۱۳۔ ۱۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۶۵ دارقطنی جلد ۲ ص ۷۲ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۹۶ تلخیص النجھر جلد ۲ ص ۷۰ انصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۱۔

سے گرا) اور اُس کی اونٹنی نے اُس کو چل دیا وہ (احرام کی حالت میں فوت ہو گیا)۔ رسول کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے فرمایا: اغْسِلُوا الْمَيِّتَ فِي ثَوْبَيْهِ الْذَيْنِ أَحْرَمَ فِيهِمَا وَاغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطَبِّ وَلَا تُخَيِّرُوا وَارَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا (مُحْرَمًا) ۱۳

”ایسی میت جس نے احرام باندھا ہو اُسے اُس کے دو کپڑوں میں ہی غسل دو اور اُسے پانی اور ”پیری“ کے پتوں سے غسل دو اور اُس کے دو کپڑوں ہی میں اُسے کفن دو، نہ اُسے خوشبو لگاؤ اور نہ ہی اُس کا سر ڈھانپو۔ قیامت کے دن یہ ”ملبئیہ“ کہتا ہوا اُٹھے گا۔“ (اور احرام کی حالت میں اُٹھے گا)۔

مسئلہ: حالت احرام میں فوت ہونے والے کو نہ تو کافور کی خوشبو لگائی جائے اور نہ ہی کوئی اور، اور نہ ہی اُس کے سر کو ڈھانپا جائے۔

کیا شان ہے سرکار کائنات ﷺ کی کہ قیامت کے دن کی خبریں بتائی ہیں۔ مُحْرَم کی قیامت کے دن کی کیفیت بتلا رہے ہیں۔ کہ وہ شخص جو احرام کی حالت میں فوت ہوا قیامت کے دن ”ملبئیہ“ پڑھتا ہوا اُٹھے گا۔ سبحان اللہ! غسل دینے والے کی بخشش:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب لرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے مجھے فرمایا: مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا وَكَفَّنَهُ وَحَنَطَهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَلَمْ يُفَشِّ عَلَيْهِ مَارَإَى خَرَجَ مِنْ خَطِيئَتِهِ مِثْلَ مَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ ۱۴

”جو شخص میت کو غسل دے اُس کو کفن پہنائے خوشبو لگائے اور اُس پر نماز پڑھے اور اُس کا جو حال دیکھے (اگر وہ بڑا ہو تو) اُس کو ظاہر نہ کرے تو وہ گناہ سے اس طرح نکل جائے گا جیسے اُسی دن تھا جس دن اُس کی ماں نے اُس کو جنم دیا۔“

۱۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ نسائی جلد ۱ ص ۶۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۹ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۳۳ ۳۳۸ ۳۱۵ ۱۴ ترمذی حدیث نمبر ۱۹۵۱ نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۴ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۸۳ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۷۹ ۱۸۰ ابن ماجہ ص ۱۰۶ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۳۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۲۲۔

شہید کو غسل نہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف وریم ﷺ نے شہدائے اُحد کے متعلق حکم فرمایا: اَنْ يُنَوَّعَ عَنْهُمْ الْحَدِيدُ وَالْجُلُودُ وَاَنْ يُذَفَّنُوا بِدِمَائِهِمْ وَثِيَابِهِمْ ۝۱۵ "اُن کے لوہے کے ہتھیار (خوڈزہ اور پستین) وغیرہ اُتار لئے جائیں اور یہ انہی خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیئے جائیں"۔ آج کل فوجی جوانوں کو اُن کی وردی میں دفن کیا جائے۔

مسئلہ: شہید کا یہی حکم ہے کہ اس سے ہتھیار، خوڈزہ اور پستین وغیرہ اُتار لی جائیں اور اسے یونہی پہنے ہوئے کپڑوں میں بغیر غسل مع خاک و خون دفن کیا جائے۔ ہاں کفن کی پوری کی جاتی ہے۔ مثلاً شہید اگر صرف کرتہ یا پاجامہ پہنے ہوئے ہے تو اسے چادر اوڑھا دی جائے گی۔ شہید کی میت کو غسل نہ دینے کی بہت سی احادیث مبارکہ ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنْ شَهِدَ آءُ اُحُدٍ لَمْ يُغَسَّلُوا وَذَفَّنُوا بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ ۝۱۶ "کہ شہدائے اُحد کو غسل نہ دیا گیا اور انہیں اُن کے خون (آلود کپڑوں) سمیت دفنایا گیا اور اُن کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی گئی"۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ اَوْ فِي خَلْقِهِ فَمَاتَ فَادْرَجَ فِي ثِيَابِهِ كَمَا هُوَ قَالَ وَلَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ ﷺ ۝۱۷ "ایک شخص کے سینے میں یا حلق میں تیر لگ گیا وہ مر گیا تو اُسی طرح اپنے کپڑوں میں لپیٹا گیا جیسا وہ تھا اُس وقت ہم نبی کریم رؤف وریم ﷺ کے ساتھ تھے"۔

(۳) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ مِنْ قَتْلَى اُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ اَيْتُهُمْ اَكْثَرُ اَخَذًا لِّلْقُرْآنِ ؟ فَاِذَا

۱۰۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۴ ابن ماجہ ص ۱۱۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ ۱۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ ۱۷ ابیضا۔

اَشْبَرَلَهُ اِلَى اَحَدِهِمْ قَدَمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيدٌ عَلٰی هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ فِي دِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا ۝۱۸ "رسول کریم رؤف وریم ﷺ دو اور تین آدمیوں کو اُحد کے شہیدوں میں سے ایک کپڑے میں لپیٹتے پھر فرماتے، ان میں سے قرآن مجید کس کو زیادہ یاد ہے؟ جب لوگ عرض کر دیتے تو آپ ﷺ اُس کو قبر میں آگے کرتے (قبلہ رو پھر اُس کے بائیں طرف دوسرے یا تیسرے شہید کو لٹاتے) اور فرماتے، میں گواہ ہوں ان لوگوں پر اور ان کو خون لگے کپڑوں سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا، نہ اُن پر نماز پڑھی اور نہ ہی وہ غسل دیئے گئے۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ رسول کریم رؤف وریم ﷺ نے اُحد کے شہیدوں پر نماز پڑھی۔ ۱۹

رسول کریم رؤف وریم ﷺ کے غسلِ مبارک کی شان:

(۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول کریم رؤف وریم ﷺ کو غسل دینا چاہا تو انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کیا ہم دوسرے وصال شدہ لوگوں کے کپڑوں کی طرح آپ ﷺ کے کپڑے شریف بھی اُتاریں یا رہنے دیں اور کپڑوں سمیت ہی غسل دیں؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے میں اختلاف رائے ہوا تو اللہ ﷻ نے اُن پر نیند بھیجی (اور کیفیت یہ ہو گئی) کہ تمام آدمیوں کی ٹھوڑیاں اُن کے سینوں پر تھیں۔ (یعنی ہر آدمی اُدھر رہا تھا یا سو رہا تھا) ثُمَّ كَلَّمَهُمْ مُّكَلِّمٌ مِّنْ لَّاحِيَةِ الْبَيْتِ لَا يَذَرُونَ مِنْ هُوَ اَنْ اغْسِلُوا النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثِيَابُهُ فَاَمَّا اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَغَسَّلُوْهُ وَعَلَيْهِ قَمِيْضَةٌ يُصْبُونَ الْمَاءَ فَوْقَ الْقَمِيْضِ وَيَذَرُوْنَهُ اِلَى اَيْدِيْهِمْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ لَقَوْلٍ لِّوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِئٍ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَلَهُ اِلَّا بَسَاءَةً ۝۲۰ "پھر اُس وقت ایک بات کرنے والے کی آواز آئی کسی کو معلوم نہ ہوا یہ کس کی

۱۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲۔ ۱۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۱۰ ابن ماجہ ص ۱۱۰ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۱۱۹ دارقطنی جلد ۳ ص ۱۱۔ ۲۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲۔

آواز تھی۔ آواز یہ آئی کہ رسول کریم ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے غسل دو۔ یہ سن کر لوگ اٹھے اور رسول اللہ ﷺ کو کپڑے پہنے پہنے ہی غسل دیا۔ لوگ پانی ڈالتے تھے اور جسم مبارک کو اپنے ہاتھوں کی بجائے کپڑوں سے ہی ملتے تھے۔ (ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، اگر پہلے سے مجھے بات یاد آتی تو آپ ﷺ کی ازواج پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہی آپ ﷺ کو غسل دیتیں۔

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں لَمَّا أَخَذُوا فِي غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنَ الدَّاخلِ لَا تَنْزِعُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَمِيصَهُ ۱؎ ”جب لوگ حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دینے لگے (تو متردد ہوئے کہ آپ ﷺ کے کپڑے اتار کر غسل دیں یا کپڑوں سمیت) تو کسی آواز دینے والے نے اندر سے آواز دی (بعض کہتے ہیں وہ حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تھے) رسول اللہ ﷺ کے بدن مبارک سے آپ ﷺ کا کرتہ شریف نہ اتارو۔“

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو غسل دیا گیا تو غسل دینے والے ڈھونڈنے لگے وہ جو میت میں ڈھونڈتے ہیں۔ لیکن کچھ نہ پایا تو فرمانے لگے: يَا بَنِي الطَّيِّبِ طُبِّتْ حَيًّا طُبِّتْ مَيِّتًا ۲؎ ”آپ ﷺ پر میرا باپ قربان ہو! آپ ﷺ پاک اور صاف ہیں (ظاہری) زندگی میں بھی پاک اور وصال مبارک کے بعد بھی پاک ہیں۔“

آپ ﷺ کے مزاج مبارک میں رب ذوالجلال نے نہایت نفاست لطافت اور طہارت رکھی تھی۔ آپ ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے تاہم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے بغیر خوشبو لگائے بھی خوشبو آتی تھی۔ آپ ﷺ جس گلی کوچہ سے تشریف لے جاتے تھے تو وہ گلی کوچہ خوشبو سے معطر ہو جاتا تھا اور لوگ پہچان جاتے تھے کہ آپ ﷺ ادھر سے تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ تو آپ ﷺ آپ ﷺ سے جس چیز کا تعلق ہو جاتا وہ بھی خوشبو سے مہک اٹھتی۔

۱؎ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۶۶ ابن ماجہ مترجم وحید الزماں (غیر مقلد) جلد ۱ ص ۳۱ چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار۔ ۲؎ ابن ماجہ ص ۱۰۷۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ عبداللہ بن ابی سلول رئیس المنافقین سے ملنے گئے وہ مردود بڑا دنیا دار، مغرور اور ناپاک ذہنیت رکھتا تھا۔ اُس نے آپ ﷺ کو زبان درازی کرتے ہوئے کہا: آپ ﷺ اپنے دراز گوش کو مجھ سے دُور رکھئے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے دراز گوش کی خوشبو تیرے بدن کی بو سے اعلیٰ ترین ہے۔

آپ ﷺ سر انور سے لے کر نورانی پاؤں مبارک تک لطافت طہارت اور خوشبو ہی خوشبو ہیں۔ رب ذوالجلال نے آپ ﷺ کو وصال کے بعد بھی پاک اور صاف رکھا۔ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا ۳؎

متفرق مسائل

مسئلہ: ستر کو چھپانے کے متعلق صفحہ نمبر ۷۳ پر بیان کی گئی حدیث پاک میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ میت کو غسل دینے میں نہ تو اُس کی ران کھولیں اور نہ ہی ستر بلکہ مرد کو ناف سے لے کر گھٹنے تک اور عورت کو کندھوں سے لے کر پاؤں تک کپڑا ڈال کر ڈھانپ دینا چاہیے کیونکہ زندہ اور میت کا ستر یکساں ہے۔

مسئلہ: عورتوں کے بارے میں سُنت یہ ہے کہ بالوں کے دو حصے کئے جائیں پھر ایک حصہ دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف سینہ پر رکھ دیا جائے۔ سارے بالوں کا پیچھے رہنا مسنون نہیں۔

مسئلہ: غسل کتنی بار کے عنوان سے صفحہ نمبر ۷۵ پر بیان کی گئی حدیث مبارک میں حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو عمل ہے وہ اُن کی اپنی رائے سے ہوگا کہ عموماً عورتیں بالوں کے تین حصے کر کے چوٹی بناتی ہیں۔

مسئلہ: ایک مرتبہ سارے جسم پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سُنت ہے۔ سات بار تک جائز ہے اور بلا وجہ اس سے زیادہ مکروہ۔

مسئلہ: جہاں غسل کروائیں وہاں پردہ کرنا مستحب ہے۔ تاکہ نہلانے والوں اور مددگاروں کے سوا کوئی نہ دیکھے۔

مسئلہ: غسل کروانے والا باطہارت ہونا چاہیے۔ جنسی مرد یا حائضہ عورت کا غسل ۴؎ ابن ماجہ مترجم وحید الزماں غیر مقلد جلد ۱ ص ۳۱ ۷۳۔

دینا مکروہ ہے۔ اگرچہ غسل ہو جائے گا۔ بے وضو نے نہلا یا تو کر اہت بھی نہیں۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے قریبی رشتہ دار ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو کسی امانت دار اور پرہیزگار کے ذریعے میت کو غسل دلوانا چاہئے۔

مسئلہ: سردیوں، گرمیوں، دونوں موسموں میں میت کو نیم گرم پانی سے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ: نہلانے والے کے قریب، خوشبو سلگانا مستحب ہے۔

مسئلہ: جنبی آدمی یا حیض و نفاس والی عورت کا انتقال ہو تو ایک ہی غسل کافی ہے، خواہ غسل واجب کے کتنے ہی اسباب کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ: مرد کو مرد اور عورت کو عورت ہی غسل دے۔ چھوٹے بچوں کو مرد یا عورت جو چاہے غسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ: میت کو غسل دینے کے لیے ”پیری“ کے پتوں کو پانی میں جوش دے لینا چاہیے کیونکہ ”پیری“ کے پتوں سے میل خوب نکلتا ہے جو کیں وغیرہ صاف ہو جاتی ہیں اور اس سے میت کا بدن جلد بگڑتا نہیں۔

مسئلہ: ”پیری“ کا استعمال پہلی بار میں سنت ہے باقی میں مستحب۔

مسئلہ: میت کو غسل دیتے وقت منہ اور ناک میں پانی ڈالنے کی بجائے کپڑا یا روئی وغیرہ کو بھگو کر پہلے منہ میں پھیرنا چاہیے اور پھر ناک میں دائیں اور بائیں نھنوں میں (بالترتیب) ہر بار نئے پانی سے کپڑے کو بھگو لینا چاہیے۔ (مرآۃ)

مسئلہ: آخری بار میت پر جو پانی بہایا جائے اس میں ”کافور“ ملا لینا چاہیے کیونکہ یہ بہترین خوشبو ہے۔ اس سے کپڑے کو ڈرے جسم کے قریب نہیں آتے۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ”کافور“ آخری پانی میں ملایا جائے۔ بعض نے یہ بھی فرمایا کہ ”کافور“ خوشبوؤں میں شامل کیا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ استعمال کیا جائے۔

مسائل ماخوذ از بہار شریعت

مسئلہ: میت کو پہلے وضو کرانا چاہیے پھر اس طرح غسل دینا چاہیے کہ اولاً دایاں

حصہ دھونا چاہیے پھر بائیں حصہ۔

مسئلہ: جس مرد کا عضو تناسل یا اٹھین کاٹ لئے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے اسے مرد ہی غسل دیں ناکہ اس کی عورت۔

مسئلہ: عورت مر جائے تو اس کا شوہر نہ تو اسے غسل دے سکتا ہے اور نہ ہی چھو سکتا ہے۔ مگر دیکھئے، کندھا دیئے، قبر میں اتارنے اور نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے کی ممانعت نہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ شوہر اپنی فوت شدہ بیوی کا نہ تو منہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی جنازہ کو کندھا دے سکتا اور نہ ہی قبر میں اتار سکتا ہے یہ سب غلط اور من گھڑت باتیں ہیں۔

مسئلہ: مسلمان آدمی کا انتقال ہوا اور اگر اس کا باپ کافر یا مرزائی ہے تو اس کو مسلمان ہی غسل دیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں۔

مسئلہ: میت کا بدن ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگائیں تو کھال اکھڑنے کا خطرہ ہے تو اس کو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہا دیں۔

مسئلہ: کسی عذر کی بنا پر نہلانے کے بعد ناک، کان، منہ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو کوئی حرج نہیں مگر عام حالت میں بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔

مسئلہ: میت کے دونوں ہاتھوں کو کروٹ میں رکھیں، سینہ پر نہ رکھیں کیونکہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ: مرنے والے مرد یا عورت نے زندگی میں جو کپڑے وغیرہ استعمال کئے ہوتے ہیں ہمارے معاشرے کے لوگ ان کپڑوں سے بھی خوف زدہ ہوتے ہیں۔ ان کو اپنے استعمال میں لانا مناسب نہیں سمجھتے جبکہ زیور اور دیگر چیزوں کے بارے میں ایسا نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ فوت ہونے پر اس کے بچے، بھائی اور باپ وغیرہ ان کپڑوں کو استعمال کر سکتے ہیں اور فوت شدہ عورت کے کپڑے اس کی گھریلو خواتین اپنے استعمال میں لاسکتی ہیں۔ مرنے والے کے کپڑوں میں کوئی جن، بھوت داخل نہیں ہو جاتا۔

مسئلہ: ایصال ثواب کی نیت سے فوت شدہ مرد یا عورت کے کپڑے مساکین کو بھی دیئے جاسکتے ہیں، لیکن ناپاک اور حرام سمجھ کر نہیں۔

مسئلہ: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کروانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہوا اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (در مختار عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اس کی بی بی تو جو عورت وہاں ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر کو نہلانے کا طریقہ بتادیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یونہی اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اس سے نہلاوے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اسے بتائے اور وہ نہلائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں پانی نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔ (عالمگیری در مختار)

مسئلہ: خنثی مشکل کا انتقال ہوا تو (اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت) بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرنے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے یونہی خنثی کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا ہے۔ (عالمگیری) خنثی مشکل چھوٹا بچہ بھی ہو تو اسے مرد بھی نہلا سکتا ہے اور عورت بھی۔

مسئلہ: مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دیں تو واجب ادا ہو گیا مگر سنت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ تو ہو جائیں گے مگر ثواب نہیں ملے گا۔

مسئلہ: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ہو تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ سے

کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد جسم کا باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہیں پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے پھر بھی یہی حکم ہے اگر سر نہ ہو یا طویل سے سر سے پاؤں تک دایاں یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کفن میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہ)

مسئلہ: مردہ ملا اور نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر اگر تو اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہو یا مسلمانوں کے محلہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں اور نہ نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: کافر مردے کے لئے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دیں۔ یہ بھی تب کریں کہ اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اسے لے نہ جائے ورنہ مسلمان نہ ہاتھ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قرابت شریک ہو تو دُور دور رہے اور اگر مسلمان ہی اس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قرابت غسل و کفن و دفن تو جائز ہے مگر کسی امر میں سنت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اسے غسل دے نہ کفن بلکہ اسے کتے کی طرح گھسیٹ کر کسی تنگ گڑھے میں پھینک کر مٹی میں دبا دے۔ (در مختار لکھنؤ)

مسئلہ: غسل دینا اور نماز جنازہ پڑھنا ناقص غسل اور ناقص وضو نہیں۔ اس لئے غسل دینے والے اور نماز جنازہ پڑھنے والے کے لئے غسل اور وضو کی حاجت نہیں ہاں البتہ غسل میت اور جنازہ اٹھانے اور قبرستان جانے تک طبیعت بوجھل ہو جائے تو اس بوجھل پن کو دور کرنے اور لطافت حاصل کرنے کے لئے غسل و وضو کرنے میں کوئی حرج اور گناہ نہیں بہر حال یہ مسئلہ یاد رہے کہ غسل میت کروانے سے یا نماز جنازہ پڑھنے سے غسل یا وضو واجب نہیں ہوتا جب تک غسل یا وضو توڑنے والی کوئی چیز واقع نہیں ہوتی تو غسل اور وضو برقرار ہے۔

مسئلہ: میت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کر نایا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈھنا یا کتر نایا اکھاڑنا ناجائز و مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ حکم یہ ہے کہ میت جس حالت

میں ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں۔ ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو اُس کو کاٹ سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لئے تو کفن میں رکھ دیں۔ فقہائے احناف نے لکھا ہے کہ زیر ناف بال جب مونڈھ دیئے جائیں تو اُن بالوں کو دفن کر دینا چاہیے کیونکہ زیر ناف بال جسم سے الگ ہو جانے کے بعد بھی ستر ہیں۔ (سنن ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۸ حاشیہ)

غیر ضروری کام:

بعض جگہ کورے گھرے اور لوٹے غسل دینے کے لئے لائے جاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں۔ گھر میں استعمال ہونے والے لوٹے، گھرے، ڈول، بالٹی، ڈونگے اور گلاس وغیرہ سے بھی غسل دے سکتے ہیں۔ بعض جگہ یہ جہالت دیکھی گئی ہے کہ لوگ غسل دینے کے بعد لوٹے یا گھرے وغیرہ توڑ دیتے ہیں۔ یہ ناجائز حرام اور مال کو ضائع کر دینا ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے ہیں تو یہ بات بھی فضول ہے۔ کئی جگہ لوگ لوٹے یا گھرے مسجد میں رکھ دیتے ہیں اگر یہ نیت ہو کہ نمازیوں کا فائدہ ہوگا، گھرے سے پانی پیئیں گے اور لوٹے سے استنجایا وضو کریں گے اور اُس کا ثواب میت کو ہوگا تو یہ اچھی نیت ہے۔ لہذا اس نیت سے رکھنا بہتر ہے اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا محسوس ہے تو یہ حماقت ہے اور بعض لوگ اُس گھرے کا پانی پینا حرام سمجھتے ہیں۔ یہ سوچ بھی حرام ہے۔

نوٹ: آج کل زیادہ تر پلاسٹک کے برتن استعمال ہو رہے ہیں۔ لہذا غسل وغیرہ میں بھی اُن کا استعمال جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ شریف سے چند مسائل

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت زندگی میں خاوند اپنی بیوی کا ولی ہوتا ہے مانند ماں باپ کے یا نہیں۔ جو ہوتا ہے تو بعد موت کے ولایت قائم رہتی ہے یا نہیں اگر رہتی ہے تو ہاتھ لگانا منہ دیکھنا نماز کی اجازت دینا جائز ہے یا نہیں اور نکاح رہتا ہے یا نہیں اور ایک صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وفات کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی علیہ السلام نے

اپنے ہاتھ سے غسل دیا اگر یہ بات حق ہے تو ہم لوگ بھی اپنی عورتوں کو غسل دیں تو جائز ہے یا نہیں؟ بَيِّنُوا قُوَّ جُرُؤًا۔

جواب: شوہر ولی نہیں۔ نہ حیات میں نہ بعد موت۔ نہ موت زوجہ سے نکاح قائم رہے اور یہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور بالفرض ہو بھی تو رسول اللہ ﷺ کے علاقے موت سے قطع نہیں ہوتے اور سب کے علاقے قطع ہو جاتے ہیں۔ یہ مضمون خود حدیث میں وارد ہے تو اوروں کو اُن پر قیاس جائز نہیں۔ مرد اپنی مردہ عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔

(۲) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسلمان نے نو مسلم عورت سے عقد کیا تھا۔ دو برس کے بعد ۲۹ رمضان ۱۳۳۹ھ کو دنیاۓ فانی سے ملک عدم کو رخصت ہوئی۔ اُس مسلمان کا یہاں کوئی اور نہ تھا اُس نے مسلمانوں کو اطلاع دی۔ انہوں نے جواب دیا ہم تمہاری عورت کا جنازہ نہیں اٹھائیں گے نہ قبرستان میں جگہ دیں گے کیونکہ تم نماز نہیں پڑھتے ہو اور مسجد کمیٹی و خلافت کمیٹی وغیرہ میں چندہ بھی نہیں دیتے۔ کبھی ہماری کمیٹیوں میں شرکت نہیں کرتے۔ لہذا تم کوئی اور انتظام کرو۔ اُس شخص نے جواب دیا اگر میرا عذر قابل اعتماد ہو تو مجھ کو معافی دیجئے جو سزا میرے لئے آپ لوگ قرار دیں میں قبول کرتا ہوں۔ اگر میرا قصور ہے تو مجھ کو سزا دیں اور معافی دے کر میت کو اٹھائیں۔ اُن لوگوں نے مطلق انکار کر دیا۔ جو خلافت کمیٹی کے ممبران و سیکرٹری و صدر ہیں۔ تب اُس نے ہندوؤں سے التجا کی۔ اُس کی بے بسی دیکھ کر ہندو اُس محلہ میں آئے۔ اور مسلمانوں کو سمجھایا۔ بمشکل تمام راضی ہوئے۔ مگر غسل دینے والی عورت کو روک دیا۔ مجبوراً اُس نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور کفن پہنایا۔ بعد اس کے چار پانچ مسلمان آئے۔ انہوں نے کہا ہم تم پر آٹھ روپیہ جرمانہ کرتے ہیں۔ اگر منظور ہو تو ہم میت اٹھائیں۔ ورنہ ہم اپنے اپنے گھر جاتے ہیں۔ وہ چونکہ مصیبت زدہ تھا راضی ہوا۔ غرض صبح آٹھ بجے کی میت رات ۱۲ بجے اٹھائی گئی۔ اب عرض ہے کہ آیا حدیث شریف میں یہی فرمان ہے اور خدا (جل جلالہ) اور اُس کے

رسول کریم (ﷺ) کا یہی حکم ہے تو مجھے مطلع فرمائیں اور اگر یہ حرکت مطابق شرع نہ ہو تو ان کی کیا سزا ہے؟ شرعاً و قانوناً۔ بَيِّنُوا تَوَجُّوْا

جواب: ان لوگوں نے سخت ظلم کیا اور شدید جرم کیا اگر سلطنت اسلام ہوتی حاکم اسلام ان میں ایک ایک کو کوڑے لگاتا۔ قید کرتا اور وہ آخرت میں عذاب جہنم کے مستحق ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ ”ہر مسلمان کے جنازے کی نماز تم پر فرض ہے نیک ہو یا بد اگرچہ اس نے گناہ کبیرہ کئے ہوں۔“ خصوصاً جس مسلمان نے ماہ رمضان المبارک میں انتقال کیا ہو تو وہ بحکم حدیث شہید ہے۔ خلافت کمیٹی میں چندہ نہ دینا یا اس میں شریک نہ ہونا کوئی جرم نہیں۔ بلکہ مسجد میں بھی چندہ نہ دینا گناہ نہیں۔ نہ کہ جہاں امر باعکس ہو نماز نہ پڑھنا ضرور کبیرہ شدیدہ ہے مگر اس کا گناہ اس کی نبی کے سر باندھنا کوئی شریعت ہے اللہ ﷻ فرماتا ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَةَ أُخْرَىٰ۔ آٹھ روپے جو انہوں نے لئے سخت حرام اور ان کے حق میں مثل سور کے ہیں ان پر فرض ہے کہ وہ اسے واپس دیں اور اس شخص نے عورت کو غسل دیا اسے جائز نہ تھا۔ شوہر عورت کے بدن کو بعد انتقال ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اسے چاہئے تھا کہ کسی سمجھ والی لڑکی یا لڑکے کو نہلانے کا طریقہ بتاتا جاتا اور اپنے سامنے اس سے نہلاتا یا کوئی اور عورت اگرچہ اجرت پر ملتی اس سے غسل دلاتا اور اگر کچھ ممکن نہ ہوتا تو اپنے ہاتھوں پر کپڑے کی تھیلیاں چڑھا کر اس کے چہرے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا تیمم کرا دیتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ میت کو نہلانے کے لئے جو تختے پر لٹائیں تو شرفاً غریباً لٹائیں کہ پاؤں قبلہ کو ہوں یا جنوباً مثلاً کہ دائیں کروٹ قبلہ کو ہو۔ بَيِّنُوا تَوَجُّوْا

جواب: سب درست ہے۔ مذہب اصح میں اس باب میں کوئی تعین و قید نہیں جو صورت میسر ہو اس پر عمل کریں۔ اسی طرح بحر الرائق و درمختار وغیرہ میں ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۴) کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب نے روبرو یہ مسئلہ بیان کیا کہ اگر کسی شخص کی عورت یا عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر

عورت کو اور عورت شوہر کو غسل نہیں دے سکتی۔ غسل کیا معنی بلکہ چھو نہیں سکتے ہیں خواہ غسل دینے والے موجود ہوں یا نہ ہوں۔ کیونکہ نکاح دنیا تک ہے جب دو میں سے کسی کا انتقال ہو گیا نکاح فسخ ہو گیا۔ جب نکاح فسخ ہو گیا تو عورت مرد کو اور مرد عورت کو نہیں چھو سکتا ہے۔ اس پر چھونا حرام ہو گیا۔ آیا ایسا ہو سکتا ہے؟ بَيِّنُوا تَوَجُّوْا

جواب: یہ مسئلہ مرد کے بارہ میں صحیح ہے کہ وہ عورت (بیوی) کی وفات کے بعد اسے غسل نہیں دے سکتا اور نہ اس کے بدن کو ہاتھ لگا سکتا ہے کہ موت سے عورت اصلاً محل نکاح نہ رہی۔ چھونے کا جواز صرف بر بنائے نکاح تھا ورنہ زن و شوہر اصل میں اجنبی محض ہوتے ہیں۔ اب کہ نکاح زائل ہو گیا چھونے کا جواز بھی جاتا رہا اور عورت کے بارے میں بھی صحیح ہے اس حالت میں کہ وقت غسل عورت زوجیت زوج میں نہ ہو۔ مثلاً مرد نے طلاق بائن دیدی تھی یا بعد وفات شوہر عدت گزر گئی مثلاً عورت حاملہ تھی شوہر کے انتقال ہوتے ہی بچہ پیدا ہو گیا کہ اب عدت نہ رہی اور زوجیت سے یکسر نکل گئی۔ اس طرح اگر عورت معاذ اللہ وفات شوہر پر مرتد ہو گئی۔ پھر اسلام لے آئی یا شوہر کے بیٹے کو شہوت کے ساتھ چھو لیا کہ ان سب صورتوں میں نکاح زائل ہو گیا۔ بخلاف اس کے شوہر مر گیا۔ اور عورت عدت وفات میں ہے یا شوہر نے طلاق رجعی دی تھی اور نہ زوجت باقی تھی کہ اس کا انتقال ہوا۔ ان صورتوں میں عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے کہ نہ زوجیت باقی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(۵) مدرسہ دیوبند سے ایک رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں یہ مسئلہ تحریر ہے کہ اگر مرد حالت جنابت میں یا عورت حیض کی حالت میں مر جائے تو اس کے حلق میں کوئی کپڑا تر کر کے تین مرتبہ حلق صاف کیا جائے اور اس کی ناک میں پانی ڈالا جائے آیا یہ مسئلہ درست ہے یا نادرست؟

جواب: یہ مسئلہ غلط و خلاف متون و شروح و فتاویٰ و عامہ کتب مذہب ہے۔ ناک میں پانی ڈالنا تو اس رسالہ والے کی اپنی گڑبخت ہے اور تر کپڑے سے بھی صاف کرنا مذہب کے خلاف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۴ ص ۱۳ تا ۱۴) چھاپہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈبکھوٹ روڈ فیصل آباد۔

کفن میت

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔

کفن کی اقسام:

کفن تین قسم کے ہیں۔ (۱) کفن سنت (۲) کفن کفایت اور (۳) کفن ضرورت۔

۱۔ کفن سنت:

- (۱) مرد کے لئے تین کپڑے (۱) قمیض (۲) ازار اور (۳) لفافہ
- (۲) عورت کے لئے پانچ کپڑے (۱) قمیض (۲) ازار (۳) لفافہ (۴) اوڑھنی اور (۷) سینہ بند۔

۲۔ کفن کفایت:

- (۱) مرد کے لئے دو کپڑے (۱) لفافہ اور (۲) ازار۔
- (۲) عورت کے لئے تین کپڑے (۱) لفافہ (۲) ازار یا قمیض اور (۳) اوڑھنی۔

۳۔ کفن ضرورت:

مرد اور عورت دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا جو میسر آئے اور جو کم از کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔ (بہار شریعت جلد ۴ ص ۱۲۶، بحوالہ درمختار، عالمگیری وغیرہ۔ چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)

کفن کی لمبائی:

- (۱) لفافہ: یعنی چادر: اس کی لمبائی میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں اطراف (یعنی سر اور پاؤں کی طرف) سے باندھ سکیں۔
- (۲) ازار: یعنی تہبند: سر کی چوٹی سے قدموں تک۔

(۳) قمیض: جسے کفنی کہتے ہیں یہ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہوا اور آگے پیچھے دونوں جانب سے برابر ہو۔ یہ جو لوگوں میں رواج ہے کہ کفنی کے اوپر والا حصہ لمبا اور نیچے والا حصہ کم رکھتے ہیں یہ غلط ہے۔

(۴) اوڑھنی: ڈیڑھ گز ہونی چاہئے۔

(۵) سینہ بند: چھاتی سے ناف تک ہوا اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

اچھا کفن:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ (شریف) پڑھا: **فَلْيَكْفُرْ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِهِ مَاتَ فَقَبْرَ لَيْلًا وَكُفِّنَ فِيْ كَفْنٍ غَيْرِ طَائِلٍ فَرَجَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْبَرَ إِنْسَانٌ لَّيْلًا إِلَّا أَنْ يُضْطَرَّ إِلَى ذَلِكَ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَلِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ**۔ ”تو ایک صحابی ﷺ کا ذکر کیا، جو فوت ہو گیا تھا اور رات ہی کو ایک ناقص کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔ آپ ﷺ نے رات کو دفن کرنے سے منع فرمایا اس لئے کہ کم لوگ آئیں گے مگر جب ضرورت ہو تو حرج نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کا وارث ہو تو اس کو اچھا کفن دے۔“

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **إِذَا كَفَّنَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُحْسِنْ كَفَنَهُ**۔ ”جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔“ یہاں اچھے سے مراد بیش قیمت کفن نہیں بلکہ جیسے کپڑے مرنے والا جمعۃ المبارک کو پہنتا تھا۔ ایسی (قیمت والے) کپڑے میں کفن دیا جائے نہ کہ عید اور شادی جیسے کپڑوں کی مثل، بلکہ درمیانہ۔ (مرآۃ جلد ۲ ص ۴۶۲)

انسائی جلد ۱ ص ۲۶۷ ابن ماجہ ص ۱۰۷ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ مختصر السنن
السنن للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳ ج مسلم جلد ۱ ص ۳۰۶ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۳۹ السنن الکبریٰ
للبیہقی جلد ۳ ص ۴۰۳ ج مسلم جلد ۳ ص ۴۲ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۶۹ شرح السنن جلد ۳ ص ۲۲۷ نصب
الرایہ جلد ۲ ص ۳۰۵ تلیف الحبیبر جلد ۲ ص ۱۰۹ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ مرآۃ
جلد ۳ ص ۱۰۵ ترمذی حدیث نمبر ۹۹۵ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۸۳ نسائی حدیث نمبر ۱۸۹۵۔

سفید کپڑے کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَكُمْ س "سفید کپڑے پہنا کر دیتے تمہارے کپڑوں میں سے بہتر ہیں اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو"۔

حبرہ (عمدہ قسم کے کپڑے کا کفن):

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: إِذَا تَوَفَّي أَحَدَكُمْ فَوَجَدَ شَيْئًا فَلْيَكْفِنْ فِي ثَوْبٍ جَبْرَةٍ "جب تم میں سے کوئی مر جائے اور اس کے وارث مال دار ہوں تو حبرہ کے کپڑے کا کفن دیں"۔ (حبرہ عین کا عمدہ قسم کا کپڑا تھا)۔

بہت مہنگے کفن سے گریز:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم روف و رحیم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تُغَالُوا فِي الْكَفْنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيعًا "بہت قیمتی کفن نہ دو کیونکہ یہ بہت جلد گل جائے گا"۔

بہترین کفن:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرَضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوذُهُ فَقَالَ اِنِّي لَا اَرَى طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَّثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَادْنُونِي بِهِ وَعَجَلُوا فَإِنَّهُ لَا

۱۔ ابن ماجہ ص ۲۶۶ مستدرج جلد ۱ ص ۲۶۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۷ درمنثور جلد ۳ ص ۲۹۹ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۶۶۔ ۶۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۸ (عن سرہ ﷺ) مشکوٰۃ ص ۱۳۳ ابن ماجہ ص ۱۰۸ مرقاة جلد ۳ ص ۱۰۸۔ ۱۰۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۳ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۴۰۔ ۴۲۲۴۱ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۳ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۲۷۔ ۲۲۸ مرقاة جلد ۳ ص ۱۰۸ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۲۴۸۔

ﷺ نے فرمایا: خَيْرُ الْكَفْنِ الْحُلَّةُ "بہتر کفن جوڑا ہے"۔ (یعنی تہبند اور چادر۔ معلوم ہوا کہ دو کپڑے بھی کفن کے لئے کافی ہیں اگر لگانہ بھی ہو تو بہتر و گرنہ تین کپڑوں سے زیادہ کفن نہیں ہونا چاہئے)

عورت کا کفن:

(حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے روایت ہے فرماتی ہیں: كُنْتُ فِيمَنْ غَسَلَ أُمَّ كَلْثُومِ ابْنَةَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ وَفَاتِهَا فَكَانَ أَوَّلُ قَوْلٍ مَا أَعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَقَاءَ، ثُمَّ السِّدْرُ ثُمَّ الْخِمَارُ، ثُمَّ الْمَلْحَفَةُ، ثُمَّ أَذْرَجَتْ فِي الثَّوْبِ الْأَخْبَرَ "میں بھی اُن عورتوں میں تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) کے انتقال کے بعد اُن کو غسل دیا۔ (جب حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو کفن پہنایا جانے لگا) تو رسول اللہ ﷺ نے کفن کے کپڑوں میں سے پہلے ہم کو "ازار" دی پھر "کرتہ" دیا پھر "اوزھنی" پھر "چادر" پھر ایک اور "کپڑا" دیا جو اوپر سے لپیٹ دیا گیا۔ (حضرت) لیلیٰ بنت حائف (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر دروازے پر تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے پاس کفن کے کپڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک کپڑا اُن میں سے ہم کو دیتے جاتے تھے۔

میت کی تجہیز و تکفین:

(حضرت) حصین بن دوح (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ

۱۔ ابن ماجہ ص ۱۰۷ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۳ جلد ۳ ص ۲۷۳ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ مرقاة جلد ۳ ص ۱۱۰ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۷۳ ترمذی جلد نمبر ۱۵۱۸ (عن ابوامامہ رضی اللہ عنہ)۔ ۱۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۲۶ مستدرج جلد ۶ ص ۳۸۰۔

يَنْبَغِي لِجَنَافَةِ مُسْلِمٍ أَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانِي أَهْلِهِ ۝ (حضرت)
طلحہ بن البراء (رضی اللہ عنہ) بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف
لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ (حضرت) طلحہ (رضی اللہ عنہ) فوت
ہو گئے ہوں گے تو مجھے ان کے وصال کی اطلاع دو اور ان کی تجھیز و تکفین میں جلدی
کرو۔ کیونکہ میت گھر والوں کے درمیان زیادہ دیر نہیں رہنی چاہئے۔ (البتہ اگر عذر کی
وجہ سے دیر ہو جائے تو لا چاری اور مجبوری ہے)۔

ایک چادر سے کفن:

(حضرت) خباب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ مُصْعَبَ
بْنِ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَمْرَةٌ كُنَّا إِذْ أَغْطَيْنَا بِهَا
رَأْسَهُ خَرَجَتْ رَجُلَاهُ وَإِذَا غُطِّيْنَا رَجُلِيهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ غَطُّوا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوا عَلَيَّ رَجُلِيهِ مِنَ الْإِذْخِرِ ۝
”(حضرت) مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ غزوہ) احد کے دن شہید ہوئے تو سوائے ایک
چادر کے اور کچھ میسر نہ آیا اور وہ چادر ایسی چھوٹی تھی کہ جب ہم ان کے سر پر ڈالتے
تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں پر ڈالتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ان کے سر کو چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس رکھو۔

شہید کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا: يُدْفَنُوا بِدِمَائِهِمْ وَيُبَايَهُمْ ۝ ”شہیدوں کو
انہی خون آلود کپڑوں میں کفن دو۔“ (جن میں وہ شہید ہوئے ہیں اور انہی کپڑوں
۱ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳۔ ۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۷۰ مسند احمد جلد ۵ ص ۱۱۲
المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۹۷ تلخیص الحبیبر جلد ۲ ص ۱۰۸ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۳۳
نسائی جلد ۱ ص ۲۶۹ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۲۹۔ ۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۳ ابن ماجہ
ص ۱۱۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔

میت دفنارو)۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے
ہیں: رَمَى رَجُلٌ بِسَهْمٍ فِي صَدْرِهِ أَوْ فِي حَلْقِهِ فَمَاتَ فَأُذِرَجَ فِي
لِبَاسِهِ كَمَا هُوَ قَالَ وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۝ ”ایک شخص کے سینے
پر یا حلق میں تیر لگا اور وہ فوت ہو گیا۔ (یعنی شہید ہو گیا) تو اسی طرح اپنے کپڑوں میں
لپٹا گیا جیسا وہ تھا۔ راوی کہتے ہیں اس وقت ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔“

مُحْرَمٌ کا کفن:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ
نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: جو شخص احرام کی حالت میں فوت ہو جائے
كَفَنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تَمْسُوهُ بِطَيِّبٍ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ
يُغَثُّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّيًّا ۝ ”اُس کو انہی دو کپڑوں میں کفن دو جو اُس نے
احرام کے لئے باندھ رکھے ہیں، اُس کو نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ ہی سر ڈھانپو۔ وہ قیامت
کے دن احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتا ہوا اٹھے گا۔“

کفن کی تیاری قرض کی ادائیگی سے پہلے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا
ہے ”میت کے سارے مال سے کفن دینا“۔ قَالَ عَطَاءٌ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو
بْنُ دِينَارٍ وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: الْحَنُوطُ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ،
وَقَالَ ابْرَاهِيمُ يَبْدَأُ بِالْكَفْنِ ثُمَّ بِالَّذِينَ ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ وَقَالَ سُفْيَانُ
أَجْرُ الْقَبْرِ وَالْمَغْسِلِ هُوَ مِنَ الْكَفْنِ ۝ ”حضرت عطاء زہری، عمرو بن
دینار اور قتادہ (رضی اللہ عنہم) کا یہی قول ہے۔ حضرت عمرو بن دینار (رضی اللہ عنہ) نے کہا خوشبو کا خرچ
۱ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۱۔ ۲ نسائی جلد ۲ ص ۲۶۹ حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۲۹۹ کنز العمال حدیث نمبر
۱۱۹۶۵ بخاری جلد ۱ ص ۳۰۹ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۳۰ مسلم کتاب الحج باب ما یفعل
بالمحرم اذا مات۔ حدیث نمبر ۱۲۰۶ جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۳ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۰۔

بھی سارے مال میں سے کیا جائے اور حضرت ابراہیم خلی علیہ الرحمہ نے کہا میت کے مال میں سے پہلے کفن کی تیاری کریں پھر قرض ادا کریں پھر وصیت پوری کریں اور حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے کہا قبر اور غسل کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے۔

گور و کفن وغیرہ کا سامان قرض پر مقدم ہے۔ میت نے جو مال چھوڑا اُس میں سے قبر (کی جگہ) اور کفن خریدا جائے اگر کوئی دوست، بھائی، عزیز وغیرہ اُن چیزوں کا اہتمام کریں تو کوئی حرج نہیں۔ بہر حال یہ کسی عزیز پر لازمی نہیں۔ اس خرچ کے بعد قرض ادا کیا جائے پھر ایک تہائی میں سے وصیت پوری کی جائے۔ باقی جو بچے وہ وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

مسئلہ: میت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں (اُس کا) نان و نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا ہے جس پر نفقہ واجب تھا مگر وہ نادار ہے تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے۔

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے لئے تین سفید کپڑے:

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضَ سَحْوَلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَأَنَا شَبَّهَ عَلِي النَّاسُ فِيهَا إِنَّهَا اشْتَرَيْتُ لَهُ لِيَكْفُنَ فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بَيْضَ سَحْوَلِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ لَا خَيْبَ سَنَهَا حَتَّى أَكْفُنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ لَوَرَضِيَهَا اللَّهُ لَنَبِيٍّ لَكُنِّيهِ فِيهَا فَبَا عَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا ۱۲ ”رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔ وہ روئی کے تھے اور ”سحول“ (یعنی کے ایک مقام) کے بنے ہوئے تھے۔ اُن میں گرتا تھا نہ عمامہ۔ اور لوگوں کو حلہ یعنی جبہ کا شبہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کے لئے خریدا گیا تھا کہ آپ ﷺ کو اُس میں کفن مبارک دیں مگر نہ دیا گیا اور ”سحول“ کی بنی ہوئی تین چادروں میں کفن مبارک دیا گیا اور حلہ کو حضرت ۱۳۔ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۵۔

عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے لے لیا اور کہا میں اسے رکھ چھوڑوں گا اور میں اپنا کفن اسی سے بناؤں گا۔ پھر کہا اگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو پسند ہوتا تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے کام آتا تو اُس کو بیچ دیا اور اُس کی قیمت خیرات کر دی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ نَجْرَانِيَّةٍ الْحُلَّةِ ثَوْبَانِ وَقَمِيصُهُ الْبَدَنِيُّ مَاثَ فِيهِ ۱۵ رسول اللہ ﷺ نجران کے بنے ہوئے تین کپڑوں میں کفن دیئے گئے۔ اُن میں ایک چادر، ایک تہبند اور ایک وہ قمیض تھی جس میں آپ ﷺ نے وفات پائی۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: كُفِّنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بَيْضَ سَحْوَلِيَّةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ ۱۶ ”رسول اللہ ﷺ کو تین سوئی یعنی حولی سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیض اور عمامہ نہ تھا۔“

”سحول“ یعنی میں ایک گاؤں ہے جس میں سوئی کپڑے بنے جاتے ہیں اُس کی طرف منسوب کپڑوں کو حولیہ کہا جاتا ہے۔ کرسف روئی کو کہتے ہیں۔ آپ ﷺ کو تین یعنی چادروں میں کفن دیا گیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا قمیض ازار اور لفافہ۔ دو کپڑوں میں کفن دینا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص عرفہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ اپنی سواری سے اچانک گر گیا۔ سواری نے اُس کی گردن توڑ دی۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَبَسِّدْ وَكْفِنُوهُ ۱۵ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۳۔ ۱۶۔ شرح المسند جلد ۳ ص ۲۲۵۔ مؤطا امام مالک ص ۲۰۴ بخاری حدیث نمبر ۱۳۶۲ جلد ۲ ص ۳۰۵۔ حدیث نمبر ۹۶۱۱ مرقاۃ جلد ۲ ص ۱۰۴ ترمذی حدیث نمبر ۹۹۶ سنی حدیث نمبر ۱۸۹۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۷۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۹۳۔

فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَيِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يَبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبَّسًا بِإِسْمِ اللَّهِ" اسے پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور دو کپڑوں میں کفن دو اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ہی اس کا سر ڈھانپو کیونکہ یہ شخص قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ موت سے احرام ختم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ نماز روزہ کی طرح عبادت ہے۔ جو موت سے باطل ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے "جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے سوائے تین اعمال کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) نفع دینے والا علم اور (۳) نیک صالح اولاد جو دعا کرتی ہے۔ لہذا احرام بھی باطل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ بھی عمل ہے۔ اگر یہ حکم ہر محرم کا ہوتا تو حضور سرور انبیاء ﷺ فرماتے کہ ہر محرم قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔

اگر میت کے پاس ایک کپڑا نکلے:

حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبد الرحمن بن عوف رحمہ اللہ کے پاس ایک دن کھانا لایا گیا وہ روزہ سے تھے۔ انہوں نے فرمایا حضرت مصعب بن عمیر رحمہ اللہ شہید کر دیئے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ اُن کو ایک چادر کا کفن ملا۔ اُن کا سر ڈھانکتے تو پاؤں کھل جاتے پاؤں ڈھانکتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا حضرت حمزہ رحمہ اللہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر اُن کے بعد ہمارے لئے دنیا فراخ کر دی گئی یا فرمایا ہمیں دنیا

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۹ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۵۰ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۳۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۲۷ مسند احمد جلد ۱ ص ۳۲۸-۳۲۹-۳۲۸ داری جلد ۲ ص ۵۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۹۲-۳۹۱-۳۹۰ دار قطنی جلد ۳ ص ۲۹۶ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۷۹ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۸۸ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۰۶ مسلم حدیث نمبر ۱۲۰۶ ترمذی حدیث نمبر ۹۵۱ نسائی حدیث نمبر ۱۹۰-۱۸۸ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۸ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۷ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۵۲ حدیث نمبر ۳۳۶۵۵ ابو داؤد جلد ۲ ص ۴۲ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱ مشکوٰۃ ص ۳۲۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۸۸۔

دی گئی اور ہمیں ڈر ہوا ہمارے نیکیاں جلا دی گئی ہیں۔ پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رحمہ اللہ نے (افطار کے وقت) کھانا چھوڑ دیا۔ ۱۹

کفن پہنانے کے بعد آخری دیدار:

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ رؤف ورجم کے شہزادے حضرت سیدنا ابراہیم رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے (غسل دینے والوں کو) فرمایا: لَا تَذِرُ جُوهَهُ فِيْ اَكْفَانِهِ حَتَّى اَنْظُرَ اِلَيْهِ فَاتَّاهُ فَاَنْكَبَ عَلَيْهِ وَبَكَى ۚ "اس کو کفن میں مت لپیٹنا یہاں تک کہ میں اس کو دیکھ لوں پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور اُن پر جھکے اور روئے۔" (معلوم ہوا یہ فعل سنت مبارک ہے۔ میت پر رونا جائز ہے نوہ کرنا اور بری باتیں کرنا درست نہیں)۔

کفن اور متبرک کپڑا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میرے پاس (میرے والد گرامی) امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رحمہ اللہ تشریف لائے اور فرمایا تم نے نبی کریم رؤف ورجم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے اُن سے کہا تین سحوں کپڑوں میں۔ جن میں نہ تو قمیض تھی اور نہ ہی عمامہ (شریف)۔ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر رحمہ اللہ) نے اُن سے کہا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کس روز وفات پائی تھی؟ (اُمّ المؤمنین حضرت) سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا پیر کے دن۔ حضرت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رحمہ اللہ نے پوچھا آج کون سا دن ہے؟ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج پیر کا دن ہے۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رحمہ اللہ نے کہا میں اس وقت سے لے کر رات تک اُمید کرتا ہوں کہ وفات پا جاؤں گا۔ پھر انہوں نے اپنے کپڑے کی طرف دیکھا جس میں وہ بیمار ہوئے تھے اُس

۱۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۰-۱۷۱ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۷۵۔

میں زعفران کا ایک نشان تھا۔ فرمایا: میرا یہ کپڑا دھوؤ اور اس میں دو کپڑوں کا اضافہ کرو اور ان میں مجھے کفن دینا۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) میں نے کہا یہ پرانا کپڑا ہے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زندہ، وصال شدہ کے مقابلہ میں نئے کپڑوں کا زیادہ مستحق ہے اور (انتہائی عاجزی اور انکساری سے فرمانے لگے) کفن تو صرف پیپ کے لئے ہے، پھر اُس روز وفات نہ پائی۔ حتیٰ کہ منگل کی رات آگئی تو آپ نے وصال فرمایا اور صبح سے پہلے دفن کر دیئے گئے۔ ۲۱

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصد سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں موافقت کی آرزو تھی اور وہ زندگی میں مکمل اتباع کے ساتھ ساتھ یہ بھی چاہتے تھے کہ موت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کروں۔ اُن کا اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھنے کا یہی مقصد تھا۔ حالانکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال کو زیادہ جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے روز ”سقیفہ بنی ساعدہ“ میں مشورہ اور گفتگو کے بعد بدھ کے روز عام بیعت کا معاملہ مکمل ہو گیا تھا اور تجہیز و تکفین بدھ کی رات ہوئی۔ اُس وقت امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ الحاصل مذکورہ سوال و جواب صرف امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرض موت میں تھے اور اُن کا مقصد حیات و ممات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اور اتباع تھا۔

نوٹ: اگر یہ کہا جائے کہ امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی روایت کی ہے حالانکہ یہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی روایت سے متعارض ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس کپڑے کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوقیت دی

وہ اُن کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ اس لئے بطور تبرک اُس کپڑے کو پسند کیا اور حق بھی یہی تھا۔ اسی لئے فرمایا کہ اس کے ساتھ دو کپڑوں کا اضافہ کرلو۔ (تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۲۴۴)

اپنا کفن تیار کرنا جائز ہے:

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنْ امْرَأَةً جَاءَتْ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم بِبُرْدَةٍ مِّنْسُوجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوْا السُّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجَنُثُ لَا كُسُوْكُمْهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَانْهَآ اِزَارَةً لِّحَسَنَتِهَا فَلَا نَقَالَ اَكْسَيْنِيْهَا مَا اَحْسَنَهَا فَقَالَ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنَتْ لِبَسَهَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتُهُ وَعَلِمْتُ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهُ لَا لِبَسَهَا وَاِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِيَتَكُوْنَ كَفْنِيْ قَالَ سَهْلٌ لِّكَ اَنْتَ كَفَنْتَهُ ۲۲ ”کہ ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (ہاتھ سے) بنی ہوئی حاشیہ دار چادر تھم لائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو بُردہ کیا ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا شملہ (چادر)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درست ہے۔ اُس عورت نے عرض کیا میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنا ہے۔ میں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنانے کے لئے آئی ہوں۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی ضرورت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے لے لیا اور اُسے تہبند کے طور پر باندھ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ ایک صاحب (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا، کیا ہی عمدہ چادر ہے؟ یہ مجھے عنایت فرما دیجئے۔ لوگوں نے انہیں کہا تم نے اچھا نہیں کیا۔ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کا استعمال کیا اور تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چادر کا سوال کر دیا۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اُس نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ چادر پہننے کے لئے نہیں مانگی بلکہ میں نے یہ صرف اس لئے مانگی تاکہ (فوت ہونے کے بعد) یہ میرا کفن ہو جائے۔ حضرت سہل

ﷺ فرماتے ہیں پھر وہ چادر اُن (حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) کا کفن بنی۔
اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اپنے فوت ہونے سے پہلے کفن کا انتظام کرنا جائز ہے۔ بندہ ناچیز منیر احمد یوسفی عفی عنہ نے بھی اپنا کفن تیار کر رکھا ہے۔ ناچیز کے پیر بھائی پیر طریقت حاجی محمد رحمت اللہ یوسفی مرحوم، ۱۹۷۴ء میں حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ شریف گئے تو ناچیز نے اُن کے ذریعے وہاں سے کفن کے لئے کپڑا منگوایا اور اُن سے گزارش کی تھی کہ آپ اُسے آپ زم زم سے دھو کر لائیں۔ اُنہوں نے کمال مہربانی فرمائی کہ تین مرتبہ آپ زم زم میں اُسے دھویا اور ایک دن مکہ مکرمہ میں خوب بارش ہوئی اور بیت اللہ شریف کی چھت سے (میزاب رحمت) کے ذریعے پانی برسنا اور وہ کفن اُس پانی سے بھی دھویا گیا۔ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کو منظور ہوا تو مقدس پانیوں سے دھویا ہوا وہ کپڑا بندہ ناچیز کا کفن بنے گا۔ (انشاء اللہ العزیز)

برکت کے لئے تہبند عطا فرمایا:

حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ روئے کریم ﷺ ہمارے قریب تشریف لائے جبکہ ہم (پردہ میں) آپ ﷺ کی بیٹی (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہیں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتِنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْأُخْرَةِ سَكَ فُورًا أَوْ شَيْئًا مِّنْ سَكَ فُورٍ فَإِذَا فَرَعْتُنَّ فَأَذْنِي فَلَمَّا فَرَعْنَا أَذْنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَةً فَقَالَ اشْعِرْنَهَا أَيَّاهُ ۲۳

”انہیں تین، پانچ اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو۔ آخر میں کچھ کافور ڈال دو۔ جب فارغ ہو جاؤ مجھے اطلاع دینا۔ (فرماتی ہیں) جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ (ﷺ) کو اطلاع دی۔

۲۳ مشکوٰۃ ص ۸۳ نسائی جلد ۲ ص ۲۶۶ ابن ماجہ ص ۱۰۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۲ مسند احمد جلد ۵ ص ۸۳ تلخیص النجاشی جلد ۲ ص ۱۰۷ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۱ نصب الرایۃ جلد ۲ ص ۲۵۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۴ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۸۹ بخاری جلد ۱ ص ۱۶۷ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۰۲۔

آپ ﷺ نے ہماری طرف اپنا تہبند شریف پھینکا۔ اور فرمایا: اے اُن کے کفن کے نیچے رکھ دو۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اغْسِلْنَهَا وَتَوَّأ وَكَانَ فِيهِ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَكَانَ فِيهِ ابْدَاءُ وَابْمِيَا مِنْهَا وَ مَوَاضِعُ الْوُضوءِ مِنْهَا وَكَانَ فِيهِ إِنَّ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ وَمَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ ۲۴ انہیں طاق تین، پانچ، سات بار غسل دو اور دائیں طرف سے اعضاء وضو سے ابتداء کرو۔ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ (حضرت) اُمّ عطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں، ہم نے اُن کے بالوں کے تین حصے کئے جنہیں اُن کے پیچھے ڈالا۔

تہبند شریف برکت کے لئے رکھا گیا، یہ کفن میں شامل نہ تھا۔ احادیث مبارکہ میں یہ ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ، عمرو بن العاص، سعد بن ابی وقاص اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ روئے کریم ﷺ کے ناخن مبارک، بال مبارک اور تہبند شریف کو اپنی قبر میں لے جانے کے لئے محفوظ رکھا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صالحین کے لباس سے برکت لینا جائز ہے اور اپنے کفن میں صالحین کے کپڑے شامل کرنا باعث برکت اور باعث مغفرت ہے۔ میت کو کفن کے ساتھ قمیض پہنانا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي بَعْدَ مَا أَذْخَلَ حُفْرَتَهُ فَأَمْرَبَهُ فَأَخْرَجَ فَوَضَعَهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَنَفَسَ فِيهِ مِنْ رِقَبِهِ وَالْبَسَهُ قَمِيصَهُ قَالَ وَكَانَ كَسَاعِبًا سَا قَمِيصًا ۲۵

۲۴ ابن ماجہ ص ۱۰۶ بخاری حدیث نمبر ۵۷۵ کتاب اللباس (باب لبس القميص) مسلم حدیث نمبر ۷۷۳ سنن نسائی حدیث نمبر ۱۹۰۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۲۵ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۱۳ مظہری جلد ۲ ص ۷۷ فتح القدیر جلد ۲ ص ۳۸۴ (مختصر) قرطبی جلد ۲ جز ۸ ص ۱۴۰۔ ۱۳۹ طبری جلد ۲ ص ۳۴۰۔

” (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی کوثر (قبر) میں داخل کرنے کے بعد نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لائے اور اُس کو باہر نکالنے کا حکم فرمایا۔ اُسے نکالا گیا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے دونوں (نورانی) گھٹنوں (مبارک) پر رکھا گیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کے منہ میں اپنا لعاب شریف ڈالا اور اُس کو اپنی قمیض (مبارک) پہنائی۔ راوی کہتے ہیں عبد اللہ بن ابی نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو قمیض پہنائی تھی۔“

حضرت سفیان اور ابو ہارون نے کہا اُس وقت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اوپر تلے دو کرتے (مبارک) پہنے ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ جو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سلول کا بیٹا تھا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ کو اپنی وہ قمیض (مبارک) پہنایے جو آپ ﷺ کے (نورانی) جسم (اطہر) کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ حضرت سفیان نے فرمایا: لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبد اللہ بن ابی کو قمیض اُس کا بدلہ چکانے کے لئے پہنائی تھی جو اُس نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو پہنائی تھی۔ ۲۶

عبد اللہ بن ابی نے حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن اپنی قمیض پہنائی تھی جبکہ وہ مدینہ منورہ میں آئے تھے اور اُن کے جسم پر کپڑا نہ تھا۔ چونکہ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ طویل القامت تھے اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی قمیض اُن کو پوری نہ آتی تھی۔ عبد اللہ بن ابی بھی لمبا تھا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اُس کے جنازہ میں موجود تھا اُس کا قد لمبا ہونے کے باعث اُس کے دونوں پاؤں چار پائی سے باہر نکلے ہوئے تھے) ۲۷

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الجنائز باب غسل المیت وَتَكْفِينِهِ میں حدیث نمبر ۵۴۱۱ کی شرح میں حاشیہ میں لکھا ہے۔

”جب رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بیمار ہوا تو اُس نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو بلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: أَهْلَكَ حُبُّ الْيَهُودِ أَمْ حُبُّ

۲۶ بخاری حدیث نمبر ۱۳۵۰ فتح الباری جلد ۲ ص ۲۵۵ ورمزور جلد ۴ ص ۲۵۸۔ ۲۷ تہذیب البخاری جلد ۲ ص ۲۷۷۔

الْجَاءِ عِنْدَهُمْ” تھے یہود کی محبت اور اُن کے ہاں عہدہ و قرب نے ہلاک کر دیا ہے۔“ (تورئیس المنافقین) بولا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ ﷺ کو ان باتوں کی طرف توجہ دلانے کے لئے نہیں بلایا بلکہ میں نے تو آپ ﷺ کو دُعا کے لئے بلایا ہے۔ پھر اُس نے آپ ﷺ سے گزارش کی اَنْ يُكْفِنَهُ فِی قَمِيصِهِ وَاَنْ يُصَلِّيَ عَلَيْهِ ”یہ کہ آپ ﷺ مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیں اور میری نماز جنازہ پڑھائیں۔“ ۲۸

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جب (رئیس المنافقین) عبد اللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا سچا عاشق رسول ﷺ آپ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی قمیض عنایت فرمائیے اور اُس پر (یعنی عبد اللہ بن ابی) نماز پڑھئے اُس کے لئے دُعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اپنی نورانی قمیض اُس کو عطا فرمادی۔ نیز فرمایا: جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر کرنا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کی نماز پڑھنے سے منع نہیں فرمایا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اَنَا بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ ”(اللہ تبارک و تعالیٰ نے) مجھے دو باتوں کا اختیار دیا ہے۔“ اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ط ذَلِكْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ط... (التوبة: ۸۰) ”ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت کی دُعا فرمائیں تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اس لئے کہ یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کے منکر ہیں۔“ پھر آپ ﷺ نے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ بعد ازیں وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ط... (التوبة: ۸۴) ۲۹ کا حکم نازل ہوا ”اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) ان (منافقین) میں سے جو مر جائے اُس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا۔“

۲۸ مراقاة جلد ۲ ص ۱۱۳ طبری جلد ۶ ص ۳۳۰ ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۲۸ ورمزور جلد ۴ ص ۲۵۹۔ ۲۹ بخاری جلد ۲ ص ۶۷۳ تہذیب الباری جلد ۶ ص ۱۵۸۔

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی دُعا قبول نہیں ہوئی تو عام آدمی کا کیا مقام ہے؟ ۱۹ اہلحدیث کے عالم وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ ”جب سرور عالم اشرف انبیاء کی دُعا وہ بھی ستر دفعہ اور کافروں اور منافقوں کے لئے مؤثر نہ ہو تو کسی ولی یا درویش کی بساط ہے کہ اُس کی سفارش سے کسی کافر یا مشرک یا منافق کی مغفرت ہو جائے۔ اللہ جل شانہ مسلمانوں کو عقل اور فہم عطا فرمائے۔“ ۳۰

اس آیت مبارک کے نفس مضمون کو پڑھنے کی ضرورت ہے کہ دُعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ذَلِكْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ”یہ اس لئے کہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اُس کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے منکر ہوئے۔“ یہاں بات نامقبولیت کی نہیں بلکہ بات منافقین کے کفر کی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی آپ ﷺ سے محبت کی ہے۔ آپ ﷺ اپنی رحمت اور اختیار کی وجہ سے استغفار کرتے رہے جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”اور (اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم) چونکہ یہ میرے اور آپ ﷺ کے منکر ہیں اس لئے ان کی معافی نہیں۔“ جبکہ آپ ﷺ کی رحمت دُنیا کو دکھا دی کہ کلمہ پڑھنے والے منافقوں پر بھی مہربان ہیں۔ پھر آیت مبارک نازل ہوئی۔ وَلَا تَصِلْ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُمْ مَّآثَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط

عبداللہ بن ابی کا واقعہ یوں بھی بیان ہے کہ جب وہ بیس روز بیمار رہنے کے بعد نو ہجری میں مر گیا۔ جس روز وہ مرنے والا تھا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے تو وہ کہنے لگا جب میں مر جاؤں تو مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیے گا اور میری تکفین و تدفین میں شرکت فرمائیے گا اور میری نماز جنازہ بھی پڑھئے گا۔ آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا۔ جب کہ اُس وقت تک آپ ﷺ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے۔ (۱) حضور نبی کریم رؤف

ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ ﷺ کو قمیض (مبارک) دی۔ (۲) نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے سے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ ﷺ اُس کو قمیض دیں گے۔ ان میں اختلاف نہیں جب وعدہ بھی بیان ہے۔ اور عطاء بھی ہے تو اختلاف کی گنجائش نہیں۔

جب عبداللہ بن ابی مر تو اُس کے بیٹے نے آپ ﷺ کو اُس کی موت کی خبر دی، تب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے اس عمل مبارک میں عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ ﷺ کی دلجوئی اور ولداری تھی اور تبلیغ تھی چنانچہ اس واقعہ کو دیکھ کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔ ۳۱

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللباس باب ثبیس الْقَمِيص میں حدیث شریف نمبر ۵۷۹۶ میں اس طرح لکھا ہے۔ ”کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اُس کا بیٹا (حضرت عبداللہ ﷺ جو سچا مومن تھا) رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنی قمیض عنایت فرمائیے اُس میں میں اپنے باپ کو کفن دوں گا۔“

حضرت علامہ بغوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے۔ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے عبداللہ بن ابی کے مرنے کے بعد اُس سے جو سلوک کیا (یعنی اُس کو قمیض پہنائی اور اُس کی نماز جنازہ پڑھی اُس کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مؤدبانہ گزارش کی کہ یہ شخص آپ ﷺ کا گستاخ اور بے ادب تھا اور دریدہ دہن (منہ پھٹ) تھا جبکہ آپ ﷺ نے اس کو کرتا بھی پہنایا اور نماز بھی پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَا يُغْنِي عَنْهُ قَمِيصِي وَصَلَاتِي مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ اِنِّي كُنْتُ اَرْجُو اَنْ يُسَلِّمَ بِهٖ اَلْفَ مِنْ قَوْمِهٖ ۳۲ ”میرا کرتہ (مبارک) اور میری نماز اس کو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے عذاب سے نہیں بچائے گی۔ اللہ کی قسم میری خواہش تو یہ تھی کہ اس کی قوم سے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔“

گرمی مبارک عطا فرمانے کے اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ میت کو برکت کے لئے بزرگان دین کا لعاب ڈالنا اور کفن میں اُسے بزرگوں کا کپڑا دینا سنت ہے اگرچہ کافر و منافق اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔ رحمت کا بادل تو ہر جگہ اچھی اور بُری پاک اور گندی زمین پر برستا ہے۔ آگے زمین کی تقدیر فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔

کفن میں رُقہ رکھنا:

ایک آتش پرست شمعون نامی حضرت خواجہ حسن بھری رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اُس کی موت کا وقت جب قریب پہنچا تو لوگوں نے آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا آپ کا ہمسایہ ہے اُس کی خبر لیں۔ یہ سن کر آپ اُس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ آگ کے دھوئیں سے اُس کا رنگ سیاہ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا، تمام عمر تم نے آگ اور دھوئیں میں برباد کر دی۔ اب آخر وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی رحمت تجھ پر نازل ہو۔ اُس نے کہا، تین باتیں مجھے اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں۔ پہلے یہ کہ تم دن رات دنیا کی بڑائی کرتے رہتے ہو مگر پھر بھی دن رات دنیا ہی کی طلب میں لگے رہتے ہو۔ دوسرے یہ کہ موت کو برحق سمجھنے کے باوجود تم اس کا کوئی سامان نہیں کرتے اور تیسرے یہ کہ باوجودیکہ تم سمجھتے ہو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار ہوگا پھر اُس کی رضا کے خلاف کام کرتے رہتے ہو۔ آپ نے سنا فرمایا: یہ آشنائوں کی نشانی ہے۔ اگر مومن لوگ ایسا کرتے ہیں تو تم کیا کرتے ہو؟ تم نے ساری عمر آگ کی پوجا میں گزار دی۔ پھر فرمایا، سنو! میں آگ کی پوجا نہیں کرتا۔ اگر میں اور تم تھوڑی دیر بھی آگ میں ہاتھ ڈالیں تو وہ تمہاری ستر سالہ عبادت کی قدر اور لحاظ کئے بغیر ہم دونوں کو جلا دے گی لیکن میرا خالق و مالک حقیقی چاہے تو آگ کی کیا مجال کہ میرا بال بھی جلانے۔ آؤ ہم دونوں آگ میں ہاتھ ڈالیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت تم پر ظاہر ہو جائے اتنا کہہ کر آپ نے ہاتھ ڈالا اور کافی دیر تک آگ میں رکھنے کے باوجود آپ پر مطلق اثر نہ ہوا۔ شمعون نے یہ دیکھ کر آہ بھری اور کہنے لگا میری تو تمام عمر آتش پرستی میں بسر ہوئی، اب کیا کر سکتا ہوں؟ صرف چند سانس باقی ہیں۔ فرمایا: مسلمان ہو جاؤ۔ اُس نے کہا کہ مجھے عہد نامہ لکھ دیں کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھ پر اللہ

تبارک و تعالیٰ عذاب نہ کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے رُقہ لکھ دیا اور معززین شہر کی گواہی بھی نیچے درج کر دی۔ شمعون نے رُقہ دیکھا اور ایمان لے آیا اور روتے ہوئے وصیت کی کہ مرنے کے بعد میرے ہاتھ میں یہ رُقہ دے دینا۔ (تا کہ کفن میں محفوظ ہو جائے) اس کے بعد کلہ پڑھا اور جان دیدی۔ اُس کی وصیت پوری کی گئی۔ آپ نے اُسے اپنے ہاتھ سے غسل دے کر (اور نماز جنازہ پڑھ کر) قبر میں اتارا اور وصیت کے مطابق اُس کے ہاتھ میں رُقہ دے دیا۔ (اور کفن میں محفوظ کر دیا)۔ تمام رات اسی فکر میں گزر گئی کہ میں نے یہ کیا کیا؟ مجھے تو اپنا بھی انجام معلوم نہیں تو دوسروں کو عہد نامہ کیوں لکھ دیا؟ اسی فکر اور سوچ بچار میں آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ شمعون سنہری تاج پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ آپ نے اُس سے دریافت کیا، کیا حال ہے؟ اُس نے جواب دیا، مجھے حق تبارک و تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اب اپنا رُقہ لے لیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں رہی۔ جب آپ بیدار ہوئے تو وہ رُقہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے رُقہ دیکھ کر کہا یا الہی تیرے کام فضل و کرم سے ہیں کسی علت سے نہیں۔ تو مومن کو کیونکر محروم رکھے گا جبکہ ستر سالہ آتش پرست کو ایک کلمے کے عوض بخش دیا۔ ۳۳

کفن پہنانے کا طریقہ:

میت کو غسل دینے کے بعد بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ لیں تاکہ پانی لگنے سے کفن تر نہ ہو۔ کفن کو ایک تین پاؤں یا سات بار دھونی دے لیں۔ اس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں، پہلے بڑی چادر جسے ”لغافہ“ کہتے ہیں پھر ”ازار“ جسے ”تہبند“ کہتے ہیں پھر ”قمیض“ جسے ”کفنی“ کہتے ہیں، کفنی کا نیچے والا حصہ پہلے بچھائیں پھر میت کو لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ باشرع مرد ہو تو داڑھی اور عورت اور بچہ ہونے کی صورت میں تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور پاؤں پر کافور لگائیں پھر ”ازار“ یعنی تہبند لپیٹیں، پہلے بائیں جانب سے تہہ کریں پھر دائیں جانب سے لپیٹیں بعد ازیں ”لغافہ“ یعنی بڑی چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے تاکہ دایاں پلو اوپر آئے اور سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیں۔

عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بالوں کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثل نقاب ڈال دیں تاکہ سینہ پر رہے۔ اس کا طول نصف پشت سے سینہ تک رہے اور عرض ایک کان کی کو سے دوسرے کان کی کو تک رہے۔ پھر حسب دستور "ازار" اور "لغافہ" لپیٹیں پھر سب سے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔ (بہار شریعت ج ۳ ص ۱۲۸)

متفرق مسائل:

- مسئلہ:** کفنی میں چاک اور آستین نہیں ہوتی۔
- مسئلہ:** مرد اور عورت کی کفنی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ مرد کی کفنی کندھے پر سے چیری جاتی ہے اور عورت کے لئے سینہ کی طرف سے۔
- مسئلہ:** چھوٹے بچے اور بچیوں کو بھی پورا کفن دینا چاہئے۔
- مسئلہ:** پرانے کپڑے سے بھی کفن دے سکتے ہیں مگر دھلا ہوا ہونا چاہئے کہ کفن ستھرا ہونا پسندیدہ ہے۔
- مسئلہ:** کسی کی بیوی نے اگر چہ مال چھوڑا مگر اُس کا کفن اُس کے شوہر کے ذمہ ہے۔
- مسئلہ:** شوہر مرے اور اُس کی عورت مالدار ہے مگر عورت پر شوہر کا کفن واجب نہیں۔
- مسئلہ:** کفن کا کپڑا فی سبیل اللہ مانگ کر لائے اُس میں سے کچھ بچ گیا تو باقی کپڑا اُسے ہی واپس کیا جائے گا جس سے لائے ہوں۔ اگر وہ واپس نہ لے تو وہ جیسا کہے ویسے استعمال کریں یا صدقہ کریں یا کسی اور محتاج کے کفن میں استعمال کریں۔
- مسئلہ:** جو بچہ مردہ پیدا ہوا یا کچا گر گیا ہو تو اُسے ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے کفن نہ دیں۔ ۳۴

مسئلہ: پھولوں کی چادر بالائے کفن ڈالنے میں شرعاً اصلاً حرج نہیں بلکہ نیت حسن سے حسن ہے۔ جیسے قبور پر پھول ڈالنا کہ وہ جب تک تر رہتے ہیں تسبیح کرتے ہیں۔ اس سے میت کا دل بہلتا ہے اور رحمت اُترتی ہے۔ یوں ہی تبرک کے لئے غلاب کعبہ معظمہ کا قلیل ٹکڑا چہرے پر رکھنا بلاشبہ جائز ہے۔ ۳۵

حدیث شریف میں ہے: "مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے ہیں یعنی خوش ہوتے ہیں"۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: کسم یا زعفران کا رنگ ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لئے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔ (عالمگیری)

مسئلہ: خفنی مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیئے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگ ہوا اور ریشمی کفن اُسے ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ گیا ہو وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو جتنے کپڑے دیئے جائیں گے اُسے بھی دیئے جائیں گے اُس سے چھوٹے بڑے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور اگر لڑکے کو بھی دو کپڑے دیئے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگر چہ ایک دن کا بچہ ہو۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: میت نے اگر مال چھوڑا ہو تو کفن اُسی کے مال سے ہونا چاہئے۔

مسئلہ: میت نے مال نہ چھوڑا ہو تو کفن اُس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا۔

مسئلہ: اگر مردہ کا کفن چوری ہو گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر لاش پھٹ گئی ہو تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا ہی کافی ہے۔ (عالمگیری)

اہم اور ضروری مسئلہ

ہمارے ملک پاکستان میں عام رواج ہے کہ کفن مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اڑھاتے ہیں اور ایک جا نماز ہوتی ہے۔ جس پر امام نماز جنازہ پڑھاتا ہے۔ انہیں بعد ازاں صدقہ کر دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے عام طور پر کفن کے لئے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں ہوں۔

مسئلہ: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لئے جائز ہے۔ جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا منہ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جنازہ لے چلنے کا بیان (ماخوذ از بہار شریعت)

جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہئے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔ (جوہرہ)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ چار اشخاص جنازہ اٹھائیں ایک ایک شخص ایک ایک پایہ لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا ایک سر ہانے اور ایک پاؤں کی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سر ہانے کندھا دے پھر واپسی پاؤں پھر بائیں سر ہانے پھر بائیں پانچ اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ حدیث شریف میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے یا اٹھا کر چلے (تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔ نیز حدیث شریف میں ہے جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔ (جوہرہ عالمگیری در مختار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں چار پائی کو ہاتھ سے پکڑ کر کندھے پر رکھے۔ اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لا دنا مکروہ ہے۔ چوپایہ پر جنازہ لا دنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری غنیۃ در مختار) ٹھیلے پر لا دنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بڑے بڑے شہروں میں قبرستان میت کے گھر سے بہت دور پڑتا ہے اور نمازیوں کا پیدل چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ جس کے باعث میت کے لئے گاڑیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں میت اور مقتدی یا سانی قبرستان یا مقام جنازہ تک پہنچ

جاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا اس کو اگر ایک شخص ہاتھوں پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لئے ہو جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو اس کو چار پائی پر لے جائیں۔ (غنیۃ عالمگیری وغیرہا)

مسئلہ: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہوں تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ (عالمگیری صغیری)

مسئلہ: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی کا ساتھ ہونا سخت منع ہے۔ اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ سنت کیوں ترک کرے بلکہ دل سے اُسے بڑا جانے اور شریک ہو۔ (در مختار صغیری)

مسئلہ: اگر عورتیں جنازہ کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے سے عورتوں کو یہ اختلاط ہوگا یا ان میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ: جنازہ لے کر چلنے میں سر ہانہ آگے ہونا چاہئے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و احوال قبر کو پیش نظر رکھیں۔ دنیا کی باتیں نہ کریں نہ فحش۔ حضرت عبداللہ بن

مسعودی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا فرمایا: تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں۔ بلحاظ حال زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔ (صغیری در مختار وغیرہما)

مسئلہ: جنازہ جب تک رکھنا چاہئے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھیں ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھنا چاہئے کھڑے نہ ہوں۔ یوں ہی اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ شمالاً جنوباً رکھیں کہ دائیں کروٹ قبلہ شریف کو ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ: میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کسی نیک شخص کی ہو تو اُس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہوا اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے یا بغیر اجازت کے بھی کیونکہ اور دفن کے بعد اولیائے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ: جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔

مسئلہ: امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نماز نہ ہوئی تو کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کیا جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یونہی اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اُس کی اقتداء کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتداء صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی وہ کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے۔ خواہ امام مرد ہو یا عورت نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔ (ردمختار۔ عالمگیری)

نماز جنازہ کا بیان

نماز جنازہ بھی ایک نماز ہے مگر یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ کہلاتی ہے۔ اگر محلہ میں سے ایک آدمی بھی ادا کر لے تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی اور اُس نے نماز جنازہ نہ پڑھی وہ سب گنہگار ہوں گے۔ نماز جنازہ کے فرض کفایہ ہونے کا انکار کرنا، قرآن مجید کے حکم مقدس کا انکار ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نماز جنازہ کا ذکر فرمایا ہے۔ اس ضمن میں پیارے نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقوں کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تَصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۖ
..... (التوبة: ۸۴) ”اور اُن میں کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا“۔ (کنز الایمان)

اس آیت مبارک میں روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ نماز جنازہ باقاعدہ ایک نماز ہے مگر اس آیت مبارک سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ اہل ایمان مسلمانوں کی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی اور اُن کی قبروں پر بھی جانا جائز ہے۔ البتہ منافق اور کافر کی نہ تو نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ ہی اُس کی قبر پر کھڑا ہوا جائے گا۔

نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَ حَتَّى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مَثَلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ ۚ ”جو شخص (ایمان کے ساتھ

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۷۱، مسلم جلد ۱ ص ۳۰، مشکوٰۃ ص ۱۴۴، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۴۱
مسند احمد جلد ۲ ص ۲، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۸، نسائی حدیث نمبر ۱۹۴۰۔

ثواب کی نیت سے مسلمان کے) جنازے کے ساتھ جائے (اور اُس کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ) اُس پر نماز جنازہ پڑھے اُس کے لئے ایک قیراط ثواب ہے اور وہ جو میت کی تدفین تک ساتھ رہے اُس کے دفن کے بعد فارغ ہو تو وہ اجر و ثواب کے دو قیراط لے کر واپس لوٹے گا۔ (عرض کیا گیا دو قیراط کیا ہیں فرمایا وہ دو عظیم پہاڑوں کی مثل ہیں یعنی دو اُحد پہاڑ کی مثل سونا تقسیم کرنے جتنا ثواب لے کر لوٹا)۔

چالیس آدمیوں کی شرکت باعثِ نجات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اُن کا بیٹا قدیدیا عسغان میں وفات پا گیا۔ آپ نے حضرت کریم ﷺ سے فرمایا، دیکھو کتنے لوگ جمع ہو گئے۔ فرماتے ہیں، میں نکلا تو دیکھا کچھ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا! کیا تم کہہ سکتے ہو، چالیس ہوں گے؟ عرض کیا ہاں! فرمایا، میت کو لاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يَشْرِكُونَ بِاللّٰهِ اِلَّا شَفَعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ ۚ (جس مسلمان کی نماز جنازہ میں چالیس آدمی (صحیح العقیدہ توحید و رسالت کی شیع کے پروانے) ایسے ہوں، جنہوں نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کے (یعنی میت کے) حق میں ضرور اُن کی شفاعت قبول فرمائے گا)۔

سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: مَا مِنْ مِّمَّتٍ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ اُمَّةٌ مِّنْ مُّسْلِمٍ جَلَدًا ۚ ۳۰۸ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۸۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۶۱ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۳۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ کنز العمال جلد ۵ ص ۵۸۲ ابن ماجہ ص ۱۰۸۔

مَنْ الْمُسْلِمِينَ يَلْعَوْنَ مِائَةً كُلَّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ اِلَّا شَفَعُوا فِيْهِ ۳ (جب کسی (صاحب ایمان) میت پر ایک سو (ایمان والے) آدمی نماز جنازہ پڑھتے ہیں (اور اُس کی بخشش کے لئے وہ تمام لوگ دعا کرتے ہیں) تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ میں ضرور اُس کی شفاعت ہوگی۔ یعنی مرنے کے بعد دعا و استغفار تو ایک طرف، جو بہت بڑا انعام ہے جو مرنے کے بعد کسی مسلمان کو ملے گا۔ جنازے میں ایک سو (۱۰۰) صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا بھی بخشش کا وسیلہ بنتا ہے۔

غیر مقلد حضرات کے استاذ وحید الزماں صاحب نے صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۲ ص ۳۸۶ میں لکھا ہے، ”میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے جنازے پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور اُن کی شفاعت میرے حق میں قبول فرمائے۔“ غیر مقلدین حضرات اپنے امام صاحب کی بات کا بغور مطالعہ کریں جو اپنے لئے شفاعت کی اُمید رکھتے ہیں اور شفاعت کے قائل ہیں۔ لہذا انکار شفاعت کے غلط نظریہ کی تقلید کی بجائے صحیح معنوں میں دین اسلام کی عنایات کو قبول کرنا چاہئے اور اُن پر عمل پیرا ہونا چاہئے تاکہ دنیا اور آخرت سنور جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةً مِّنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ ۚ (جس (صحیح العقیدہ مسلمان) پر سو اہل ایمان نماز جنازہ پڑھیں تو اُس کی مغفرت ہو جائے گی)۔

نماز جنازہ میں صفوں کی تعداد:

نماز جنازہ پڑھنے سے قبل صفوں کو طاق اعداد میں ترتیب دے لینا چاہئے، صفوں کی تعداد تین سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ اگر چند آدمی ہی ہوں تب بھی تین صفیں بنانی چاہئیں۔

۳ بخاری حدیث نمبر ۱۳۶۷ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۱ مسلم جلد ۳ ص ۳۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۶۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۲ مسند احمد جلد ۶ ص ۳۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰ ابن ماجہ ص ۱۰۸ کنز العمال جلد ۵ ص ۵۸۲۔

حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيُصَلِّي عَلَيْهِ ثَلَاثَةٌ صُفُوفٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَّا أُوجِبَ فَكَانَ مَالِكٌ إِذَا اسْتَقْلَ أَهْلُ الْجَنَازَةِ جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ ۝ ”ایسا مسلمان جس کے مرنے کے بعد مسلمانوں کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں تو اُس کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ جنت واجب فرمادیتا ہے۔ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب نماز جنازہ پڑھنے والوں کو تھوڑا دیکھتے تو انہیں اسی حدیث شریف کی رو سے تین صفوں میں بانٹ دیتے تھے۔“

مسئلہ: مستحب یہ ہے کہ پہلی صف میں بوڑھے، دوسری صف میں درمیانی عمر کے لوگ اور تیسری صف میں نوجوان اور لڑکے (بچے) کھڑے ہوں۔ بعضوں نے کہا پہلی صف میں عام لوگ۔ ۱۔

نماز جنازہ سے قبل یا بعد وعظ:

كَانَ مَالِكُ بْنُ هَبِيرَةَ إِذَا صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فَتَقَالَ النَّاسُ عَلَيْهَا جَزَأَهُمْ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ صُفُوفٍ أُوجِبَ ۝

”حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ جب جنازے پر نماز پڑھتے اگر اُس میں لوگوں کی تعداد کم دیکھتے تو اُن کے تین حصے کر دیتے پھر اُس پر نماز (جنازہ) پڑھتے۔ پھر فرماتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں، اُس کے لئے (جنت) واجب ہوگی۔“ (اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ نماز جنازہ سے پہلے یا بعد، جنازے کے متعلق تھوڑا سا وعظ کروینا جائز ہے)۔

مردوں کے ساتھ بچوں کا صف باندھنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ ۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰ ابن ماجہ ص ۱۰۸ حدیث نمبر ۱۶۸۱ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۳۹ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۱۶۶ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۳۷۔ ۲ ابن ماجہ حاشیہ جلد ۱ ص ۴۱ ۷۴۰۔ ۷۴۱ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۳۹ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۲۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّ بِقَبْرِ دُفْنٍ لَيْلًا فَقَالَ مَتَى دُفِنَ هَذَا فَقَالُوا الْبَارِحَةَ قَالَ أَفَلَا إِذْ نُسَمِّنِي قَالُوا دَفَنَاهُ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُؤَقِّظَكَ فَقَامَ فَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى عَلَيْهِ ۝ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں رات کے وقت میت کو دفن کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میت کب دفن کی گئی؟ لوگوں نے عرض کیا گزشتہ رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں دی؟ لوگوں نے عرض کیا ہم نے اسے اندھیری رات میں دفن کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کرنا مناسب نہ جانا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم (اُس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کے لئے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے صف باندھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں بھی اُن لوگوں میں تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس پر نماز جنازہ پڑھی۔“

ف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حجۃ الوداع تک بالغ نہ ہوئے تھے انہوں نے اُس زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز جنازہ پڑھی۔
مسئلہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں بچے مردوں کے ساتھ صفوں میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔

جنازے پر نماز کا مشروع ہونا:

بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ ۹

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں مذکور بالا ایک باب باندھا ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی شخص جنازے پر نماز پڑھے“ (حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جنازے کی نماز ایک نماز ہے صرف دُعا کی طرح نہیں۔ اسے ”صلاة“ کہا گیا ہے حالانکہ اس میں نہ رکوع نہ سجدہ اور اس میں بات چیت کی بھی اجازت نہیں۔ اس میں (ثنا وُرد شریف اور دُعا) تکبیر اور سلام ہے)

۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔ ۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔

کس وقت نماز جنازہ نہ پڑھی جائے؟

إِنَّ بَنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ ۚ وَلَا تُصَلِّيَ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا ۚ
”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ وہ بغیر وضو کے نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی طلوع شمس اور غروب شمس کے وقت نماز پڑھتے تھے۔“
نماز جنازہ کون پڑھائے؟

وَقَالَ الْحَسَنُ أَذْرَكْتُ النَّاسَ وَاحْفَظْهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ
مَنْ رَضَوْهُ لِفَرَائِضِهِمْ وَإِذَا أَحْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ
يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَيَمَّمُ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يُصَلُّونَ
يَدْخُلُ مَعَهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ ۚ
”حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا میں نے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ نماز جنازہ میں اس کو امامت کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے جس کو فرض نماز میں امامت کا حقدار جانتے اور جب کوئی عید کی نماز یا جنازہ کی نماز میں بے وضو ہو جائے، وہ پانی تلاش کرے اور تیمم نہ کرے اور جب جنازہ کے پاس جائے، جبکہ (وہ لوگ) نماز جنازہ پڑھ رہے ہوں تو تکبیر کہہ کر اُن کے ساتھ شامل ہو جائے۔“ (اگر کچھ نماز رہ گئی ہو تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اُس کو مکمل کر لے)۔

تین اوقات میں نماز جنازہ کی ممانعت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهَا وَأَنْ نُقْبِرَ فِيهَا
مَوْتَانَا ۚ إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفِعَ بَارِغَةً وَحِينَ يَقُومُ قَائِمٌ

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۶۷ مؤطا امام مالک ص ۲۱۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۳۵ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸
ص ۱۲۳۔ ۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶۔ ۲۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸ ص ۱۲۳ فتح
الباری جلد ۳ ص ۲۳۳ عمدة القاری جلد ۴ ص ۸ ص ۱۲۵۔ ۳۔ شرح السنہ جلد ۸ ص ۳۵۸۔

الظُّهْرِ حَتَّى تَمِيلَ وَإِذَا تَضَيَّقَتِ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ ۚ
”تین اوقات میں رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھنے اور میتوں کو دفنانے سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس ارشاد سے کہ ”مردوں کو دفن سے منع فرماتے“ (أَنْ نُقْبِرَ فِيهَا مَوْتَانَا) کے معنی یہ ہیں کہ جنازہ کی نماز سے منع فرماتے تھے۔ ایک تو جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دو پہر ہو۔ جب تک زوال ختم نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے۔ جب تک کہ پورا ڈوب نہ جائے۔“

مرد اور عورت کا اکٹھا جنازہ، نماز کے لئے کیسے رکھا جائے؟

حضرت حارث بن نوفل علیہ الرحمہ کے غلام حضرت عمار علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةَ أُمِّ كُلْثُومٍ وَابْنِهَا فَجُعِلَ الْغُلَامُ مِمَّا يَلِي الْإِمَامَ فَانْكَرْتُ ذَلِكَ وَفِي الْقَوْمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ سَعِيدٍ وَالْخُدْرِيُّ وَابْنُ قَتَادَةَ وَابْنُ هُرَيْرَةَ فَقَالُوا هَذِهِ السَّنَةُ ۚ
”میں (حضرت) اُمّ کلثوم (رضی اللہ عنہا) اور اُن کے بیٹے کے جنازے میں حاضر ہوا تو لڑکے کا جنازہ امام کے پاس (محاذی یعنی روبرو) رکھا گیا اور عورت کا جنازہ امام سے دُور رکھا گیا میں نے اس سے انکار کیا تو اُس وقت وہاں لوگوں میں حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اُن سب نے کہا یہ سنت ہے۔“ (یعنی دو اکٹھے جنازے ہوں تو نماز میں مرد کا جنازہ امام کے قریب اور عورت کا جنازہ مرد کے جنازے سے پرے (آگے) ہونا چاہئے۔

مسئلہ: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کر لیں اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں اور اس صورت میں جو افضل ہے اُس کی پہلے پڑھیں۔ (بہار شریعت)

۱۔ شرح السنہ جلد ۴ ص ۳۵۸ مسلم جلد ۲ ص ۲۷۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۸۹ مسند احمد جلد ۴ ص ۱۵۲ مسند ابوعوانہ جلد ۱ ص ۳۸۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۳ ابن ماجہ ص ۱۱۰ ابوداؤد جلد ۴ ص ۹۸ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔ ۵۔ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۹۔

عورت کی نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو؟

حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: صَلَّيْتُ وَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ امْرَأَةً مَاتَتْ فِي نَفْسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلَاةِ وَسَطَهَا ۱۶ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک عورت پر نماز جنازہ پڑھی، جو نفاس میں مری تھی، تو آپ ﷺ اُس کی چار پائی کے درمیان کھڑے ہوئے۔“

امام نماز پڑھاتے وقت کہاں کھڑا ہو؟

حضرت ابو غالب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں سکتہ المرید (ایک موضع کا نام ہے) میں تھا ایک جنازہ نکلا۔ اُس کے ساتھ بہت لوگ تھے۔ لوگوں نے کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا جنازہ ہے۔ یہ سن کر میں بھی اُن کے پیچھے ہو چلا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا باریک کبل اوڑھے ہوئے ایک چھوٹی راس کے گھوڑے پر سوار ہے اور اپنے سر پر دھوپ سے بچاؤ کے لئے ایک کپڑا ڈالے ہوئے ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون زمیندار ہے؟ لوگوں نے کہا یہ (حضرت) انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ (گھوڑے سے اترے اور نماز جنازہ پڑھانے کے لئے) کھڑے ہوئے۔

صَلَّى عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ فَقَامَ حَيَالُ رَأْسِهِ فَجِئْتُ بِجَنَازَةِ أُخْرَى بِامْرَأَةٍ فَقَالُوا يَا أَبَا حَمْزَةَ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَامَ حَيَالُ وَسَطِ السَّرِيرِ فَقَالَ لَهُ الْعَلَاءُ بْنُ زِيَادٍ يَا أَبَا حَمْزَةَ هَكَذَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ الْجَنَازَةِ مُقَامَكَ مِنَ الرَّجُلِ وَقَامَ مِنَ الْمَرْأَةِ مُقَامَكَ مِنَ الْمَرْأَةِ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ احْفَظُوا ۱۷

”ایک مرد کی نماز جنازہ پڑھی تو اُس کے سر کے مقابل کھڑے ہوئے۔ پھر دوسرا جنازہ لایا گیا جو عورت کا تھا۔ حضرت ابو غالب رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھو۔ اس پر وہ تابوت کے بیچ میں کھڑے ہوئے۔ حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۵۔ بخاری حدیث نمبر ۱۳۳۱ مسلم حدیث نمبر ۹۶۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۵ نسائی حدیث نمبر ۱۹۷۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۳۹۳۔ علی ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۹ ابن ماجہ ص ۱۰۸ ابن ماجہ مترجم جلد ۳ ص ۱۳۲ ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۰۔

رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابو حمزہ رضی اللہ عنہ! کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح دیکھا مرد اور عورت کے جنازے میں کھڑے ہوئے تھے جہاں تم کھڑے ہو۔ انہوں نے کہا ہاں! پھر ہماری طرف منہ کیا اور کہا (اس مسئلہ کو) یاد رکھو۔“

نماز جنازہ پڑھنے میں دیر نہ کی جائے:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا تُؤَخِّرُوا الْجَنَازَةَ إِذَا حَضَرَتْ ۱۸ ”جب میت تیار ہو جائے تو جنازے کی نماز میں دیر مت کرو۔“ (مگر جب فرض نماز کے قضاء ہونے کا ڈر ہو تو پہلے فرض نماز ادا کی جائے، بعد ازیں نماز جنازہ اور تدفین میت)۔

بچے پر نماز جنازہ پڑھنا:

۱۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: الْطِفْلُ يُصَلَّى عَلَيْهِ ۱۹ ”بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔“

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِذَا اسْتَهْلَ الصَّبِيُّ صَلَّيْ عَلَيْهِ وَوَرِثَ ۲۰ ”جب بچہ (پیدا ہوتے وقت) روئے تو اُس پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ وارث بھی ہوگا۔“ (جو بچہ مردہ پیدا ہو اُس پر نماز جنازہ نہیں)۔

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بچوں پر نماز جنازہ پڑھو، وہ تمہارے پیش خیمہ ہیں۔“ (آخرت میں تمہارے لئے جنت میں مقام تیار کریں گے)۔

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ روئے ورجم ﷺ نے فرمایا: الْطِفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرِثُ وَلَا يُورِثُ حَتَّى

۱۸ ابن ماجہ ص ۱۰۸ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۳۔ ۱۹ ابن ماجہ ص ۱۰۹ ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۰۔ ۲۰ ابن ماجہ ص ۱۰۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۸ نصب الراية جلد ۲ ص ۲۷۸۔ ۲۷۷ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۳۸۸۔

يُسْتَهْلُ ۲۱ (لڑکے) کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ وہ کسی کا وارث ہوتا ہے اور نہ اُس کا کوئی وارث ہوتا ہے جب تک وہ پیدا ہونے کے بعد روئے اور چلائے نہیں۔ بچے کا نام بھی رکھا جائے فوت شدہ پیدا ہو یا بعد ولادت مر جائے۔

غائبانہ نماز جنازہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ الْيَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ ۲۲ ”نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ نے لوگوں کو شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے وفات پائی تو حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عید گاہ تشریف لے گئے اُن کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں کہیں۔“

شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ سے بعض لوگوں نے غائبانہ نماز جنازہ کا مسئلہ اخذ کیا ہے۔ مگر اُن کی یہ دلیل کمزور ہے اس لئے کہ نماز غائبانہ صرف حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ نے پڑھائی، جبکہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے کبھی نہیں پڑھائی۔ بارہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شہادتوں اور اموات کی خبریں آتی تھیں مگر آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی کی نماز جنازہ غائبانہ نہ پڑھاتے تھے، نہ پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور نہ ہی کسی حدیث شریف میں رسول کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کا حکم مبارک ہے کہ لوگو! اپنے مرنے والوں کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھا کرو۔

جن روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاویہ بن معاویہ مرنے (جو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے) اُس وقت آپ ﷺ تبوک میں تھے) حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پڑ جو جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے، کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی۔ ان نمازوں کی وجہ یہ ہے کہ حضرت جبریل امین رضی اللہ عنہ نے اُن کی میتوں کو حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا۔ ۲۱ زندی جلد ۱ ص ۲۰۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۰۸ بخاری جلد ۷ ص ۱۷۱ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۰ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے الفاظ ہیں: ”كُشِفَ لِلنَّبِيِّ ﷺ عَنِ النَّجَاشِيِّ حَتَّى رَأَاهُ وَصَلَّى عَلَيْهِ“ ۲۳ لہذا یہ نماز حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے خصوصی اختیار و اعجاز میں سے ہے، کیونکہ میت کا امام کے آگے ہونا کافی ہے مقتدی دیکھیں یا نہ دیکھیں اور نہ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ ہر صحابی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ جب کہ جو رات میں دفن کر دیئے جاتے اُن کی قبر پر جا کر نماز جنازہ پڑھاتے۔ فقہ حنفی میں یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ جنازہ کی نماز حاضر میت پر ہو سکتی ہے نہ کہ غائب پر۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمُصَلِّي وَالْمَسْجِدِ ۲۴

”باب عید گاہ اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔“

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجُلٍ فَنَهَمُوا وَامْرَأَةً زَنِيًا فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيبًا مِّنْ مَّوْضِعِ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ ۲۵ ”یہ کہ یہودی، نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے پاس ایک یہودی مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے، جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اُن کو رجم کرنے کا حکم فرمایا اور مسجد کے پاس جنازہ کی جگہ کے قریب اُن کو سنگسار کیا۔“

(ف) ابن بطال علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث شریف سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ نے مسجد کے قریب جنازوں کی نماز پڑھنے کے لئے جگہ معین کر رکھی تھی۔ اگر مسجد میں نماز جنازہ ہوتی تو مسجد کے باہر اُس کے لئے جگہ متعین نہ فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ ۲۶ ”یعنی ۲۳ مرآۃ جلد ۷ ص ۳۶۸ حاشیہ نمبر ۳۲۳ بخاری جلد ۷ ص ۱۷۱ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۵ عمدۃ القاری جلد ۳ ص ۱۳۱۔ ۲۵ بخاری جلد ۷ ص ۱۷۱ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۷۱ فتح الباری جلد ۳ ص ۲۵۶۔ ۲۶ ابن ماجہ ص ۱۱۰ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۵ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۴۳ مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۲۷۵۔

جو شخص مسجد میں جنازے پر نماز پڑھے اُس کے لئے اس میں کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت اس طرح ہے: مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ ۚ ”جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اُس پر کوئی چیز نہیں۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی۔ ۲۸

دوسری سند سے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) بیضاء رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں سہیل اور اُس کے بھائی کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں صالح مولیٰ التومہ ہے:

جرح: حضرت ابن حبان علیہ الرحمہ نے (کتاب الضعفا) میں ذکر کیا ہے کہ آخر عمر میں مولیٰ التومہ کو اختلاط ہو گیا تھا اور وہ نئی حدیث کا قدیم حدیث سے امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابن عدی علیہ الرحمہ نے کہا یہ حدیث صالح کی منکر احادیث میں سے ہے۔ اسی لئے آئمہ کرام نے اس حدیث میں طعن کی اور کہا صالح ضعیف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے تمام راوی ثقہ ہیں ان کی حدیث قابلِ حجت ہے اس میں کسی کا نزاع (یعنی جھگڑا نہیں)۔ عجلی نے صالح کو ثقہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ اس کی حدیث قابلِ حجت ہے اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے ان سے سماع حدیث اُس وقت ترک کر دیا جب وہ بوڑھے ہو گئے اور ان کو اختلاط ہو گیا تھا اور اختلاط (آمیزش) سے پہلے جس نے اس سے حدیث بیان کی وہ قابلِ حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے کہا اختلاط سے پہلے ان سے مسموع (یعنی سنی گئی) احادیث حجت ہیں اور ابن ابی ذئب نے یہ حدیث اختلاط سے پہلے صالح سے سنی تھی۔ لہذا یہ

یحیٰی ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۸-۹۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۹۸ ابن ماجہ ص ۱۱۰

حدیث قابلِ حجت ہے اور ”مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے کچھ ثواب نہیں ملتا۔“ اور اس حدیث سے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی خبر ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ”حالِ اباحت“ (یعنی جب اجازت تھی) میں کیا تھا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ”نہی“ ہے جس سے پہلے اباحت (اجازت) تھی۔ لہذا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث شریف اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تاریخ ہے۔ ۲۹ اور جب اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کا انکار کیا۔ ۳۰ اس سے مذکورہ نسخ کی تائید ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں نہیں پڑھائی بلکہ عید گاہ میں پڑھائی تھی۔ اگر نماز جنازہ مسجد میں جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عید گاہ میں نہ لے جاتے۔ معلوم ہوا مسجد میں نماز جنازہ ممنوع ہے۔ احناف اور مالکیہ کا یہی فتویٰ حجت ہے۔ ۳۱

قبر پر نماز جنازہ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَتَى رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْرًا فَقَالُوا هَذَا ذُفْنٌ أَوْ ذُفْنَتِ الْبَارِحَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَفَقْنَا خَلْفَهُ ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهَا ۳۲ ”نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کی قبر کے پاس سے گزرے جسے رات کے وقت دفن کیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے) پوچھا۔ الف۔ اس قبر والے کو کب دفن کیا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا گزشتہ رات۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ یہ لوگوں نے عرض کیا ہم نے اسے رات کی تاریکی میں دفن کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو

۲۹ عمدة القاری جلد ۲ ص ۸۸ تنقیح البخاری جلد ۲ ص ۳۸۵۔ ۳۰ عمدة القاری جلد ۲ ص ۸۷ ص ۱۱۹۔ ۳۱ ایضاً۔ ۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ بخاری جلد ۱ ص ۷۷ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹۔

بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے صفیں باندھیں۔ بج پھر آپ ﷺ نے اُس پر نماز پڑھی۔

الف: اس لئے پوچھا کہ پوچھنا سنت ہو جائے۔ ب: یہ اس لئے فرمایا تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے کہ کسی کے مرنے پر لوگوں کو اطلاع کرنی چاہئے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ خود ہی تشریف لے آتے تو ہر ایک کے لئے خود ہی آنا سنت ہو جاتا جبکہ رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ تو اپنے علم کی وجہ سے آجاتے تو عام لوگوں کے لئے مشکل ہو جاتا۔ پوچھنے میں بھی حکمت تھی۔ بج معلوم ہوا قبر پر بھی باجماعت نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ قبر پر نماز پڑھنا ولی کا حق ہے اور رسول کریم ﷺ ساری امت کے ولی ہیں۔

”النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ النَّفْسِ” اگر ولی کے علاوہ اور لوگ دوبارہ نماز پڑھ لیں تو ولی کو بھی دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا حق حاصل ہے۔ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز جنازہ پڑھ لی تھی، مگر جب رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے اُس کی قبر پر نماز پڑھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دوبارہ نماز پڑھی۔ اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رات کو میت دفن کرنے میں حرج نہیں۔ چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم رات ہی کو دفن ہوئے، جناب سرکار کائنات ﷺ صبح صادق ہونے سے پہلے دفن کئے گئے۔ جن روایات میں رات کو دفن کی ممانعت ہے وہ اوائل اسلام کی بات ہے اور وہ منسوخ ہے۔ ۳۳

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُورُ مَسْلُوَةٌ ظُلْمَةٌ عَلٰی اَهْلِهَا، وَاِنَّ اللّٰهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِنِيْ عَلَيْهِمْ ۳۴ ”بے شک یہ قبریں اپنی میتوں پر تاریکی سے بھری ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ میرے نماز جنازہ پڑھنے (کی

۳۳ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۵ تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۷۹ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲ ص ۸۷ ص ۱۲۰۔ ۳۴ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۵ بخاری جلد ۸ ص ۷۸ مسلم جلد ۸ ص ۳۱۰۔

برکت) سے انہیں نورانی کر دیتا ہے۔

وہ لوگ جن کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی:

مسئلہ: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں یعنی (۱) باغی جو امام برحق پر خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے (۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اس کو غسل دیا جائے نہ نماز جنازہ پڑھی جائے مگر جب کہ بادشاہ اسلام نے اُس پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑا گیا نہ مارا گیا ویسے ہی مر گیا تو بھی غسل و نماز ہے (۳) جو لوگ نہ حق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشا دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو اُن کی بھی نماز نہیں ہاں اُن کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے (۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے (۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز پڑھی نہ جائے (۶) جس نے اپنے ماں یا باپ کو مار ڈالا اُس کی بھی نماز نہیں (۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اُس حالت میں مارا گیا اُس کی بھی نماز نہیں۔ (عالمگیری در مختار وغیرہما)

نوٹ: آج کل دہشت گرد مسلمانوں کو خود کار اسلحہ سے نشانہ بنا رہے ہیں وہ خود مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: جس نے خودکشی کر لی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اُس کے جنازے کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو جو شخص رحم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا اسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری در مختار وغیرہما)

نماز جنازہ کی چار تکبیریں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) کی موت کی خبر دی اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ عید گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور لوگوں نے صفیں بنائیں اور چار تکبیریں

کہیں۔ ۳۵

ف: آئمہ اربعہ کا چار تکبیر نماز جنازہ پر اتفاق ہے۔ علماء سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے سب سے آخر جو مروی و منقول ہے وہ چار تکبیریں ہیں اور اسی پر اتفاق ہے۔ ۳۶

نماز جنازہ کس پر واجب ہے؟

نماز جنازہ واجب ہونے کے لئے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہیں یعنی (۱) قادر ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عاقل ہونا اور (۴) مسلمان ہونا۔ نماز جنازہ میں ایک بات زیادہ ہے یعنی موت کی خبر ہونا۔ ۳۷

شرائط: نمازی کے لئے شرائط (۱) جسم، جگہ اور کپڑوں کا پاک ہونا (۲) ستر عورت (۳) قبلہ رو ہونا (۴) نیت (۵) امام کا بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ ۳۸

رکن: تکبیر تحریمہ رکن ہے۔ ۳۹

مسئلہ: جوتا پہن کر یا جوتے کے اوپر کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اگر جوتا ناپاک تھا تو نماز نہ ہوگی۔ اس لئے نماز جنازہ پڑھتے وقت جوتا اتار کر آگے یا پیچھے کر لیا جائے اور جوتے کے اوپر بھی نہیں کھڑے ہونا چاہئے۔

نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرائط

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔

مسئلہ: میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اُس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے۔ اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

۳۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۳۹ بخاری جلد ۱ ص ۶۶۶ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹ موطا امام مالک ص ۲۰۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۳ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸۔ ۳۶ اربعۃ المصنوعات مترجم جلد ۲ ص ۸۳۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۰ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸۔ ۳۷ بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۳۲۔ ۳۸ ایضاً۔ ۳۹ ایضاً۔

مسئلہ: مسلمان کو دار الحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اٹھا لیا پھر مسلمان کے یہاں مرا تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔ (عالمگیری)

(۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔

مسئلہ: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تنہا کر لیا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی اور دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی تو کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی میت کو غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے لہذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل کروانا ناممکن ہے لہذا اب ہو جائے گی (رد المحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا لہذا نائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر مگر قریب ہو اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو تو نماز نہیں ہوگی۔

(۵) جنازہ مصلیٰ کے آگے قبلہ کو ہونا اگر مصلیٰ کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر قبلہ کے جاننے میں غلطی ہوئی یعنی میت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقت قبلہ کو نہیں تو موضع تحری کی، نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔ (در مختار)

(۶) میت کے جسم کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔

(۷) میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میت ہے تو اُس کا کوئی حصہ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصہ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے (رد المحتار)

نمازِ جنازہ کے ارکان:

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں دو رکن ہیں چار بار اللہ اکبر کہنا اور قیام۔ بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نمازِ جنازہ پڑھی نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اُس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوئی۔ (در مختار رد المحتار)

نمازِ جنازہ میں کتنی چیزیں سنتِ مؤکدہ ہیں؟

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سنتِ مؤکدہ ہیں (۱) اللہ عزوجل کی حمد و ثناء (۲) نبی کریم روف و رحیم ﷺ پر دُرود شریف (۳) میت کے لئے دُعا۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ:

نمازِ جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ دونوں کانوں کی ٹوٹک اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے۔ پھر ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہے اور دُرود شریف پڑھے افضل ہے کہ وہ دُرود شریف پڑھے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھے جب بھی حرج نہیں پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دُعائیں پڑھے جو احادیث مبارکہ میں وارد ہیں اور ماثورہ دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ امورِ آخرت سے متعلق ہو۔ (جوہر دیر عالمگیر در مختار وغیرہ)۔

نمازِ جنازہ

نمازِ جنازہ، جنازہ گاہ یا کھلی جگہ پر پڑھی جاتی ہے۔ میت کو سامنے رکھ کر اُس کے وسط میں امام کھڑا ہو جاتا ہے اور پیچھے مقتدیوں کی تین، پانچ، سات طاق صفیں بنائی جاتی ہیں۔

نیت: چار تکبیر نمازِ جنازہ، فرض کفایہ، ثناء اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے لئے، دُرود

شریف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر، دُعا حاضریت کے لئے، پیچھے اس امام صاحب کے، منہ طرف قبلہ شریف کے۔ اللہ اکبر۔

ثناء سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَّاؤُكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ط

ثناء کے بعد امام صاحب اونچی آواز سے اللہ اکبر کہیں گے لیکن دونوں ہاتھ کانوں کی ٹوٹک نہیں اٹھائیں گے۔ اسی طرح تمام مقتدی بھی اللہ اکبر کہیں گے مگر تکبیر آہستہ آواز سے کہیں گے بعد ازیں امام اور مقتدی کبھی دُرود شریف پڑھیں گے۔

دُرود شریف اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
دُرود شریف کے بعد تیسری تکبیر کہی جاتی ہے اور دُعا کی جاتی ہے۔

نمازِ جنازہ میں دُعا

مرد و عورت کے لئے اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَأَنْتَانَا اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنْ أَقَابِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْ أَقَابِهِ عَلَى الْإِيمَانِ ط

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضرین کو اور ہمارے غیر حاضر لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو۔ اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اُسے ایمان پر موت دے۔“

دُعا کے بعد چوتھی تکبیر **اَللّٰهُ اَكْبَرُ** کہہ کر دونوں ہاتھ گرا دیئے جائیں گے اور کھڑے کھڑے سلام پھیر لیا جائے گا۔ عام طور پر جس طرف سلام پھیرا جاتا ہے اُسی طرف کا ہاتھ چھوڑا جاتا ہے یہ غلط ہے چوتھی تکبیر کے بعد دونوں ہاتھ دونوں طرف سلام پھیرنے سے پہلے گرانے چاہئیں۔

نماز جنازہ میں ہر مقتدی کو شاء، دُرود شریف اور دُعا پڑھنا ہوتی ہے۔

تالبع لڑکے کے لئے دُعا **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا جَرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا**

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس بچے کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنادے۔“

تالبع لڑکی کیلئے دُعا **اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا جَرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً**

”اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس بچی کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنا۔“

والدین اور اولاد کے حقوق

ترتیب و اولاد

منیر احمد یوسفی

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

پہلی: ۱۵۰ روپے

تالیف

ادیب و دانشور شاعر اہلسنت و جماعت علامہ حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی گیلانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

لاہور، پاکستان

۱۱

پبلشر: جامع مسجد گیشہ - 977 ہاک B-III گجر پورہ (چائے) سکیم لاہور - 042-36846677

دفن میت

”دفن“ کے معنی ہیں ”چھپانا“ مگر یہاں میت کو قبرستان یا زمین میں گاڑنے (گاڑنے سے مراد سیدھا کھڑا کرنا نہیں بلکہ لٹا دینا ہے جیسے انسان سوتا ہے) یا دبا دینے کا نام دفن ہے۔ اسی لئے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہاتھیل کو دفن کیا گیا۔

سب سے پہلا قتل اور دفن میت:

اس دنیا میں سب سے پہلا قتل قابیل نے کیا کہ اُس نے اپنے بھائی حضرت ہاتھیل (قتل) شہید کر دیا۔ **فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ** **فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ** ۱۰ ”تو اُس (قابیل) کے نفس نے اُسے اپنے بھائی (حضرت ہاتھیل) کے قتل پر ابھارا تو اُسے قتل (شہید) کر دیا اور خسار پانے والوں میں ہوا۔“ (قتل پتھر کے ذریعے ہوا) اور قتل مایہ کرمہ میں واقعہ ہوا۔ اُس وقت حضرت ہاتھیل (علیہ السلام) کی عمر بیس سال تھی۔ قتل کرنے کے بعد قابیل چھپتا رہا کہ اب اپنے مقتول بھائی کی نعش کا کیا کروں؟ تو **فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يُّنَادِي فِي الْأَرْضِ لِيُرِيَهُ كَيْفَ يُوَارِي سَوْءَ أَخِيهِ** ۱۱ ”تو اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے ایک کوا بھیجا زمین کر دیتا کہ اُسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی نعش کو چھپائے۔“

قابیل کے سامنے دو کوءے لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوءے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کریدی اور ایک گڑھا بنا کر مرے ہوئے کوءے کو اُس میں رکھا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ جب قابیل نے دیکھا کہ ایک کوءے نے دوسرے کوءے کو کس طرح دفن کیا ہے تو کہنے لگا: **يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَعْبَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِي سَوْءَ أَخِي** ۱۲ **فَأَصْبَحَ مِنَ التَّائِمِينَ** ۱۳ ”ہائے خرابی

میں اس کو بے جیسا بھی نہ ہو سکا کہ میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپاتا تو پچھتاوا رہ گیا۔
میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور
چاروں طرف دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (عالمگیری) ۳۔
قبر کی قسمیں:

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی دوسری شق یعنی صندوق۔
دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن زمین مضبوط ہو تو لحد افضل ہے۔ ”اس وجہ سے کہ
مردے پر مٹی گرانا اس میں نہیں ہوتا جو اکرام اور ادب کے خلاف ہے۔“ ۵۔ یعنی
میت کے کفن پر مٹی گرانا درست نہیں۔

۱۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: کَانَ بِالْمَدِينَةِ رَجُلَانِ أَخَذَهُمَا يَلْحَدُ
وَالْأَخْرَ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوا أَيُّهُمَا جَاءَ أَوْ لَا عَمِلَ عَمَلَهُ فَجَاءَ الَّذِي
يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ۱۔

”مدینہ منورہ میں دو شخص تھے ایک بغلی (قبر) کھودتا تھا دوسرا بغلی نہیں
(بلکہ صندوق)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ان میں جو پہلے آئے، وہ اپنا کام کر لے تو بغلی
کھودنے والا ہی (پہلے) آیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی۔“

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صندوق قبر منع نہیں ورنہ حضرت سیدنا
۳۔ قبر و دفن کا بیان بہار شریعت حصہ سوم۔ ۴۔ شق کے معنی یہ ہیں کہ اول مستطیل زیادہ چوڑائی
اور لمبائی کھودیں پھر اُس کے درمیان میں دوسرا مستطیل لمبائی میں میت کے قد سے کچھ زیادہ اور
چوڑائی میں میت کی جسمانی چوڑائی سے کچھ زیادہ کھودیں۔ گہرائی میں میت کے نصف قد یا پورے
قد کے مطابق کھودیں دوسرے مستطیل میں میت کو قبلہ رو رکھیں۔ پھر قبر کو تختوں وغیرہ سے بند کر کے
مٹی ڈالیں اور سطح زمین سے تقریباً ایک فٹ بلند رکھیں۔ یہی طریقہ شق ہے اور یہی پاکستان اور
برصغیر کا معمول ہے۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف باب دفن میت)۔ ۵۔ حاشیہ ابن ماجہ از وحید
الزماں غیر مقلد جلد ۱ ص ۶۹۔ ۱۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۲، ابن ماجہ ص ۱۱۳ السنن الکبریٰ
للبیہقی جلد ۳ ص ۸۰۸۔

ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ایسی قبر نہ کھودا کرتے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم
ان دونوں کو پیغام نہ بھیجتے اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر کھودنا جانتے تھے مگر وہ دونوں
حضرات قبریں کھودنے میں بہت مشاق تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول
کریم رؤف وریم ﷺ نے فرمایا: اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِعِزِّنَا ۱۔ ”بغلی قبر
ہمارے لئے ہے، ہمارے سوا کے لئے صندوق“۔ (مطلب یہ کہ ہماری قبر انور انشاء
اللہ لحد ہوگی یعنی بغلی۔ ہمارے علاوہ بعض امتیوں کی قبریں صندوقی بھی ہوں گی۔
اگرچہ بغلی قبر بہتر ہے لیکن صندوقی قبر ناجائز نہیں)۔

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں
کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرض وفات میں فرمایا: اَلْحَدُّوا لِي لِحْدًا
وَانْصِبُوا عَلَيَّ اللَّيْنِ نَضْبًا كَمَا صَنَعَ بِرَسُولِ اللَّهِ ۲۔ ”میرے لئے بغلی قبر
کھودنا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لئے کی گئیں۔“

بغلی قبر یہ ہے کہ پہلے زمین کو سیدھا کھودا جائے پھر قبلہ کی جانب میت کے
جسم کے مطابق کھودائی کی جائے اور جو دروازہ سا بن جائے، اُسے پچی اینٹوں یا پتھر
سے بند کیا جائے کیونکہ یہاں بلا وجہ پچی اینٹ لگانا لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کے لئے خاص ہے۔ (بہار شریعت)

مسئلہ: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ
ہے مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ
عالمگیری و مختار)

مسئلہ: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اُس میں مٹی بچھا دیں اور
دائیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں ”لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔ (بہار شریعت)

۱۔ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۲، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، ابن ماجہ ص ۱۱۲، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۵، السنن
الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۰۸، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲، ۵۔ شرح السنۃ جلد ۳ ص
۲۶۵، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔

مسئلہ: قبر کے اُس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہو چکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پختی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ آمین! (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ)

دُفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمْ يُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَجَلَسْنَا مَعَهُ ۙ ”ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازے پر گئے، جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔“ ابن ماجہ میں وَزَادَ فِي آخِرِهِ كَانَ عَلَى رُؤُوسِنَا الطَّيْرُ ۙ ”اس حدیث شریف کے آخر میں یہ زیادہ ہے (ہم ایسے بیٹھے کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے۔“

مسئلہ: میت کے دُفن سے قبل بیٹھنا جائز ہے۔ ہاں اُس وقت ہر قسم کی دنیاوی گفتگو یا کھیل کود میں مشغول ہونا برا ہے۔ یا دالہی میں مشغول ہونا یا خوفِ قبر اور عذابِ قبر کے خیال سے غور و فکر کے لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔

میت کو قبلہ شریف کی طرف سے قبر میں داخل کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأَسْرَجَ لَهُ بِسِرَاجٍ فَأَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللَّهُ إِنَّ كُنْتَ لَا وَهًا تَلَاةٌ لِلْقُرْآنِ ۙ ”نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ رات کے وقت قبرستان میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ جلا دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ نے میت کو قبلہ کی طرف

۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، ابن ماجہ ص ۱۱۲، مشکوٰۃ ص ۱۳۹، نسائی حدیث نمبر ۲۰۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۷، مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶۹۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۹۔ ۱۱ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۷، مشکوٰۃ ص ۱۳۸۔

سے لیا اور فرمایا، اللہ (تبارک و تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت کرنے والے تھے۔“ (امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن فرمایا ہے)۔

مسئلہ: دُرنختار میں ہے: مستحب یہ ہے کہ میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کریں اس طرح کہ اُسی سمت سے اُتاریں۔ ۱۲

مسئلہ: عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں (بہار شریعت بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دُفن کر دیا اور بعض ورثاء موجود نہ تھے اُن ورثاء کو کھودنے کی اجازت ہے۔ کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا، مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔ (بہار شریعت)

قبر میں کبیل ڈالنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: جُعِلَ تَحْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينْ دُفِنَ قَطِيفَةً حُمْرَاءُ ۙ ”جب رسول اللہ ﷺ کو قبر انور میں دُفن کیا گیا تو آپ ﷺ کی قبر انور میں سرخ کبیل ڈالا گیا۔“

یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کے غلام (شقران) بے تابانی میں قبر انور میں داخل ہوئے اور سرخ دھاری دار کبیل بستر کی طرح زمین پر بچھا دیا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اعتراض یا انکار نہیں کیا۔ لہذا یہ فعل شریف بالکل جائز ہوا۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ شہداء اور اولیاء اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے قبر میں کچھ بچھانا درست نہیں، کیونکہ زمین نبی کریم ﷺ روئے ورجیم ﷺ کا نہ تو جسم کھا سکتی ہے اور نہ ہی کفن و بستر، لہذا اس میں مال کا ضیاع نہیں۔

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندشیں کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ

۱۲ دُرنختار باب صلوٰۃ الجنازہ جلد ۱ ص ۱۲۳، مطبع مجتہائی دہلوی (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ ۱۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، حدیث نمبر ۲۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹، مسلم حدیث نمبر ۹۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۸، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۵۵۔

کھولیں تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت، بحوالہ جوہرہ)

مسئلہ: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے سخت لگانے تک قبر کو کپڑے سے چھپائے رکھیں نیز عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں۔ (بہار شریعت)

میت کو قبر میں اتارنے کے لئے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب حضرت فضل بن عباس اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور انہوں نے ہی (حضور نبی کریم رؤف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کو) قبر انور میں رکھا۔ راوی کہتے ہیں: **مَرْحَبٌ أَوْ ابْنُ مَرْحَبٍ إِنَّهُمْ أَذْخَلُوا مَعَهُمْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا فَرَّغَ قَالَ عَلِيٌّ إِنَّمَا يَلِي الرَّجُلَ أَهْلُهُ** ۱۴

”مرحب یا ابنِ مرحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ جب فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہر آدمی کے کام اُس کے گھر والے کیا کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں: **عَنْ أَبِي مَرْحَبٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَانَ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِمْ أَرْبَعَةً** ۱۵

”حضرت ابو مرحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور میں اترے تھے۔ گویا میں اُن چاروں کو دیکھ رہا ہوں۔“ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ)۔

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سرخ بگری:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: **فَقُلْتُ: يَا أَمَاهُ اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَاحِبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَكَشَفَتْهُ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ، لَا مُشْرِفَةَ وَلَا لَا طِنَةَ مَبْطُوحَةٍ بِسَطْحَاءِ الْعَرَصَةِ الْحُمْرَةِ** ۱۶ ”میں نے (ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مومنہ منسره رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا: اناں جی! مجھے نبی کریم رؤف ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور اُن کے ساتھیوں کی قبریں (کمرہ کا دروازہ) کھول کر دکھائیں۔ آپ نے میرے سامنے تین (نورانی) قبروں کا دروازہ کھولا (تو میں نے دیکھا کہ مقدس) قبور نہ بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین کے برابر تھیں۔ اُن پر میدان کی طرح سرخ بگری بچھی ہوئی تھی۔“

اس سے معلوم ہوا قبر انور کی اوپر والی بیرونی سطح اول ہی سے محض کچی نہ تھی بلکہ اُس پر سرخ بگری بچھی ہوئی تھی۔

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ يَقَالُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُقَدَّمٌ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَيْهِ رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۷ ”حضرت ابو علی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) ابو بکر (صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں پاؤں (مبارک) کے پاس (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) ہیں تو (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (فاروق رضی اللہ عنہ) کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی قدموں کے برابر ہے۔“

قبر میں اتار تے وقت کیا پڑھیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم

رووف ورجیم ﷺ جب میت کو قبر میں داخل فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ۱۸ دوسری روایت میں وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ ۱۹ ابوداؤد میں اس طرح بھی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ۲۰ میت کو قبر میں اتارتے وقت آپ ﷺ یہ کلمات پڑھتے تھے۔ حضور نبی کریم رووف ورجیم ﷺ نے چند صحابہ کرام کو یہ نفس نفیس قبر میں اتارا ہے اور یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے تھے۔

قبر میں اتارتے وقت کا عمل:

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اُن کی بیٹی کے جنازے میں شریک ہوا تو انہوں نے اُس کو قبر میں اتارتے وقت کہا ”بِسْمِ اللّٰهِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ“ اور جب قبر کے اوپر اینٹیں برابر کرنے لگے تو کہا ”اللّٰهُمَّ اجْرِهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنَبَيْهَا وَصَعِدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا“ اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کو شیطان سے اور عذاب قبر سے بچا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کی پسلیوں سے زمین کو جدا رکھ (یعنی زمین مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑے) اور اس کی روح کو (اعلیٰ علیین میں) چڑھالے اور اپنی رضا مندی اس کو نصیب فرما۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا اے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) یہ دعا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی یا اپنی رائے سے پڑھی۔ فرمایا: میں اپنی مرضی سے دعا کرنے پر اختیار رکھتا ہوں کہ جو چاہوں کہوں حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ میں نے اس دعا کو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ۲۱

۱۸ مسند احمد جلد ۵ ص ۵۹ ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۲ ابن ماجہ ص ۱۱۲ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۸ شرح الصدور ص ۱۰۷-۱۰۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲-۱۰۴ الفوائد المجموعۃ للشوکانی حدیث نمبر ۲۶-۲۱ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۱۲ شرح الصدور ص ۱۰۸ ابن ماجہ ص ۱۱۲ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۵۵۔

میت کو قبر میں کیسے رکھیں؟

میت کو قبر میں رکھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ میت کو دائیں کروٹ لٹائیں اور اُس کے پیچھے نرم مٹی یا ریت کا تکیہ سا بنادیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں۔ بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اس سے میت کو ایذا ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے: اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى مِمَّا يَتَأَذَى بِهِ الْحَيُّ ”بے شک میت کو اُس سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے“۔ اور اینٹ یا پتھر کا تکیہ نہ چاہیے کہ بدن میں چھبیں گے۔ جہاں ایسا کرنے میں دقت ہو تو میت کو چٹ لٹا کر منہ قبلہ شریف کی طرف کر دیں۔ اب اکثر یہی معمول ہے۔ اگر معاذ اللہ کسی کے مرنے والے کا منہ غیر قبلہ کی طرف رہا اور جسم سخت ہو گیا کہ پھر نہیں سکتا تو چھوڑ دیں اور زیادہ تکلیف نہ دیں۔ قبر کا فرش سیدھا ہونا چاہیے اور نچا نچائیں ہونا چاہیے۔ یعنی ڈھلوان کی صورت نہیں ہونی چاہیے ورنہ مختار میں ہے: وَيُوجَّهُ إِلَيْهَا وَجُوبًا وَيَنْبَغِي كَوْنُهُ عَلَى شِقَّةِ الْأَيْمَنِ ۲۲ واجب ہے کہ اُسے قبلہ رو کیا جائے اور اُسے دائیں کروٹ پر ہونا چاہیے۔“

سوال: قبر میں سے جس قدر مٹی نکلے وہ سب اُس پر ڈال دینا چاہیے یا قبر کو صرف بالشت یا سوا بالشت اُٹنچا کرنا چاہیے؟

جواب: صرف بالشت بھر یعنی ایک فٹ یا کچھ زیادہ۔

کوہان نما قبر:

حضرت سفیان تماری رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّهُ رَأَى قَبْرَ النَّبِيِّ ﷺ مُسْتَمًا ۲۳ ”میں نے رسول کریم رووف ورجیم ﷺ کی قبر (انور) دیکھی جو کوہان نما تھی“۔ (ڈھلوان نما جیسے اونٹ کی کوہان)۔ اس حدیث شریف کی بناء پر امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل ۲۲ ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ”باب دہن میت“۔ ۲۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۳۹ امرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۴ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر ڈھلوان نما بنانا بہتر ہے۔ غالب امکان ہے، حضرت سفیان رحمہم اللہ نے شروع زمانہ میں ہی قبر انور کی زیارت کی ہوگی۔ کیونکہ عہد صحابہ کرام رحمہم اللہ میں حجرہ مبارک کھلتا تھا اور قبر انور کی زیارت عموماً ہوتی تھی۔ ۲۳

قبر پر مٹی ڈالنا:

حضرت ابو ہریرہ رحمہم اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ ثُمَّ أَتَى الْقَبْرَ فَحَفَى عَلَيْهِ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ ثَلَاثًا ۖ ”رسول اللہ رحمہم اللہ نے ایک جنازے پر نماز پڑھی، پھر قبر پر آئے تو اس پر سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی۔“

مسئلہ: سنت یہ ہے کہ دفن کے وقت قبر پر ہر مسلمان تین لپ مٹی ڈالے۔

حضرت جعفر بن محمد رحمہم اللہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے مرسل راوی ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَفَا عَلَى الْمَيِّتِ ثَلَاثَ حَفَيَاتٍ بِيَدَيْهِ جَمِيعًا ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ نے میت پر اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) سے تین لپ مٹی ڈالی۔“

قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟

مسند امام احمد میں ہے جب قبر پر مٹی ڈالی جاتی تو آپ رحمہم اللہ پہلے لپ پر (مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ) دوسرے پر (وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ) اور تیسرے پر (وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى) پڑھتے۔ میت پر تین لپ مٹی دینا اور ان کلمات کو پڑھنا سنت ہے۔ ۲۴ باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھاؤڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر پر ڈالیں البتہ جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو وہ ساری مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت بحوالہ جوہرہ عالمگیری)

مسئلہ: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا ہاتھ دھو ڈالیں اختیار ہے۔

۲۳ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۷۔ ۲۴ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۳۹۔ ۲۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔ ۲۶ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۸۷۔ ۲۷ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔ ۲۸ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۴۔

مسئلہ: بحری جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر سمندر میں ڈال دیں۔ (بہار شریعت)

قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا:

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رَسَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الدِّيْرُ رَسَّ الْمَاءِ فِيْ قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَاحٍ بِقَرْبَةٍ بَدَأُ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ حَتَّى اِنْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ ثُمَّ صَرَبَ بِالْمَاءِ اِلٰى الْجِدَارِ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّدُوْرَ مِنَ الْجِدَارِ ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ رؤف ورجیم رحمہم اللہ کی قبر انور پر پانی چھڑکا گیا۔ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح رحمہم اللہ تھے۔ آپ نے پانی چھڑکتے ہوئے سر ہانے کی طرف سے شروع کیا اور پائنتی تک پہنچ گئے۔“

۲۔ حضرت جعفر بن محمد رحمہم اللہ سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے مرسل راوی ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَسَّ عَلَى قَبْرِ ابْنِهِ اِبْرٰهِيْمَ ۖ ”نبی کریم رحمہم اللہ رؤف ورجیم رحمہم اللہ نے اپنے بیٹے (حضرت سیدنا) ابراہیم رحمہم اللہ کی قبر پر (پانی سے) چھڑکاؤ کیا۔“

سوال: کیا عاشورہ کے دن پانی چھڑکنا بہتر ہے؟

جواب: عاشورہ کے دن پانی چھڑکنے کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے۔ اس کام کے لئے کوئی دن معین نہیں ہو سکتا۔ لیکن دفن کے بعد پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اگر وقت گزرنے کے ساتھ قبر کی مٹی بکھر چکی ہو اور نئی مٹی ڈالی گئی اور بکھرنے کا اندیشہ ہو تو اس غرض کے لئے قبر پر پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ دُرِّ مختار وغیرہ میں یہی علت بیان فرمائی گئی ہے تاکہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: اگر میت کو قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے کے بعد باران رحمت برسے تو کیا پھر

۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۳۹، بیہقی فی دلائل النبوة جلد ۷ ص ۲۶۳، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔ ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۳۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔

اور پانی ڈالنا چاہیے؟ کیا بارانِ رحمت سے فالِ حسن سمجھ سکتے ہیں کہ میت جنتی ہے؟
جواب: بارانِ رحمت فالِ حسن ہے۔ خصوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: انسان کے مرنے کے بعد سے دفن ہونے تک کون سے چالیس سوالات میت سے ہوتے ہیں؟

جواب: میت سے تین سوالات دفن کے بعد ہوتے ہیں۔ اُس سے پہلے کوئی سوال حدیث شریف میں نہیں آیا۔
(مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف)

قبر پر تلاوتِ قرآن مجید:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَاسْرِعُوا بِهِ إِلَى الْقَبْرِ وَلْيَقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقْرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقْرَةِ ۝ جب کوئی فوت ہو جائے تو اُسے روکے نہ رکھو۔ اُس کو قبر تک جلدی پہنچاؤ اور اُس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ شریف کا شروع حصہ پڑھو (اور تینبی کے لفظ ہیں اور قبر میں دفنانے کے بعد) قبر کے سر ہانے کھڑے ہو کر سورۃ البقرہ کا شروع اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرہ کا آخری رکوع پڑھو۔

(یعنی سر کی جانب کھڑے ہو کر الم سے مُفْلِحُونَ تک اور پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر اَمِّنَ الرَّسُولُ سے آخر تک)۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے رجوع کا واقعہ:

ان (حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابو بکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اس کے بعد انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

۱۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۳۹۰ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۳۴۰ حدیث نمبر ۳۶۱۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ شرح الصدور ص ۷۰ امرقاۃ جلد ۳ ص ۱۷۲۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جو ہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابو عبد اللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی کنیت ہے) ہشیم بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (با اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت ہشیم بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد حضرت عبدالرحمن بن عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو ان کی قبر کے پاس سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات مبارکہ (الم سے ہم المفلحون تک) اور آخری حصہ (لله ما فی السموات سے سورت کے آخر تک) پڑھا جائے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآن مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو علی حسن بن ہشیم بزاز نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔ ۱۔

قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا:

حضرت عمرو بن عاص رحمہ اللہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: قَالَ لِإِبْنِهِ وَهُوَ فِي سَبَاقِ الْمَوْتِ إِذَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةً وَلَا نَارًا فَإِذَا ذَفَنْتُمُونِي فَشَنُّوا عَلَى التُّرَابِ شَنَائِمًا أَقِيمُوا حَوْلَ قَبْرِیْ لِمَنْزَرٍ مَا يُنَحَّرُ جَزُورٌ وَيُقَسَّمُ لِحُمُهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أَرَا جَعَلَ بِهِ رَسُولُ رَبِّیْ ۝ انہوں نے بحالت موت یعنی فوت ہوتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ ہی آگ۔ اور جب تم مجھے دفناؤ تو مجھ پر آہستہ سے

۱۔ "المغنی" لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ امرقاۃ جلد ۳ ص ۱۷۲ مسلم جلد ۱ ص ۷۶۔

مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر (یعنی اتنی دیر) کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بانٹ دیا جائے تاکہ تم سے مجھے انس ہو اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟

اس سے معلوم ہوا میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے ارد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا صحابہ کرام ؓ کا طریقہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر میں میت کو حاضرین کی جان پہچان ہوتی ہے۔ ان کی موجودگی قبر کی وحشت کو دور کرتی ہے۔ قبر پر کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا، تسبیحات پڑھنا، میت کو تلقین کرنا کہ اس سے تکبیرین کے سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ سنت ہے۔ ۳۳

”بعد دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے“ مسنون ہے۔ جیسا کہ محولہ بالا حدیث شریف میں ہے۔ اور زیادہ دیر یا زیادہ دنوں تک بیٹھنا ممنوع نہیں بلکہ وہاں لغو و بے ہودہ باتیں کرنے، ہنسنے، غفلت اور دل کو سخت کرنے والی باتیں اور حرکات سے بچیں اور تلاوت، دُرود خوانی اور اعمالِ حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجب نزولِ رحمت ہوتے ہیں اور زندہ لوگوں کے پاس ہونے سے مُردے کا دل بہلتا ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ ۳۴ ”تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے۔“

قبر کے پاس کھڑے ہو کر تکبیر و تسبیح پڑھنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت سعد بن معاذ ؓ فوت ہوئے تو ہم رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ساتھ اُن کی طرف گئے۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُن پر نماز جنازہ پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور قبر بنادی گئی تو: سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

۳۳ مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷ ۳۳ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۲۴ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵ ۳۳۳ ۳۸۲ ۳۹۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۳۹ ۳۳۸ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۹۳ (طی قدیم) کنز العمال حدیث نمبر ۸۲۸۳۷ ۸۲۸۳۸ ۸۲۸۳۹ ۸۲۸۴۰ ۸۲۸۴۱

فَسَبَّحْنَا طَوْلًا لَّهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَائِقَ عَلٰی هٰذَا الْعَبْدِ الصّٰلِحِ قَبْرُهُ حَتّٰی فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ ۳۵ ”تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے (بہت دفعہ) تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی۔ پھر تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اولاً تسبیح پھر تکبیر کس لئے پڑھی گئی؟ فرمایا: اس نیک بندے پر قبر تک ہو گئی تھی حتیٰ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قبر کشادہ فرمادی۔“

یہ تنگی قبر عذاب نہ تھا بلکہ قبر کا قانون اور پیار تھا۔ قبر مومن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر دباتی ہے۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی برکت اور تسبیح و تکبیر کے وسیلہ سے یہ تنگی دور ہو گئی۔

مسئلہ: قبر پر تکبیر و تسبیح پڑھنا میت کو مفید ہے اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی سنت ہے۔

مسئلہ: نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے کوئی شے آڑ نہیں۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے تو نورانی قدموں کی برکت سے قبر کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ یہ تکبیر و تسبیح ہماری تعلیم کے لئے تھی۔

ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرنا:

حضرت ہشام بن عامر ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ أُحُدٍ اَخْفَرُوا وَاَوْسَعُوا وَاَعْمَقُوا وَاَحْسِنُوا وَاَذْفُوا الْاَلْتَمِينَ وَالْثَلَاثَةَ فِيْ قَبْرِ وَّاحِدٍ وَقَدْ مَوَّأَ اَكْثَرُهُمْ قُرْاْنَا ۳۶ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا کہ چوڑی، گہری اور اچھی قبر کھودو، ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرو۔ آج کل اجتماعی قبروں کا انکشاف کیا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ ضرورت کے وقت اجتماعی طور پر مُردوں کو دفن کرنا بھی سنت قرار پائے گا۔ فہمواد تہ بروا۔

۳۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳ مشکوٰۃ ص ۲۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲ مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۰ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۶ المسعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳ حدیث نمبر ۵۳۳۶ ۵۳۳۷ ۵۳۳۸ ۵۳۳۹ ۵۳۴۰ ۵۳۴۱ ۵۳۴۲ ۵۳۴۳ ۵۳۴۴ ۵۳۴۵ ۵۳۴۶ ۵۳۴۷ ۵۳۴۸ ۵۳۴۹ ۵۳۵۰ ۵۳۵۱ ۵۳۵۲ ۵۳۵۳ ۵۳۵۴ ۵۳۵۵ ۵۳۵۶ ۵۳۵۷ ۵۳۵۸ ۵۳۵۹ ۵۳۶۰ ۵۳۶۱ ۵۳۶۲ ۵۳۶۳ ۵۳۶۴ ۵۳۶۵ ۵۳۶۶ ۵۳۶۷ ۵۳۶۸ ۵۳۶۹ ۵۳۷۰ ۵۳۷۱ ۵۳۷۲ ۵۳۷۳ ۵۳۷۴ ۵۳۷۵ ۵۳۷۶ ۵۳۷۷ ۵۳۷۸ ۵۳۷۹ ۵۳۸۰ ۵۳۸۱ ۵۳۸۲ ۵۳۸۳ ۵۳۸۴ ۵۳۸۵ ۵۳۸۶ ۵۳۸۷ ۵۳۸۸ ۵۳۸۹ ۵۳۹۰ ۵۳۹۱ ۵۳۹۲ ۵۳۹۳ ۵۳۹۴ ۵۳۹۵ ۵۳۹۶ ۵۳۹۷ ۵۳۹۸ ۵۳۹۹ ۵۴۰۰ ۵۴۰۱ ۵۴۰۲ ۵۴۰۳ ۵۴۰۴ ۵۴۰۵ ۵۴۰۶ ۵۴۰۷ ۵۴۰۸ ۵۴۰۹ ۵۴۱۰ ۵۴۱۱ ۵۴۱۲ ۵۴۱۳ ۵۴۱۴ ۵۴۱۵ ۵۴۱۶ ۵۴۱۷ ۵۴۱۸ ۵۴۱۹ ۵۴۲۰ ۵۴۲۱ ۵۴۲۲ ۵۴۲۳ ۵۴۲۴ ۵۴۲۵ ۵۴۲۶ ۵۴۲۷ ۵۴۲۸ ۵۴۲۹ ۵۴۳۰ ۵۴۳۱ ۵۴۳۲ ۵۴۳۳ ۵۴۳۴ ۵۴۳۵ ۵۴۳۶ ۵۴۳۷ ۵۴۳۸ ۵۴۳۹ ۵۴۴۰ ۵۴۴۱ ۵۴۴۲ ۵۴۴۳ ۵۴۴۴ ۵۴۴۵ ۵۴۴۶ ۵۴۴۷ ۵۴۴۸ ۵۴۴۹ ۵۴۵۰ ۵۴۵۱ ۵۴۵۲ ۵۴۵۳ ۵۴۵۴ ۵۴۵۵ ۵۴۵۶ ۵۴۵۷ ۵۴۵۸ ۵۴۵۹ ۵۴۶۰ ۵۴۶۱ ۵۴۶۲ ۵۴۶۳ ۵۴۶۴ ۵۴۶۵ ۵۴۶۶ ۵۴۶۷ ۵۴۶۸ ۵۴۶۹ ۵۴۷۰ ۵۴۷۱ ۵۴۷۲ ۵۴۷۳ ۵۴۷۴ ۵۴۷۵ ۵۴۷۶ ۵۴۷۷ ۵۴۷۸ ۵۴۷۹ ۵۴۸۰ ۵۴۸۱ ۵۴۸۲ ۵۴۸۳ ۵۴۸۴ ۵۴۸۵ ۵۴۸۶ ۵۴۸۷ ۵۴۸۸ ۵۴۸۹ ۵۴۹۰ ۵۴۹۱ ۵۴۹۲ ۵۴۹۳ ۵۴۹۴ ۵۴۹۵ ۵۴۹۶ ۵۴۹۷ ۵۴۹۸ ۵۴۹۹ ۵۵۰۰ ۵۵۰۱ ۵۵۰۲ ۵۵۰۳ ۵۵۰۴ ۵۵۰۵ ۵۵۰۶ ۵۵۰۷ ۵۵۰۸ ۵۵۰۹ ۵۵۱۰ ۵۵۱۱ ۵۵۱۲ ۵۵۱۳ ۵۵۱۴ ۵۵۱۵ ۵۵۱۶ ۵۵۱۷ ۵۵۱۸ ۵۵۱۹ ۵۵۲۰ ۵۵۲۱ ۵۵۲۲ ۵۵۲۳ ۵۵۲۴ ۵۵۲۵ ۵۵۲۶ ۵۵۲۷ ۵۵۲۸ ۵۵۲۹ ۵۵۳۰ ۵۵۳۱ ۵۵۳۲ ۵۵۳۳ ۵۵۳۴ ۵۵۳۵ ۵۵۳۶ ۵۵۳۷ ۵۵۳۸ ۵۵۳۹ ۵۵۴۰ ۵۵۴۱ ۵۵۴۲ ۵۵۴۳ ۵۵۴۴ ۵۵۴۵ ۵۵۴۶ ۵۵۴۷ ۵۵۴۸ ۵۵۴۹ ۵۵۵۰ ۵۵۵۱ ۵۵۵۲ ۵۵۵۳ ۵۵۵۴ ۵۵۵۵ ۵۵۵۶ ۵۵۵۷ ۵۵۵۸ ۵۵۵۹ ۵۵۶۰ ۵۵۶۱ ۵۵۶۲ ۵۵۶۳ ۵۵۶۴ ۵۵۶۵ ۵۵۶۶ ۵۵۶۷ ۵۵۶۸ ۵۵۶۹ ۵۵۷۰ ۵۵۷۱ ۵۵۷۲ ۵۵۷۳ ۵۵۷۴ ۵۵۷۵ ۵۵۷۶ ۵۵۷۷ ۵۵۷۸ ۵۵۷۹ ۵۵۸۰ ۵۵۸۱ ۵۵۸۲ ۵۵۸۳ ۵۵۸۴ ۵۵۸۵ ۵۵۸۶ ۵۵۸۷ ۵۵۸۸ ۵۵۸۹ ۵۵۹۰ ۵۵۹۱ ۵۵۹۲ ۵۵۹۳ ۵۵۹۴ ۵۵۹۵ ۵۵۹۶ ۵۵۹۷ ۵۵۹۸ ۵۵۹۹ ۵۶۰۰ ۵۶۰۱ ۵۶۰۲ ۵۶۰۳ ۵۶۰۴ ۵۶۰۵ ۵۶۰۶ ۵۶۰۷ ۵۶۰۸ ۵۶۰۹ ۵۶۱۰ ۵۶۱۱ ۵۶۱۲ ۵۶۱۳ ۵۶۱۴ ۵۶۱۵ ۵۶۱۶ ۵۶۱۷ ۵۶۱۸ ۵۶۱۹ ۵۶۲۰ ۵۶۲۱ ۵۶۲۲ ۵۶۲۳ ۵۶۲۴ ۵۶۲۵ ۵۶۲۶ ۵۶۲۷ ۵۶۲۸ ۵۶۲۹ ۵۶۳۰ ۵۶۳۱ ۵۶۳۲ ۵۶۳۳ ۵۶۳۴ ۵۶۳۵ ۵۶۳۶ ۵۶۳۷ ۵۶۳۸ ۵۶۳۹ ۵۶۴۰ ۵۶۴۱ ۵۶۴۲ ۵۶۴۳ ۵۶۴۴ ۵۶۴۵ ۵۶۴۶ ۵۶۴۷ ۵۶۴۸ ۵۶۴۹ ۵۶۵۰ ۵۶۵۱ ۵۶۵۲ ۵۶۵۳ ۵۶۵۴ ۵۶۵۵ ۵۶۵۶ ۵۶۵۷ ۵۶۵۸ ۵۶۵۹ ۵۶۶۰ ۵۶۶۱ ۵۶۶۲ ۵۶۶۳ ۵۶۶۴ ۵۶۶۵ ۵۶۶۶ ۵۶۶۷ ۵۶۶۸ ۵۶۶۹ ۵۶۷۰ ۵۶۷۱ ۵۶۷۲ ۵۶۷۳ ۵۶۷۴ ۵۶۷۵ ۵۶۷۶ ۵۶۷۷ ۵۶۷۸ ۵۶۷۹ ۵۶۸۰ ۵۶۸۱ ۵۶۸۲ ۵۶۸۳ ۵۶۸۴ ۵۶۸۵ ۵۶۸۶ ۵۶۸۷ ۵۶۸۸ ۵۶۸۹ ۵۶۹۰ ۵۶۹۱ ۵۶۹۲ ۵۶۹۳ ۵۶۹۴ ۵۶۹۵ ۵۶۹۶ ۵۶۹۷ ۵۶۹۸ ۵۶۹۹ ۵۷۰۰ ۵۷۰۱ ۵۷۰۲ ۵۷۰۳ ۵۷۰۴ ۵۷۰۵ ۵۷۰۶ ۵۷۰۷ ۵۷۰۸ ۵۷۰۹ ۵۷۱۰ ۵۷۱۱ ۵۷۱۲ ۵۷۱۳ ۵۷۱۴ ۵۷۱۵ ۵۷۱۶ ۵۷۱۷ ۵۷۱۸ ۵۷۱۹ ۵۷۲۰ ۵۷۲۱ ۵۷۲۲ ۵۷۲۳ ۵۷۲۴ ۵۷۲۵ ۵۷۲۶ ۵۷۲۷ ۵۷۲۸ ۵۷۲۹ ۵۷۳۰ ۵۷۳۱ ۵۷۳۲ ۵۷۳۳ ۵۷۳۴ ۵۷۳۵ ۵۷۳۶ ۵۷۳۷ ۵۷۳۸ ۵۷۳۹ ۵۷۴۰ ۵۷۴۱ ۵۷۴۲ ۵۷۴۳ ۵۷۴۴ ۵۷۴۵ ۵۷۴۶ ۵۷۴۷ ۵۷۴۸ ۵۷۴۹ ۵۷۵۰ ۵۷۵۱ ۵۷۵۲ ۵۷۵۳ ۵۷۵۴ ۵۷۵۵ ۵۷۵۶ ۵۷۵۷ ۵۷۵۸ ۵۷۵۹ ۵۷۶۰ ۵۷۶۱ ۵۷۶۲ ۵۷۶۳ ۵۷۶۴ ۵۷۶۵ ۵۷۶۶ ۵۷۶۷ ۵۷۶۸ ۵۷۶۹ ۵۷۷۰ ۵۷۷۱ ۵۷۷۲ ۵۷۷۳ ۵۷۷۴ ۵۷۷۵ ۵۷۷۶ ۵۷۷۷ ۵۷۷۸ ۵۷۷۹ ۵۷۸۰ ۵۷۸۱ ۵۷۸۲ ۵۷۸۳ ۵۷۸۴ ۵۷۸۵ ۵۷۸۶ ۵۷۸۷ ۵۷۸۸ ۵۷۸۹ ۵۷۹۰ ۵۷۹۱ ۵۷۹۲ ۵۷۹۳ ۵۷۹۴ ۵۷۹۵ ۵۷۹۶ ۵۷۹۷ ۵۷۹۸ ۵۷۹۹ ۵۸۰۰ ۵۸۰۱ ۵۸۰۲ ۵۸۰۳ ۵۸۰۴ ۵۸۰۵ ۵۸۰۶ ۵۸۰۷ ۵۸۰۸ ۵۸۰۹ ۵۸۱۰ ۵۸۱۱ ۵۸۱۲ ۵۸۱۳ ۵۸۱۴ ۵۸۱۵ ۵۸۱۶ ۵۸۱۷ ۵۸۱۸ ۵۸۱۹ ۵۸۲۰ ۵۸۲۱ ۵۸۲۲ ۵۸۲۳ ۵۸۲۴ ۵۸۲۵ ۵۸۲۶ ۵۸۲۷ ۵۸۲۸ ۵۸۲۹ ۵۸۳۰ ۵۸۳۱ ۵۸۳۲ ۵۸۳۳ ۵۸۳۴ ۵۸۳۵ ۵۸۳۶ ۵۸۳۷ ۵۸۳۸ ۵۸۳۹ ۵۸۴۰ ۵۸۴۱ ۵۸۴۲ ۵۸۴۳ ۵۸۴۴ ۵۸۴۵ ۵۸۴۶ ۵۸۴۷ ۵۸۴۸ ۵۸۴۹ ۵۸۵۰ ۵۸۵۱ ۵۸۵۲ ۵۸۵۳ ۵۸۵۴ ۵۸۵۵ ۵۸۵۶ ۵۸۵۷ ۵۸۵۸ ۵۸۵۹ ۵۸۶۰ ۵۸۶۱ ۵۸۶۲ ۵۸۶۳ ۵۸۶۴ ۵۸۶۵ ۵۸۶۶ ۵۸۶۷ ۵۸۶۸ ۵۸۶۹ ۵۸۷۰ ۵۸۷۱ ۵۸۷۲ ۵۸۷۳ ۵۸۷۴ ۵۸۷۵ ۵۸۷۶ ۵۸۷۷ ۵۸۷۸ ۵۸۷۹ ۵۸۸۰ ۵۸۸۱ ۵۸۸۲ ۵۸۸۳ ۵۸۸۴ ۵۸۸۵ ۵۸۸۶ ۵۸۸۷ ۵۸۸۸ ۵۸۸۹ ۵۸۹۰ ۵۸۹۱ ۵۸۹۲ ۵۸۹۳ ۵۸۹۴ ۵۸۹۵ ۵۸۹۶ ۵۸۹۷ ۵۸۹۸ ۵۸۹۹ ۵۹۰۰ ۵۹۰۱ ۵۹۰۲ ۵۹۰۳ ۵۹۰۴ ۵۹۰۵ ۵۹۰۶ ۵۹۰۷ ۵۹۰۸ ۵۹۰۹ ۵۹۱۰ ۵۹۱۱ ۵۹۱۲ ۵۹۱۳ ۵۹۱۴ ۵۹۱۵ ۵۹۱۶ ۵۹۱۷ ۵۹۱۸ ۵۹۱۹ ۵۹۲۰ ۵۹۲۱ ۵۹۲۲ ۵۹۲۳ ۵۹۲۴ ۵۹۲۵ ۵۹۲۶ ۵۹۲۷ ۵۹۲۸ ۵۹۲۹ ۵۹۳۰ ۵۹۳۱ ۵۹۳۲ ۵۹۳۳ ۵۹۳۴ ۵۹۳۵ ۵۹۳۶ ۵۹۳۷ ۵۹۳۸ ۵۹۳۹ ۵۹۴۰ ۵۹۴۱ ۵۹۴۲ ۵۹۴۳ ۵۹۴۴ ۵۹۴۵ ۵۹۴۶ ۵۹۴۷ ۵۹۴۸ ۵۹۴۹ ۵۹۵۰ ۵۹۵۱ ۵۹۵۲ ۵۹۵۳ ۵۹۵۴ ۵۹۵۵ ۵۹۵۶ ۵۹۵۷ ۵۹۵۸ ۵۹۵۹ ۵۹۶۰ ۵۹۶۱ ۵۹۶۲ ۵۹۶۳ ۵۹۶۴ ۵۹۶۵ ۵۹۶۶ ۵۹۶۷ ۵۹۶۸ ۵۹۶۹ ۵۹۷۰ ۵۹۷۱ ۵۹۷۲ ۵۹۷۳ ۵۹۷۴ ۵۹۷۵ ۵۹۷۶ ۵۹۷۷ ۵۹۷۸ ۵۹۷۹ ۵۹۸۰ ۵۹۸۱ ۵۹۸۲ ۵۹۸۳ ۵۹۸۴ ۵۹۸۵ ۵۹۸۶ ۵۹۸۷ ۵۹۸۸ ۵۹۸۹ ۵۹۹۰ ۵۹۹۱ ۵۹۹۲ ۵۹۹۳ ۵۹۹۴ ۵۹۹۵ ۵۹۹۶ ۵۹۹۷ ۵۹۹۸ ۵۹۹۹ ۶۰۰۰ ۶۰۰۱ ۶۰۰۲ ۶۰۰۳ ۶۰۰۴ ۶۰۰۵ ۶۰۰۶ ۶۰۰۷ ۶۰۰۸ ۶۰۰۹ ۶۰۱۰ ۶۰۱۱ ۶۰۱۲ ۶۰۱۳ ۶۰۱۴ ۶۰۱۵ ۶۰۱۶ ۶۰۱۷ ۶۰۱۸ ۶۰۱۹ ۶۰۲۰ ۶۰۲۱ ۶۰۲۲ ۶۰۲۳ ۶۰۲۴ ۶۰۲۵ ۶۰۲۶ ۶۰۲۷ ۶۰۲۸ ۶۰۲۹ ۶۰۳۰ ۶۰۳۱ ۶۰۳۲ ۶۰۳۳ ۶۰۳۴ ۶۰۳۵ ۶۰۳۶ ۶۰۳۷ ۶۰۳۸ ۶۰۳۹ ۶۰۴۰ ۶۰۴۱ ۶۰۴۲ ۶۰۴۳ ۶۰۴۴ ۶۰۴۵ ۶۰۴۶ ۶۰۴۷ ۶۰۴۸ ۶۰۴۹ ۶۰۵۰ ۶۰۵۱ ۶۰۵۲ ۶۰۵۳ ۶۰۵۴ ۶۰۵۵ ۶۰۵۶ ۶۰۵۷ ۶۰۵۸ ۶۰۵۹ ۶۰۶۰ ۶۰۶۱ ۶۰۶۲ ۶۰۶۳ ۶۰۶۴ ۶۰۶۵ ۶۰۶۶ ۶۰۶۷ ۶۰۶۸ ۶۰۶۹ ۶۰۷۰ ۶۰۷۱ ۶۰۷۲ ۶۰۷۳ ۶۰۷۴ ۶۰۷۵ ۶۰۷۶ ۶۰۷۷ ۶۰۷۸ ۶۰۷۹ ۶۰۸۰ ۶۰۸۱ ۶۰۸۲ ۶۰۸۳ ۶۰۸۴ ۶۰۸۵ ۶۰۸۶ ۶۰۸۷ ۶۰۸۸ ۶۰۸۹ ۶۰۹۰ ۶۰۹۱ ۶۰۹۲ ۶۰۹۳ ۶۰۹۴ ۶۰۹۵ ۶۰۹۶ ۶۰۹۷ ۶۰۹۸ ۶۰۹۹ ۶۱۰۰ ۶۱۰۱ ۶۱۰۲ ۶۱۰۳ ۶۱۰۴ ۶۱۰۵ ۶۱۰۶ ۶۱۰۷ ۶۱۰۸ ۶۱۰۹ ۶۱۱۰ ۶۱۱۱ ۶۱۱۲ ۶۱۱۳ ۶۱۱۴ ۶۱۱۵ ۶۱۱۶ ۶۱۱۷ ۶۱۱۸ ۶۱۱۹ ۶۱۲۰ ۶۱۲۱ ۶۱۲۲ ۶۱۲۳ ۶۱۲۴ ۶۱۲۵ ۶۱۲۶ ۶۱۲۷ ۶۱۲۸ ۶۱۲۹ ۶۱۳۰ ۶۱۳۱ ۶۱۳۲ ۶۱۳۳ ۶۱۳۴ ۶۱۳۵ ۶۱۳۶ ۶۱۳۷ ۶۱۳۸ ۶۱۳۹ ۶۱۴۰ ۶۱۴۱ ۶۱۴۲ ۶۱۴۳ ۶۱۴۴ ۶۱۴۵ ۶۱۴۶ ۶۱۴۷ ۶۱۴۸ ۶۱۴۹ ۶۱۵۰ ۶۱۵۱ ۶۱۵۲ ۶۱۵۳ ۶۱۵۴ ۶۱۵۵ ۶۱۵۶ ۶۱۵۷ ۶۱۵۸ ۶۱۵۹ ۶۱۶۰ ۶۱۶۱ ۶۱۶۲ ۶۱۶۳ ۶۱۶۴ ۶۱۶۵ ۶۱۶۶ ۶۱۶۷ ۶۱۶۸ ۶۱۶۹ ۶۱۷۰ ۶۱۷۱ ۶۱۷۲ ۶۱۷۳ ۶۱۷۴ ۶۱۷۵ ۶۱۷۶ ۶۱۷۷ ۶۱۷۸ ۶۱۷۹ ۶۱۸۰ ۶۱۸۱ ۶۱۸۲ ۶۱۸۳ ۶۱۸۴ ۶۱۸۵ ۶۱۸۶ ۶۱۸۷ ۶۱۸۸ ۶۱۸۹ ۶۱۹۰ ۶۱۹۱ ۶۱۹۲ ۶۱۹۳ ۶۱۹۴ ۶۱۹۵ ۶۱۹۶ ۶۱۹۷ ۶۱۹۸ ۶۱۹۹ ۶۲۰۰ ۶۲۰۱ ۶۲۰۲ ۶۲۰۳ ۶۲۰۴ ۶۲۰۵ ۶۲۰۶ ۶۲۰۷ ۶۲۰۸ ۶۲۰۹ ۶۲۱۰ ۶۲۱۱ ۶۲۱۲ ۶۲۱۳ ۶۲۱۴ ۶۲۱۵ ۶۲۱۶ ۶۲۱۷ ۶۲۱۸ ۶۲۱۹ ۶۲۲۰ ۶۲۲۱ ۶۲۲۲ ۶۲۲۳ ۶۲۲۴ ۶۲۲۵ ۶۲۲۶ ۶۲۲۷ ۶۲۲۸ ۶۲۲۹ ۶۲۳۰ ۶۲۳۱ ۶۲۳۲ ۶۲۳۳ ۶۲۳۴ ۶۲۳۵ ۶۲۳۶ ۶۲۳۷ ۶۲۳۸ ۶۲۳۹ ۶۲۴۰ ۶۲۴۱ ۶۲۴۲ ۶۲۴۳ ۶۲۴۴ ۶۲۴۵ ۶۲۴۶ ۶۲۴۷ ۶۲۴۸ ۶۲۴۹ ۶۲۵۰ ۶۲۵۱ ۶۲۵۲ ۶۲۵۳ ۶۲۵۴ ۶۲۵۵ ۶۲۵۶ ۶۲۵۷ ۶۲۵۸ ۶۲۵۹ ۶۲۶۰ ۶۲۶۱ ۶۲۶۲ ۶۲۶۳ ۶۲۶۴ ۶۲۶۵ ۶۲۶۶ ۶۲۶۷ ۶۲۶۸ ۶۲۶۹ ۶۲۷۰ ۶۲۷۱ ۶۲۷۲ ۶۲۷۳ ۶۲۷۴ ۶۲۷۵ ۶۲۷۶ ۶۲۷۷ ۶۲۷۸ ۶۲۷۹ ۶۲۸۰ ۶۲۸۱ ۶۲۸۲ ۶۲۸۳ ۶۲۸۴ ۶۲۸۵ ۶۲۸۶ ۶۲۸۷ ۶۲۸۸ ۶۲۸۹ ۶۲۹۰ ۶۲۹۱ ۶۲۹۲ ۶۲۹۳ ۶۲۹۴ ۶۲۹۵ ۶۲۹۶ ۶۲۹۷ ۶۲۹۸ ۶۲۹۹ ۶۳۰۰ ۶۳۰۱ ۶۳۰۲ ۶۳۰۳ ۶۳۰۴ ۶۳۰۵ ۶۳۰۶ ۶۳۰۷ ۶۳۰۸ ۶۳۰۹ ۶۳۱۰ ۶۳۱۱ ۶۳۱۲ ۶۳۱۳ ۶۳۱۴ ۶۳۱۵ ۶۳۱۶ ۶۳۱۷ ۶۳۱۸ ۶۳۱۹ ۶۳۲۰ ۶۳۲۱ ۶۳۲۲ ۶۳۲۳ ۶۳۲۴ ۶۳۲۵ ۶۳۲۶ ۶۳۲۷ ۶۳۲۸ ۶۳۲۹ ۶۳۳۰ ۶۳۳۱ ۶۳۳۲ ۶۳۳۳ ۶۳۳۴ ۶۳۳۵ ۶۳۳۶ ۶۳۳۷ ۶۳۳۸ ۶۳۳۹ ۶۳۴۰ ۶۳۴۱ ۶۳۴۲ ۶۳۴۳ ۶۳۴۴ ۶۳۴۵ ۶۳۴۶ ۶۳۴۷ ۶۳۴۸ ۶۳۴۹ ۶۳۵۰ ۶۳۵۱ ۶۳۵۲ ۶۳۵۳ ۶۳۵۴ ۶۳۵۵ ۶۳۵۶ ۶۳۵۷ ۶۳۵۸ ۶۳۵۹ ۶۳۶۰ ۶۳۶۱ ۶۳۶۲ ۶۳۶۳ ۶۳۶۴ ۶۳۶۵ ۶۳۶۶ ۶۳۶۷ ۶۳۶۸ ۶۳۶۹ ۶۳۷۰ ۶۳۷۱ ۶۳۷۲ ۶۳۷۳ ۶۳۷۴ ۶۳۷۵ ۶۳۷۶ ۶۳۷۷ ۶۳۷۸ ۶۳۷۹ ۶۳۸۰ ۶۳۸۱ ۶۳۸۲ ۶۳۸۳ ۶۳۸۴ ۶۳۸۵ ۶۳۸۶ ۶۳۸۷ ۶۳۸۸ ۶۳۸۹ ۶۳۹۰ ۶۳۹۱ ۶۳۹۲ ۶۳۹۳ ۶۳۹۴ ۶۳۹۵ ۶۳۹۶ ۶۳۹۷ ۶۳۹۸ ۶۳۹۹ ۶۴۰۰ ۶۴۰۱ ۶۴۰۲ ۶۴۰۳ ۶۴۰۴ ۶۴۰۵ ۶۴۰۶ ۶۴۰۷ ۶۴۰۸ ۶۴۰۹ ۶۴۱۰ ۶۴۱۱ ۶۴۱۲ ۶۴۱۳ ۶۴۱۴ ۶۴۱۵ ۶۴۱۶ ۶۴۱۷ ۶۴۱۸ ۶۴۱۹ ۶۴۲۰ ۶۴۲۱ ۶۴۲۲ ۶۴۲۳ ۶۴۲۴ ۶۴۲۵ ۶۴۲۶ ۶۴۲۷ ۶۴۲۸ ۶۴۲۹ ۶۴۳۰ ۶۴۳۱ ۶۴۳۲ ۶۴۳۳ ۶۴۳۴ ۶۴۳۵ ۶۴۳۶ ۶۴۳۷ ۶۴۳۸ ۶۴۳۹ ۶۴۴۰ ۶۴۴۱ ۶۴۴۲ ۶۴۴۳ ۶۴۴۴ ۶۴۴۵ ۶۴۴۶ ۶۴۴۷ ۶۴۴۸ ۶۴۴۹ ۶۴۵۰ ۶۴۵۱ ۶۴۵۲ ۶۴۵۳ ۶۴۵۴ ۶۴

مسئلہ: میت کے لئے قبر خوب چوڑی ہونی چاہئے تاکہ اُس میں جسم پھنسے نہیں اور قبر گہری بھی ہو۔ گہرائی مردے کے برابر یا کھڑے ہونے میں اُس کے برابر ہو اور قبر کو اندر سے خوب صاف کر دیا جائے۔ اس میں کوئی کنکر، کاٹا وغیرہ نہ ہو۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ قبر اتنی گہری ہونی چاہئے کہ قبر والا، قبر میں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی کھڑے ہو کر زیارت کر سکے۔

قبر کی پہچان کے لئے نشان رکھنا:

حضرت مطلب بن ابی وداغہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَمَّا مَاتَ غُثْمَانُ ابْنُ مَطْعُونٍ أُخْرِجَ بِجَنَازَتِهِ فَذَفِنَ أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلًا أَنْ يَأْتِيَهُ بِحَجَرٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَمَلُهَا فَقَامَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَخَسَرَ عَنْ ذِرَاعِيهِ قَالَ الْمُطَلِبُ قَالَ الَّذِي يُخْبِرُنِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بِيَاضِ ذِرَاعِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَسَرَ عَنْهَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ أَعْلِمُ بِهَا قَبْرَ أَخِي وَأَذْفِنُ إِلَيْهِ مِنْ مَّاتٍ مِنْ أَهْلِي ۚ ۳۷ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور ان کی میت کو دفن کیا گیا تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم فرمایا۔ وہ پتھر کو (بھاری بھر کم ہونے کی وجہ سے) نہ اٹھا سکا تو رسول اللہ ﷺ ادھر تشریف لے گئے، اپنی (نورانی) آستینیں (مبارک) چڑھائیں حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے مجھے اس واقعہ کی خبر دی وہ کہتے تھے گویا اب رسول اللہ ﷺ کی (نورانی) کہنیاں (مبارک) دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے پتھر اٹھایا اور اسے قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اس لئے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں کہ انہی کے پاس اپنے فوت ہونے والے گھر والوں کو دفن کروں گا۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا نشان کے لئے قبور کو پتھر سے پختہ کر سکتے ہیں نیز سرہانے پر پہچان کے لئے پتھر گاڑ سکتے ہیں۔

۳۷ مرقاۃ جلد ۳ ص ۱۶۷ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۲ (مختصر)، ابن ماجہ ص ۱۱۳۔

قبر کو درست کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: انہوں نے فرمایا: جب ولید بن عبد الملک بن مروان کی حکومت کے زمانے میں (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرہ مبارک کی دیوار گری تو جب اُس کو بنانے لگے تو ایک پاؤں ظاہر ہوا (دکھائی دیا) فَقَفَزُوا وَظَنُوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ غُرُورَةٌ لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ ۳۸ ”لوگ گھبرا گئے سمجھے کہ یہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نورانی قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس قدم مبارک کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا ہرگز نہیں! اللہ (ﷻ) کی قسم یہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قدم پاک ہے۔“ بعد ازیں قبر مبارک کو درست کر دیا۔

سوال: قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اُس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں ظاہر ہونے لگیں تو اُس صورت میں قبر کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اُس صورت میں اُسے مٹی دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ ستر مسلم لازم ہے۔

سوال: قبرستان میں بوجہ بہت دیرانہ کے میت کے ہڈیاں باہر نکل پڑیں تو ایسی حالت میں پختہ اینٹوں سے قبر از سر نو بنانی جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اُن ہڈیوں کو دفن کرنا واجب ہے اور میت کی قبر اوپر سے پکی کر سکتے ہیں۔

دفن کے لئے وصیت کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: وہ اُمّ المؤمنین

۳۸ بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۹۱، ۱۳۹۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۶ عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہا اَوْصَتْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَا تَدْفِنِي مَعَهُمْ وَأَدْفِنِي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ لَا أَرَاكُمِي بِهِ أَبَدًا ۝۹ ”اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیت فرمائی کہ میرے فوت ہونے کے بعد مجھے ان کے ساتھ (یعنی حضور نبی کریم روف ورحیم ﷺ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ) نہ دفنانا بلکہ مجھے میری سوکنوں کے ساتھ (جنت) البقیع میں دفن کرنا میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے۔ یہ بات آپ نے تواضع کا اظہار کرتے ہوئے فرمائی۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، أَذْهَبَ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقُلْتُ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكَ السَّلَامَ، ثُمَّ سَأَلَهَا أَنْ أَدْفِنَ مَعَ صَاحِبِي، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي فَلَا وَثِرَتَهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ أَذِنْتُ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضْجِعِ، فَإِذَا قَبِضْتُ فَأَحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِمُوا، ثُمَّ قُلْتُ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنْتُ لِي فَأَدْفِنُونِي وَالْأُفْرُؤُنِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُوَفِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنْ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا، فَسَمِيَ عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ عَوْفٍ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ

۳۹ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۱ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۷ عمدة القاری جلد ۴ ص ۲۲۶ عمدة القاری جلد ۴ ص ۲۲۶

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ، كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتَخْلَفْتُ فَعَدَلْتُ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَ هَذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِي يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِي، أَوْصَى الْخَلِيفَةُ مَنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ خَيْرًا، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأَوْصِيَهُ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفَى عَنْ مُسِيئَتِهِمْ وَأَوْصِيَهُ بِذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ رَسُولِهِ ﷺ أَنْ يُؤْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يَكْلَفُوا فَوْقَ طَائِفَتِهِمْ ۝۱۰

”حضرت عمرو بن ميمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میں نے (امیر المؤمنین) حضرت (سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کو اُس وقت دیکھا (جب وہ زخمی ہوئے) انہوں نے فرمایا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ تو اُمّ المؤمنین حضرت (سیدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور عرض کر کہ (امیر المؤمنین حضرت) عمر رضی اللہ عنہ (آپ کو سلام کہتا ہے پھر اُن سے عرض کر) کیا مجھے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے اور ایسے ہی پیغام پہنچایا (اُمّ المؤمنین) حضرت (سیدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں اُن کو اپنے اوپر مقدم رکھوں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو اس جگہ دفن ہونے کا بڑا خیال تھا، اتنا خیال کسی بات کا نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو ایسا کرنا کہ میرا جنازہ اٹھا کر لے جانا اور اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ (آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفن دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں

دفن کر دینا۔ دیکھو خلافت کا حقدار میں اُن چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ وفات تک راضی رہے ہیں۔ پھر یہ لوگ جس کو خلیفہ بنائیں میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔ اُس کی بات سننا اور اُس کا کہا ماننا۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور ایک انصاری جو اُن کے پاس آیا وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشی ہی خوشی ہے خوش ہو جائیں ایک تو اسلام میں آپ کا جیسا درجہ ہے وہ آپ جانتے ہیں پھر اس کے بعد خلیفہ ہوئے تو انصاف کرتے رہے۔ پھر ان سب کے بعد شہادت ملی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بھتیجے! میری تو یہ آرزو ہے کاش یہ خلافت برابر سر اتر جائے نہ کچھ مجھے ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو۔ میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اُس کو وصیت کرتا ہوں کہ اگلے مہاجرین سے بھلائی کرتا رہے اُن کا حق پہچانے اور اُن کی عزت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ لی اور ایمان پر ثابت قدم رہے یعنی اُن میں جو نیک ہے اُس کی نیکی کی قدر کرے اور جو اُن میں قصور کرے اُس کے قصور سے درگزر کرے میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ذمہ کا خیال رکھے اور (کافر) ذمیوں کا عہد پورا کرے اُن سے نہ لڑے، اُن کے سوا دوسرے کافروں سے لڑے اور طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں میں نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنْسِي لَا اَرَا نِسِيْ اِلَّا سَاكُوْنَ بِعَدَاكَ فَتَاَذَنْ لِيْ اَنْ اُدْفِنَ اِلَى جَانِبِكَ قَالَ وَاِنِّيْ لَكَ ذَلِكَ الْمَوْضِعَ مَا فِيْهِ الْاَقْبَرُ وَ قَبْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَوُ فِيْهِ

عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ۝ ”میں آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے پاس رہنا چاہتی ہوں آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ ﷺ کے قریب مدفون ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہاں صرف میری قبر اور (حضرت) ابو بکر اور (حضرت) عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ ہے؟ اسی لئے اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے جب اُن سے لَمَّا طَلَبَ مِنْهَا اَنْ يُدْفِنَ عُمَرُوْهُ ﷺ مَعَهَا اَرَدْتُ لِنَفْسِيْ ۝ اس جگہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت چاہی گئی تو فرمایا: میرا اپنے لئے ارادہ تھا مگر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور اُن کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں اِنَّ الْمَلِكَ الْمُؤَكَّلَ بِالرَّحْمِ يَأْخُذُ النُّطْفَةَ فَيَجْعَلُهَا بِالتَّرَابِ الَّذِي يُدْفَنُ فِيْ بَقْعَةٍ كَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيْهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ ”جس جگہ کسی نے دفن ہونا ہو فرشتہ وہاں سے مٹی لے کر عورت کے رحم میں نطفہ پڑاتا ہے پھر مٹی اور نطفہ سے بچہ بنتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے۔“

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا:

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا نورانی عمل مبارک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِیْ کِبٰیْرٍ ”ان کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی“ ۝ عمدة القاری جلد ۸ ص ۲۲۸ ۝ عمدة القاری جلد ۸ ص ۲۲۸ ۝ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰ ۝ عمدة القاری جلد ۸ ص ۲۲۶

بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں“ (یعنی جن کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یہ باتیں تمہاری نظر میں بڑا گناہ نہیں، حقیر ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بڑے سخت گناہ ہیں جب ہی تو ان کو عذاب ہو رہا تھا)۔ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَبْرُ مِنْ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاُخَرُ فَكَانَ يَمْسِشُ بِالْنَّمِيمَةِ“ ایک ان میں سے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا دوسرا چغل خور تھا۔ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرِ وَاحِدَةٍ۔ پھر آپ ﷺ نے بھجور کی سبز ٹہنی لی اُس کو دو میان سے چیر کر دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی۔ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَا صَنَعْتَ هَذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّهُ اَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَبْسَا ۳۴ ”لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی ان کو عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔“

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے۔ لہذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے دُفن میں لوگوں نے اختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے) تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے کہ مَا قَبِضَ اللَّهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ اَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ اَذْفَنُوْهُ فِيْ مَوْضِعٍ فَرَّاشِهِ ۳۵ ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے کسی نبی

۳۴ بخاری حدیث نمبر ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳

وَتَعَالَى) اُسے قیامت کے دن عزت و کرامت کا لباس پہنائے گا۔

سوال: کسی ایمان والے کے مرنے کے بعد کب تعزیت کرنی چاہیے؟

جواب: فِي الْجَوْهَرَةِ ثُمَّ رَدَّ الْمُخْتَارَ هِيَ بَعْدَ الدَّفْنِ أَفْضَلُ مِنْهَا قَبْلَهُ ارج ۹۹ جوہرہ پھر دواختار میں ہے۔ ”دفن سے پہلے تعزیت کی بجائے دفن کے بعد تعزیت بہتر ہے۔“

سوال: کیا دفن سے پہلے جبکہ گھر میں میت موجود ہو اہل میت کے لوگوں کے لئے کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کھانا حرام نہیں غفلت حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: کیا مالک کی اجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک کی اجازت کے بغیر اُس کی زمین میں دفن کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ میت (یعنی مرنے والا) اگر اس کی وصیت یوں کر گیا کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے مجھے وہیں دفن کرنا وہ بھی سخت گنہگار ہے۔ اس میں استحقاق عذاب ہے۔ مالک کو اختیار ہے میت کی نعش نکال دے اور اپنی زمین خالی کرے یا نعش رہنے دے اور قبر برابر کر کے اس پر جو چاہے بنائے چلے پھرے تصرف کرے کہ قبر کی جو احادیث مبارکہ ہیں ایسی ناجائز قبر کے لئے نہیں ہیں۔ رسول کریم روف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں لَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ ۵۰ ”کسی ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں“۔ دواختار میں ہے لَا يُخْرَجُ مِنْهُ بَعْدَ إِهَالَةِ الشَّرَابِ إِلَّا لِحَقِّ آدَمِيٍّ كَانَ تَكُونُ الْأَرْضُ مَغْصُوبَةً وَيُخَيَّرُ الْمَالِكُ بَيْنَ اخْرَاجِهِ وَمَسَاوَاتِهِ بِالْأَرْضِ ۵۱ ”مٹی ڈالنے کے بعد میت کو قبر سے نہ نکالا جائے گا مگر کسی آدمی کے حق کے باعث مثلاً یہ کہ زمین غصب کی ہوئی ہو اور مالک کو اختیار ہوگا کہ مردہ کو باہر نکالے یا قبر زمین کے برابر کر دے۔“ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ)

۹۹ روایت بَابُ الصَّلَاةِ الْجَائِزَةِ جلد ۱ ص ۶۰۴۔ ۵۰ ابو داؤد جلد ۲ ص ۸۱ ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۸ اسنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۹۹، ۱۳۲ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۳۱ جلد ۱۹ ص ۱۲ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۷ دارقطنی جلد ۳ ص ۳۶ جلد ۴ ص ۲۱۷ تلخیص الحیر جلد ۳ ص ۵۳۔ ۵۴ در مختار جلد ۱ ص ۱۲۶۔

شریف) یہ اصل حکم فقہی ہے مگر ایک تو مسلمان نرم دل ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان خصوصاً میت پر رحم دل ہوتا ہے: قَالَ اللَّهُ تَعَالَى رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ ۵۲ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”وہ آپس میں رحم دل ہیں۔“ اگر وہ درگزر کرے گا اللہ عزوجل اُس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ رَبُّ ذُو الْجَنَالِ وَالْاِكْرَامِ کا فرمان عظیم ہے: لَا تُحِبُّونَ أَنْ تُغْفَرَ اللَّهُ لَكُمْ ۵۳ ”کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں بخشے؟“

اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر احسان فرمائے گا۔ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ ۵۴ ”جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی زندگی اور موت میں اُسے احترام بخشے گا۔ اللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ ۵۵ اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔“

جن ساعتوں میں مردوں کو دفن کرنا منع ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْهَانَا أَنْ نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ نُقْبِرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بِازْغَةٍ حَتَّى تَرْفَعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظُّهْرِ حَتَّى تَزُولَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ ۵۶ ”تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ اور میت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔“

- ۱۔ جب کہ سورج نکل رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔
- ۲۔ ٹھیک دوپہر کو (زوال کے وقت) یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔
- ۳۔ جب سورج ڈوبنے لگے۔“

۵۲ الفتح ۲۹۔ ۵۳ النور ۲۲۔ ۵۴ مشکوٰۃ ۳۲۲۔ ۵۵ مسلم جلد ۲ ص ۳۳۵۔ ۵۶ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۰ مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۔

انسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے:

۱۔ بزاز علیہ الرحمہ، اور حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی اپنی کتابوں اور تہذیبی علیہ الرحمہ نے ”شعب الایمان“ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ مدینہ منورہ سے گزرے تو دیکھا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں تو آپ ﷺ نے اُس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا: ایک شخص حبشہ سے آیا تھا تو وہ یہیں فوت ہو گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبِّحْ مِنْ أَرْضِهِ وَسَمَائِهِ حَتَّى تُدْفِنَ فِي التُّرْبَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا ۖ هَٰذَا اللَّهُ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اس کو اس کی اپنی زمین سے نکال کر اس مٹی (یعنی زمین) کی طرف بھیجا گیا ہے جس سے یہ پیدا ہوا تھا۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِنْ حَبَشِيًّا دُفِنَ فِي الْمَدِينَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دُفِنَ بِالطَّيْنَةِ الَّتِي خُلِقَ مِنْهَا ۖ ۵۸ ”ایک حبشی مدینہ (منورہ) میں دفن ہوا تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اُسی میں دفن ہوا۔“

۳۔ حضرت مطرب بن عکاس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا قَضَى اللَّهُ لِعَبْدٍ أَنْ يَمُوتَ بَارِضٍ جَعَلَ لَهُ إِلَيْهَا حَاجَةً ۖ ۵۹ ”جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کسی بندے کی موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اُس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اُس زمین کی طرف پیدا فرما دیتا ہے۔“

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کی موت، جس زمین میں لکھی ہوئی ہے، تو اُس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کسی کام کے بہانے وہاں بھیجتا ہے اور اُس کی روح وہاں نکلتی ہے، تو قیامت کے روز زمین کہے گی (اے اللہ جل جلالک) یہ تیری

۵۷۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۱، شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۲۷-۵۸، شرح الصدور ص ۱۰۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۲۷-۵۹، شرح الصدور ص ۱۰۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۴۷-۲۱۴۸، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۶۸۰۲۷-۵۹۔

امانت ہے۔“ ۶۰

سوال: کیا قبرستان باشندگانِ قرب و جوار کے لئے مضر ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: شریعت مطہرہ نے قبر کا گہرا ہونا اسی واسطے رکھا ہے کہ زندوں کی صحت کو ضرر نہ پہنچے۔ دُرِّ مختار میں ہے: حُفِرَ قَبْرُهُ مِقْدَارَ نَضْبِ قَامَةٍ فَإِنْ زَادَ فَحَسَنَ ۖ ۶۱ ”میت کی قبر قد کے برابر کھودی جائے اگر زیادہ ہو تو اچھا ہے۔“ دُرِّ مختار میں ہے: وَ إِنْ زَادَ إِلَى مِقْدَارِ قَامَةٍ فَهُوَ أَحْسَنُ كَمَا فِي الذَّخِيرَةِ وَ هَذَا حَدُّ الْعَمَقِ وَالْمَقْصُودُ مَنَعُ الرَّائِحَةِ فِي مِنْهُ وَ نَبَشِ السَّبَاعِ ۖ ۶۲ ”اگر قد کی مقدار سے زیادہ کیا تو زیادہ اچھا ہے جیسا کہ ”ذخیرہ“ میں ہے اور یہ گہرائی کی حد ہے۔ اس کا مقصد روکنے اور درندوں کے اکھاڑنے سے بچانے میں مبالغہ ہے۔“ ہزاروں لاکھوں آدمی مقابر کے قریب بستے ہیں بلکہ ہزاروں وہ ہیں جن کا پیشہ ہی تکیہ داری یا قبور کی مجاورت ہے۔ اُن کی صحت میں تو کوئی فرق نہیں آتا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

میت کو دفنانے کے بعد وصیت:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ مِنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوِّتُمْ عَلَيْهِ التُّرَابَ فَلْيَقُمْ أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ الْقَبْرِ ثُمَّ لِيَقُلْ يَا فَلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُ وَلَا يُجِيبُ ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ يَسْتَوِي قَاعِدًا ثُمَّ يَقُولُ يَا فَلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرْشَدَنَا رَحِمَكَ اللَّهُ، وَلَكِنْ لَا نَشْعُرُونَ، فَلْيَقُلْ فَإِنَّهُ يَقُولُ أَرْشَدَنَا رَحِمَكَ اللَّهُ، شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَ أَنْكَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا وَ بِالْقُرْآنِ إِمَامًا، فَإِنْ مُتَّكَرًا وَ نَكِيرًا

۶۰۔ شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۷۳-۳۲۷۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۲، ۱۰۱۔ ۶۱۔ دُرِّ مختار باب صلوة الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۳ (از فتاویٰ رضویہ شریف) ۶۲۔ دُرِّ مختار باب صلوة الجنائز جلد ۱ ص ۱۲۳ (از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَيَقُولُ: اِنْطَلِقْ بِنَامَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لَقِنَ حُجَّتَهُ فَيَكُونُ اللَّهُ حَاجِبَهُ ذَوْنَهُمَا: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنْ لَمْ يَعْرِفْ أُمُّهُ؟ قَالَ يَنْسِبُهُ إِلَى حَوَاءَ يَا فَلَانُ بْنُ حَوَاءَ ۚ ۱۳

”جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر

کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے اے فلاں ابن فلاں (اس موقع پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی جبکہ قیامت کے دن والد کے نام پر پکارا جائے گا) مرد یہ بات سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو میت کہے گی کہ اللہ (ﷻ) تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تم اس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو وہی کلمہ کہنا چاہئے کہ وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ (ﷻ) کو اپنا رب مانا اور اسلام کو دین اور حضرت محمد (ﷺ) کو نبی (ﷺ) اور قرآن مجید کو امام مان لیا ہے۔ پس ایسا کہنے پر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہی اس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا تو اسے جناب حواء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی طرف منسوب کر دے اور کہے اے فلاں بن حواء۔

قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیت کرنا:

ابن مندہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابو امامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت کی ہے انہوں نے بیان فرمایا ہے: إِذَا مِتُّ فَلْيَنْتُمُونِي فَلْيَقُمْ إِنْسَانٌ عِنْدَ رَأْسِي فَلْيَقُلْ يَا صَدِيقِي ابْنُ عَجَلَانَ أَذْكَرُ مَا كُنْتُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا شَهَادَةً

۱۳ شرح الصدور ص ۱۰۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۹۸ تخفیف الحیر جلد ۲ ص ۱۳۵ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۳ جلد ۳ ص ۳۵ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۰۶-۳۲۹۳۳-

أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ۚ ۱۴ ”جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دہن کر چکو تو ایک شخص میری قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے اے صدیق بن عجلان اس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے یعنی اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ (ﷺ)۔

قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟

حضرت سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ: إِذَا سَوَى عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرَهُ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ قَبْرِهِ يَا فَلَانُ قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يَا فَلَانُ قُلْ رَبِّي اللَّهُ وَدِينِي الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ ﷺ ثُمَّ يَنْصَرِفُ ۚ ۱۵ ”جب میت کی قبر بن چکے اور لوگ وہاں سے جائے لگیں تو یہ کہنا مستحب ہے کہ اس وقت میت سے کہا جائے اے فلاں تین مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہو اور (یہ کہ) اے فلاں کہہ میرا رب اللہ (جل جلالہ) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد (ﷺ) میرے نبی (ﷺ) ہیں پھر آ جائیں۔

مستحب اعمال:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ”شرح الصدور“ میں ”آجری“ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ دہن کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرے رہنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کی طرف متوجہ ہو کر اس کے لئے دُعا کی جائے۔

اللَّهُمَّ هَذَا عَبْدُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنَّا وَلَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَقَدْ أَحْسَنْتَهُ لِنَسْأَلُكَ اللَّهُمَّ فَتَبِّتَهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْآخِرَةِ كَمَا ثَبَّتَهُ فِي الدُّنْيَا اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ وَالْحَقُّهُ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ وَلَا تُحَرِّمْنَا أَجْرَهُ ۚ ۱۶ ”یا الہی یہ تیرا بندہ ہے تو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اور ہم اس

۱۴ درمنثور جلد ۵ ص ۳۹ شرح الصدور ص ۱۰۹-۱۱۵ ایضاً ۱۶ شرح الصدور ص ۱۰۹-۱۱۵ شرح الصدور ص ۱۰۹-

کو اچھا ہی سمجھتے تھے۔ یا الہی تُو نے اس کو سوال کے لئے بٹھایا ہے، یا الہی اس کو قولِ ثابت سے ثابت قدمی عطا فرما جیسے کہ دنیا میں تُو نے اس کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ یا الہی اس پر رحم فرما اور اپنے نبی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی ملاقات (وزیارت) اسے نصیب فرما اور ہم کو اس کے بعد گمراہ نہ کر اور اس کے اجر سے محروم نہ فرما۔

حضرت امام حکیم ترمذی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ دُفن کے بعد میت کی قبر پر ٹھہرنا اور ثابت قدمی کی دُعا کرنا میت کی مدد ہے، بالخصوص جماعت کی نماز کے بعد، کیونکہ مسلمانوں کی جماعت لشکر کی طرح ہے جو بادشاہ کے دروازے پر شفاعت کے لئے آیا ہو اور میت کے لئے ہولناکی، یہ وقت ہولناکی ہے کیونکہ یہ سوال کا وقت ہے۔ ۶۸

خطابِ قبر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے مصال پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے کئی بندوں کو دیکھا وہ ہنس رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اَكْثَرُ مَا ذُكِرَ هَا ذِمَّ اللَّذَاتِ فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ أَنَا بَيْتُ الْغُرَبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَأَنَا بَيْتُ الشَّرَابِ وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ فَإِذَا ذُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: مَرْحَبًا وَأَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتُ لَا حَبَّ مِنْ يَمْسِي عَلَى ظَهْرِي إِي فَإِذَا وَلَيْتَكَ الْيَوْمَ فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ فَيَسْتَعِ لَهْ مَدْبُصُهُ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِذَا ذُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ: لَا مَرْحَبًا وَلَا أَهْلًا أَمَا إِنْ كُنْتُ لَا بُغْضَ مِنْ يَمْسِي عَلَى ظَهْرِي إِلَى فَإِذَا وَلَيْتَكَ الْيَوْمَ وَصِرْتُ إِلَيَّ، فَسَتَرِي صَنِيعِي بِكَ قَالَ: فَيَلْتَنِمُ عَلَيْهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَصْلَاحُهُ قَالَ: فَآخِذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَصَابِعِهِ فَادْخَلَ بَعْضَهَا فِي جُوفِ بَعْضٍ قَالَ وَيَقْبِضُ اللَّهُ لَهُ سَبْعُونَ تَبِينًا لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْأَرْضِ مَا أَنْتَبَتْ شَيْءًا مَا

بَقِيَتْ الدُّنْيَا فَتَنْهَشُهُ وَتَخَذُّهُ حَتَّى يَقْضَى بِهِ إِلَى الْحِسَابِ قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ ۶۹۔ ”اگر تم لڑتوں کو توڑنے والی (موت کو) بہت یاد کرو تو تمہیں اس سے باز رکھے جس میں میں تمہیں دیکھتا ہوں۔ سو بہت یاد کرو موت کو، یہ لڑتوں کو توڑنے والی چیز ہے۔ اس واسطے کہ قبر ہر روز کہتی ہے (تم اپنا وطن چھوڑ کر میرے اندر آؤ گے) میں تمہاری اور مسافر کی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب بندہ مومن کو قبر میں دُفن کیا جاتا ہے تو قبر اُسے خوش آمدید کہتی ہے (مرحبا و احلا) اور کہتی ہے میری پشت پر چلنے والوں میں سے تو بہت پیارا تھا، اب تو میرے اندر آیا ہے اب تو میرا برتاؤ اپنے ساتھ دیکھے گا۔ پھر وہ قبر اُس کے لئے تاحد نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے اور اُس کے لئے جنت تک ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب فاجر و کافر آدمی دُفن ہوتا ہے تو قبر ناراضگی کا اظہار کرتی ہے اور کہتی ہے تجھے یہاں آنا مبارک نہ ہو میری پشت پر جو لوگ چلتے تھے تو اُن میں سب سے بُرا شخص تھا۔ اب تو میرے اندر آ گیا ہے، اب میں تجھے اپنا کام دکھاتی ہوں۔ اُس وقت قبر (کی دیواریں اُس پر) مل جائیں گی اور اُس کی پسلیاں ایک طرف سے دوسری طرف دھنس کر نکل جائیں گی۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بعض انگلیوں کو بعض میں ڈال کر عملی طور پر وہ منظر دکھایا اور فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ اُس پر ستر اُڑ دے مقرر فرمادیتا ہے اُن میں سے اگر کوئی ایک اُڑ دھا بھی زمین پر پھونک مار دے تو زمین پر کبھی سبزہ نہ اُگے۔ ایسے اُڑ دھے اُسے قیامت تک کا ستر رہیں گے۔ راوی کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفْرِ النَّارِ ”بے شک قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھ ہے۔“

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: هَذَا الَّذِي تَحْرُكُ لَهُ الْعُرْشُ، وَفَتَحَتْ لَهُ

أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَشَهِدَهُ سَبْعُونَ أَلْفًا نَكَّةً لَقَدْ ضَمَّ ضَمَّةً ثُمَّ
فَرَجَّ عَنْهُ ۝ (یہ) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس کے لئے عرش
حرکت میں آیا اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ستر ہزار فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جنازے میں شریک ہوئے۔ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی (قبر نے) قانونِ فطرت کے
مطابق دہایا۔ (اس سے معلوم ہوا قبر ہر میت کو دہاتی ہے اگرچہ انتہائی درجے کی صالح
کیوں نہ ہو۔ مومن اور صالح بندے کو اس کے دہانے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا جبکہ کافر
اور منافق کی پسلیاں ایک دوسری میں دھنس جاتی ہیں)۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے
وصال پر عرشِ عظیم کے ہلنے کی کثیر تعداد میں احادیث وارد ہیں۔ ایسے جن کے راوی
حضرت ابوسعید، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معقیب اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

قانونِ قدرت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: تَوَفَّيْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ
رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَخَرَجْنَا مَعَهُ فَرَأَيْنَاهُ مُهْتَمًّا شَدِيدًا الْحُزْنَ فَقَعَدَ
عَلَى الْقَبْرِ هَبِيهَةً وَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ نَزَلَ فِيهِ فَرَأَيْنَاهُ
يَزْدَادُ حُزْنًا ثُمَّ خَرَجَ فَرَأَيْنَاهُ سَرِيًّا عَنْهُ وَتَبَسَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ:
كُنْتُ أَذْكُرُ ضَيْقَ الْقَبْرِ وَغَمَّهُ وَضَعْفَ زَيْنَبَ فَكَانَ ذَلِكَ يَشْقُ
عَلَيَّ لَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْهَا فَفَعَلَ وَلَكِنْ ضَغْطَهَا ضَغْطَةً
سَمِعَهَا مِنْ بَيْنِ الْخَافِقَيْنِ إِلَّا الْإِنْسُ وَالْجِنُّ ۝

”جب حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئیں

۱۔ شرح الصدور ص ۱۱۰، مشکوٰۃ ص ۲۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص
۱۰۔ ایسے مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳، ۲۴، ۲۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۱۳۲، مستدرک حاکم جلد
۳ ص ۲۰۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۸۶، شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۴، بخاری حدیث نمبر
۳۸۰۳، مسلم حدیث نمبر ۲۳۶۶، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۸، ترمذی حدیث نمبر ۳۹۳۷، المعجم
الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۰، باب احقر العرش لموت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۲۔ شرح الصدور ص
۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۵، جلد ۲ ص ۳۳۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۷، کنز العمال
حدیث نمبر ۳۲۵۳۶، ۳۲۵۳۷، ۳۲۵۳۸۔

تو ہم رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جنازہ کے لئے نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کو (شفقتِ پدری کی بنا پر) پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر
(حضرت سیدہ بی بی زینب رضی اللہ عنہا کی) قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف
دیکھتے رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ہٹے تو غم زیادہ ہوا اور پھر تھوڑی دیر بعد غم ختم
ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشی سے مسکرائے۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم لوگوں نے اس کی
وجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قبر کے دہانے کو یاد کر رہا تھا
اور اپنی بیٹی کی کمزوری کا خیال ہوا۔ یہ بات میرے لئے باعثِ غم ہوئی، میں نے اللہ
تبارک و تعالیٰ سے دعا کی کہ اس پر تخفیف اور آسانی ہو تو دعا قبول ہوئی لیکن پھر بھی قبر
نے (حضرت) سیدہ بی بی زینب (رضی اللہ عنہا) کو اتنا دہایا کہ اس کے دہانے کی
آواز کو انس و جن کے علاوہ مشرق سے مغرب تک ہر ایک نے سنا۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ لِلْقَبْرِ ضَغْطَةً لَوْ كَانَ أَحَدٌ مِنْهَا نَاجِيًا لَنَجَا مِنْهَا
سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ ۝ (قبر (ہر ایک کو) دہاتی ہے اور اگر اس سے کسی کو نجات مل سکتی
تھی تو) (حضرت) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک بچہ دہن کیا گیا تو رسول کریم
رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَوْ أَقْلْتُ أَحَدًا مِنْ ضَمَّةِ الْقَبْرِ لَا فَلَثَ
هَذَا الصَّبِيُّ ۝ (اگر قبر کے دہانے سے کوئی بچہ نکال سکتا ہے تو یہ بچہ بچ جاتا۔)

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اِنَّ الْأَنْبِيَاءَ
لَا يُضْغَطُونَ ۝ (انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور ان کو نہیں دہاتیں)۔

ابوالقاسم علیہ الرحمہ نے ”کتاب الروح“ میں کہا ہے: لَا يُضْغَطُ مِنْ
ضَغْطَةِ الْقَبْرِ الصَّالِحُ وَلَا طَالِعٌ غَيْرُ أَنْ الْفَرَقَ بَيْنَ الْمُسْلِمِ

۳۔ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶، شرح الصدور ص ۱۱۰، مسند احمد جلد ۸ ص ۹۸، ۵۵، ۵۶، شکل الآثار جلد
۱ ص ۱۰، التلخیص جلد ۲ ص ۱۲۸، ۱۲۹، شرح الصدور ص ۱۱۱، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳
ص ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱

وَالْكَافِرِ دَوَامُ الضَّغْطَةِ لِلْكَافِرِ وَخُصُوصُ هَذِهِ الْحَالَةِ لِلْمُؤْمِنِ فِي
أَوَّلِ نَزْوِلِهِ إِلَى قَبْرِهِ ثُمَّ يَعُودُ إِلَى الْأَنْفَسَاحِ لَهُ فِيهِ قَالَ: وَالْمُرَادُ
بِضَّغْطَةِ الْقَبْرِ الْبَقَاءَ جَانِبَيْهِ عَلَى جَسَدِ الْمَيِّتِ ۖ كَيْ "قبر کے دبائے سے
نہ اچھے محفوظ رہیں گے نہ بُرے، لیکن فرق یہ ہے کہ کافر پر یہ حالت ہمیشہ رہے گی اور
مسلمان کو ابتداء میں قبر دبائے گی اور پھر فراخ ہو جائے گی اور قبر کے دبائے سے مراد یہ
ہے کہ اس کے دونوں کنارے آپس میں مل جائیں گے۔ حضرت امام حکیم ترمذی علیہ
الرحمۃ فرماتے ہیں: سَبَبُ هَذِهِ الضَّغْطَةِ أَنَّهُ مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ أَلَمَ
بِخَطِيئَةٍ مَّا، وَإِنْ كَانَ صَالِحًا، فَجَعَلَتْ هَذِهِ الضَّغْطَةُ جَزَاءً لَهُ، ثُمَّ
تُذَرُّهُ الرُّحْمَةُ قَالَ أَوْ أَمَّا الْأَنْبِيَاءُ فَلَا نَعْلَمُ أَنَّ لَهُمْ فِي الْقُبُورِ
ضَمَّةً وَلَا سُوءًا لِعِصْمَتِهِمْ ۖ كَيْ "قبر کا دبانا اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی شخص خواہ
کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو اس سے کوئی نہ کوئی خطا سرزد ہو جاتی ہے لیکن انبیاء کرام علیہم
السلام معصوم ہیں نہ تو ان کو قبر دبائی ہے اور نہ ہی ان سے سوال ہوتے ہیں۔"

ابن ابی الدنیا، محمد بنی سے بیان کرتے ہیں: كَانَ يُقَالُ إِنَّ ضَمَّةَ الْقَبْرِ
إِنَّمَا أَصْلُهَا إِنَّهَا أَمَّهُمْ، وَمِنْهَا خَلَقُوا، فَغَابُوا عَنْهَا الْغَيْبَةُ الطَّوِيلَةَ
فَلَمَّا رُدُّوا إِلَيْهَا أَوْلَادُهَا ضَمَّتْهُمْ ضَمُّ الْوَالِدَةِ الَّتِي غَابَ عَنْهَا وَلَدُهَا
ثُمَّ قُدِّمَ عَلَيْهَا، فَمَنْ كَانَ لِلَّهِ مُطِيعًا ضَمَّتْهُ بِرَأْفَةٍ وَرَفَقٍ وَمَنْ كَانَ
عَاصِيًا ضَمَّتْهُ بِعَنْفٍ سَخَطًا مِنْهَا عَلَيْهِ لَوَبَّهَا ۖ كَيْ "قبر کے دبائے کی
اصل وجہ یہ ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہوئے اور اب ایک عرصہ تک اس سے غائب
ہونے کے بعد پھر ملے ہیں تو وہ ان کو بالکل اسی طرح دبائی ہے جیسے ماں اپنے مدت
سے بچہ پھڑے ہوئے بچے کو دبائی ہے تو جو اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے اس کو
بطور رحمت اور جو نافرمان ہوتا ہے اسے بطور ناراضگی دبائی ہے۔"

قبر کا دبانا ماں کے دبائے کی طرح ہے:

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے حضرت علامہ بیہقی، حضرت

ابن مندہ، حضرت دیلمی اور حضرت ابن نجار رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے ایک روایت
نقل کی ہے جس کے راوی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ہیں کہ (أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ)
حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّكَ مُنْذُ يَوْمٍ
حَدَّثْتَنِي بِصَوْتٍ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ وَضَغْطَةِ الْقَبْرِ لَيْسَ يَنْفَعُنِي شَيْءٌ
قَالَ: "يَا عَائِشَةُ! إِنَّ أَصْوَاتَ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ فِي أَسْمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ
كَأَنَّهَا لَمْ تَدْرِ فِي الْعَيْنِ، وَإِنَّ ضَغْطَةَ الْقَبْرِ عَلَى الْمُؤْمِنِ، كَأَنَّهَا
الشَّفِيقَةُ يَشْكُوا إِلَيْهَا ابْنُهَا الصَّدَاقَ، فَتَعْمِزُ رَأْسَهُ عِمْرًا رَفِيقًا،
وَلَكِنْ يَا عَائِشَةُ! أَوَيْلَ لِلشَّاكِينَ فِي اللَّهِ كَيْفَ يَضْغَطُونَ فِي
قُبُورِهِمْ كَضَغْطَةِ الصَّخْرَةِ عَلَى الْبَيْضَةِ ۖ كَيْ "یا رسول اللہ (صلی اللہ
علیک وسلم) جب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منکر و نکیر کی آواز اور قبر کے دبائے کا ذکر فرمایا
ہے مجھے کسی چیز میں لذت نہیں آتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ
عنہا) منکر و نکیر کی آواز مؤمنین کے کانوں میں ایسی ہے جیسے اشد کا سرمہ آنکھوں میں اور
قبر کا دبانا ان کے لئے ایسا ہی ہے جیسا ماں اپنے بچے کا سر دبائی ہے جس کے سر میں
درد ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے بارے میں شک کرتے ہیں ان کے لئے
ہلاکت ہو۔ قبر ان کو ایسے کچلے گی جیسے پھراندے کو پھلتا ہے۔"

قل هو اللہ شریف کی برکتیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم
ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَرَأَ، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فِي مَرُوضِهِ الَّذِي
يَمُوتُ فِيهِ لَمْ يَفْتَنْ فِي قَبْرِهِ وَآمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ، وَحَمَلَتْهُ
الْمَلَائِكَةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَكْفِهَا حَتَّى تُجَبِّزَهُ مِنَ الصِّرَاطِ إِلَى بَابِ
الْجَنَّةِ ۖ كَيْ "جو اپنی بیماری میں قل هو اللہ احد پڑھے گا اور اسی بیماری میں فوت ہو
جائے تو وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قبر بھی نہیں دبائے گی اور قیامت کے دن

فرمایا: اذْفَنُوا مَوْتَاكُمْ فِي وَسْطِ قَوْمِ صَالِحِينَ فَإِنَّ الْمَيِّتَ يَتَأَذَى بِجَارِهِ السُّوءِ كَمَا يَتَأَذَى الْحَيُّ بِجَارِهِ السُّوءِ ۵۶ ”تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ میت کو بھی بُرے ہمسائے سے اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے ہمسائے سے۔“

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اُس کو اچھا کفن پہناؤ، اُس کی وصیت جلد پوری کرو، اُس کی قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آخرت میں صالح ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ فرمایا کیا دنیا میں نیک ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ عرض کیا، جی ہاں! فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے۔“ ۵۷

مسئلہ: صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ اُن کے قرب کی برکت اُسے شامل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ مستحق عذاب بھی ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں۔ وہ رحمت کہ جو اُن پر نازل ہوتی ہے اُسے بھی گھیر لیتی ہے۔“ ۵۸

تیسیر الباری میں ہے:

غیر مقلدین کے امام وحید الزماں لکھتے ہیں ”جب واجد علی شاہ بادشاہ اودھ فوت ہو گیا تو مولانا فضل الرحمان نے فرمایا واجد علی شاہ بخشا گیا۔ ایک اور دہلی کا بادشاہ جو سخت گنہگار تھا مرتے وقت یہ وصیت کر گیا کہ مجھے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کے پاس دفن کر دینا، وہیں دفن کیا گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء گزر گزرا کر بارگاہ الہی میں عرض کر رہے ہیں۔ یا اللہ (جل جلالک) وہ میرے پاس اس اُمید سے آیا ہے کہ تو اُس کو بخش دے گا، اللہ (جل جلالک) نے اُسے بخش دیا۔“ ۵۹

۵۶ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۷۱ شرح الصدور ص ۱۰۵، حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۳۵۴ کشف الخفا للعجونی جلد ۱ ص ۷۲۔ ۵۷ شرح الصدور ص ۱۰۵۔ ۵۸ ایضاً ۵۹ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۵۹ من ومن۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیا نے ”قبور“ میں حضرت عبداللہ بن نافع مرنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِينَةِ فَلَدَفِنَ بِهَا فَرَأَاهُ رَجُلٌ كَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْتَمَ لِلذِّكِّ ثُمَّ أَرَاهُ بَعْدَ سَابِعَةِ أَوْ ثَامِنَةِ كَأَنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَسَأَلَهُ قَالَ: دُفِنَ مَعَنَا رَجُلٌ مِنَ الصَّالِحِينَ فَشَفِيعَ فِيَّ أَرْبَعِينَ مِنْ جِيرَانِهِ فَكُنْتُ فِيهِمْ ۹۰ ”ایک شخص ایک شہر میں فوت ہو گیا تو اُسے ایک شخص نے دیکھا وہ جہنمی ہے تو اُسے غم ہوا پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ اُس سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ساتھ ایک آدمی دفن ہوا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔“

سوال: جس قبرستان کی بوجہ کی زمین اور مردوں کی کثرت تدفین سے یہ حالت ہوگئی کہ نئی قبریں کھودنے پر کثرت سے مردوں کی ہڈیاں نکلتی ہوں تو ایسے قبرستان میں مردوں کی ہڈیاں اکھاڑ کر مردوں کو دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اُس قبرستان کے متصل ایک قبرستان ہے جو ان شکایتوں سے پاک و صاف ہے تو اُس کو چھوڑ کر خواہ خواہ صرف اس خیال سے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے مدفن ہیں دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مذکورہ محض ناجائز و حرام ہے۔

سوال: اگر کسی کے ہاں مراہو بچہ پیدا ہوا تو اُس کو کہاں دفنانا چاہئے؟

جواب: اُسے مسلمانوں کے قبرستان ہی میں دفن کیا جائے گا۔

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد لوگوں کو منتشر ہو جانا چاہیے یا گھر پر آ کر فاتحہ خوانی کر کے منتشر ہونا چاہیے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں اور میت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔

گھر والوں یعنی بہن بھائیوں اور قرابت داروں کے علاوہ عوام الناس منتشر ہو جائیں۔

۹۰ فتاویٰ رضویہ شریف (باب دہن میت)

حالات قبر

قبر میں فرشتوں کے سوالات:

جب بندے کو دفنایا جاتا ہے اور (قبر بنانے والے) اُس کے احباب واپس لوٹتے ہیں تو اُس دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہونے والا، ایسے ایسے مسائل کا حل پالیتا ہے۔ جن کا دنیا میں وہ اقرار یا انکار کرتا تھا۔ بعض ایسی باتیں ہیں جن کا انسان اقرار تو کرتا ہے مگر اقرار محض علم الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ وہ کم لوگ ہیں جن کا اقرار عین الیقین یا حق الیقین کی حد تک ہوتا ہے۔ رہی انکار کی بات تو جب انکار ہو گیا تو پھر ہر قسم کے یقین کا تذکرہ باقی نہ رہا۔

بہر حال عالم برزخ میں جانے والے خود اُن حقائق کو ملاحظہ کر لیتے ہیں جن کے بارے میں شاید اُن کے علم اور یقین میں پختگی نہ ہو۔ یا گوگو کی کیفیت میں ہوں۔ لیکن عالم برزخ میں جانے کے بعد مسائل اور معاملات کے سمجھ میں آنے سے نوعیت یقین وہ نہیں رہتی جو زندگی میں یقین کی نوعیت ہوتی ہے۔ ہمارے لئے سب سے اہم یقین کا ذریعہ رسول کریم ﷺ کی ذات مبارک ہے جنہوں نے ہمیں عالم برزخ کے حالات کی تفصیل بتائی ہے۔ جس کے لئے احادیث مبارکہ کا عظیم خزانہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ جس میں ہمیں من گھڑت تاویلوں کی ضرورت نہیں۔ پھر جب احادیث صحیحہ میں ہر چیز موجود ہے تو ماننے ہی میں دین و دنیا کی بہتری ہے۔ عقل کے گھوڑے دوڑانے سے کیا حاصل ہوگا جب تک رسول کریم ﷺ کی بات پر ہی یقین نہ ہو، معاملات درست نہیں ہوتے۔ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے عالم برزخ کی جو کیفیات بیان فرمائی ہیں، وہ علم نبوت اور علم خداوندی کے غیب کے خزانوں میں سے ہیں۔ جس کا کوئی صاحب ایمان انکار نہیں کر سکتا۔ علم نبوت کو فرقہ وارانہ ذہنیت سے نہیں پرکھنا چاہئے۔ بلکہ مومنانہ فراست اور رب حقیقی کا بندہ بن کر ماننا چاہئے۔ ملاحظہ فرمائیں رسول کریم

روف ورجیم ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟

قبر والے کا جو توں کی آہٹ سننا اور فرشتوں کا آنا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَتَوَلَّى عَنْهُ اَصْحَابُہٗ اَنَّهُ لَيَسْمَعُ قُرْعَ نَعَالِهِمْ ۚ

”جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جو توں کی آہٹ سنتا ہے۔“ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں، پھر کہتے ہیں، تم ان صاحب (حضرت سیدنا) محمد ﷺ کے متعلق کیا کہتے تھے؟ تو جو بندہ مومن ہوتا ہے، کہہ دیتا ہے ”اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ“ تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جسے اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے جنت کے ٹھکانے میں بدل دیا ہے تو وہ اُن دونوں کو دیکھتا ہے اور جب قبر والا منافق یا کافر ہو اور اُس سے پوچھا جائے کہ ان صاحب (یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا تھا؟ تو وہ کہتا ہے لَا اَدْرِي کُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيَقَالُ لَهُ لَا ذَرِيَّتَ وَلَا تَلِيَّتَ وَ يُضْرَبُ بِمِطْرَاقٍ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مِنْ يَلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ ۚ ”میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ اُس سے کہا جاتا ہے تو نے نہ پہچانا اور نہ قرآن مجید پڑھا۔ اُس کو لوہے کے ہتھوڑوں سے مارا جاتا ہے۔ وہ ایسی چیخیں مارتا ہے جنہیں سوائے جنات اور انسانوں کے تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں۔“

فرشتوں کے سوالات اور میت کے جوابات:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۵۱، المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۱۵۱، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸، بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸، ۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸، ۱۸۴، مسلم جلد ۲ ص ۲۸۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۳، ۲۳۶، شرح الصدور ص ۱۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۸۰، مشکوٰۃ ص ۲۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۶۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴۔

رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِيهِ فَيَقُولَانِ لَهُ "مَيْتَ كَيْتَ" (مگر وکیر) آتے ہیں، اُسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اُس سے کہتے ہیں:-

۱- مَنْ رَبُّكَ؟ (تیرا رب کون ہے؟) وہ کہتا ہے رَبِّيَ اللَّهُ (میرا رب اللہ) (تبارک وتعالیٰ) ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں:-

۲- مَا دِينُكَ؟ (تیرا دین کیا ہے؟) وہ کہتا ہے دِينِي الْإِسْلَامُ "میرا دین اسلام ہے" پھر وہ کہتے ہیں:-

۳- مَا بِهِذَا الرَّجُلِ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ یہ کون صاحب ہیں جن کو تمہارے درمیان مبعوث فرمایا گیا؟ وہ کہتا ہے یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، فَيَقُولَانِ لَهُ مَا يُذَرِّبُكَ فَيَقُولُ قَرَأْتُ كِتَابَ اللَّهِ فَأَمُنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ سَيِّدَ الْفَرِشَةِ کہتے ہیں تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب (قرآن عظیم) کی تلاوت کی، اُس پر ایمان لایا، اُسے سچا جانا۔

جنت کی چادریں اور تاحدنگاہ قبر کشادہ:

مولہ بالا حدیث شریف میں مزید یہ بھی ہے کہ فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَّقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبُسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُو لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ رُوحِهَا وَيَلْبِسُهَا وَيُفَسِّحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ سَيِّدُ آسَمَانٍ سے پکارنے والا پکارتا ہے میرا بندہ سچا ہے۔ لہذا اس کے لئے جنت کے بستر بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دو۔ پھر اس تک جنت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے اور تاحدنگاہ اُس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

مع مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۵۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۷ مع مشکوٰۃ ص ۲۵ حدیث نمبر ۱۳۱ مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲ ابوداؤد حدیث نمبر ۲۷۵۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۸۷۔

عذاب قبر کی آواز مشرق و مغرب کی مخلوقات سنتی ہیں:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يُعَادِرُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيَجْلِسَانِيهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ لَهُ مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ هَاهُ هَاهُ لَا أَدْرِي فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَالْبُسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُو لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ قَالَ فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسُمُومِهَا وَيُضَيِّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ عَلَيْهِ أَضْلَاعُهُ ثُمَّ يُقَيِّضُ لَهُ أَعْمَى وَأَصَمَّ مَعَهُ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضَرَبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تَرَابًا فَيَضْرِبُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تَرَابًا ثُمَّ يُعَادِفِيهِ الرُّوحُ ۝

”(کافر) کی روح بھی جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اُس کو بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہا ہا! میں نہیں جانتا۔ پھر اُس سے پوچھا جاتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ تب آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہذا اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ اور آگ کا لباس پہناؤ اور اس کے لئے جہنم کی طرف دروازہ کھول دو۔ پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لو آتی ہے۔ پھر فرمایا: اُس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک اُس کی پسلیاں ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں۔ پھر اُس پر اندھے فرشتے مسلط ہوتے ہیں جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر ان سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہو جائے۔ وہ فرشتے ان ہتھوڑوں سے اُسے مارتے ہیں۔ اُس کی (چیخ و پکار) آواز جن وانس کے سوا مشرق و مغرب کی تمام مخلوق سنتی ہے۔ جس سے وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اُس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔“

قبر کا ۳۹۰۰ مربع گز کشادہ ہونا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا أُقْبِرَ الْمَيِّتُ أَنَا مَلَكَانِ اسْوَدَانِ ارْزُقَانِ يُقَالُ لَا حَدَّ لَهَا الْمُنْكَرُ وَلَا خَيْرَ النَّكِيرِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ فَيَقُولُ "جَب مَيِّتٌ كِي قَبْرِ بِنَادِي جَاتِي هِيَ تَوَاسُ كِي پَاسِ نِيكِي آنكھوں اور سیاہ رنگ والے دو فرشتے آتے ہیں ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ دونوں (قبر والے سے) کہتے ہیں تو ان صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو وہ (میت یعنی قبر والا) کہتا ہے (هُوَ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ) "یہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول ﷺ ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں مگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور یقیناً (حضرت) محمد ﷺ اُس کے (پیارے) بندے اور (محبوب) رسول ﷺ ہیں۔" تب وہ فرشتے کہتے ہیں۔ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا "ہم تو (پہلے ہی) جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا" ثُمَّ يَفْسَحُ فِي قَبْرِهُ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ ثُمَّ يُنْزَلُ فِيهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ ثُمَّ فَيَقُولُ أَرْجِعْ إِلَى أَهْلِي فَأَخْبِرْهُمْ فَيَقُولَانِ نَمْ كَنُومَةَ الْعُرُوسِ الَّذِي لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللَّهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ ۚ پھر اُس کی قبر ستر ستر گز کشادہ کر دی جاتی ہے۔ (یعنی چار ہزار نو سو مربع گز) پھر اُس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے، پھر اُس سے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں (واپس) اپنے گھر جاؤں اور اپنے گھر والوں کو یہ خبر دے دوں کہ کامیاب ہو گیا ہوں۔ فرشتے کہتے ہیں، وَلَٰكِنْ كِي طَرَحَ سَوَاجَا، جسے اُس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا۔ تا آنکہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُسے اُس کی خواب گاہ سے اٹھائے گا۔" (منافق اور کافر کا حال پیچھے درج ہو چکا)۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۹ (مختصراً)۔

قبر میں سورج کا قریب غروب نظر آنا:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' نبی (کریم ﷺ ورجیم ﷺ) نے فرمایا: إِذَا أُدْخِلَ الْمَيِّتُ قَبْرًا مِثْلَ لَهِ الشَّمْسِ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُولُ دَعُونِي أَصْلِي ۚ "جب میت قبر میں داخل کی جاتی ہے، تو اُسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ وہ میت آنکھیں ملتی ہوئی اُسٹھ بیٹھتی ہے اور کہتی ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔ (یعنی اے فرشتو! سوالات بعد میں کر لینا عصر کی نماز کا وقت جارہا ہے پہلے مجھے نماز پڑھ لینے دو۔ یہ تو وہی کہہ سکے گا جو دنیا میں نمازوں کا پابند ہوگا اور "حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَواتِ وَالصَّلَوةِ الْوُسْطَى" کی عملی تفسیر پیش کرتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس عرض پر سوال وجواب نہ ہوں یا ہوں تو معاملہ نہایت آسان ہو جائے۔"

قبر کے پاس کھڑے ہو کر مغفرت کی دُعا کرنا:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ ثُمَّ سَلُوا لَهُ بِالتَّيْبِتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ ۚ "جب نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ میت کے دفنانے کے بعد فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر ٹھہرتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے بخشش کی دُعا کرو، پھر اُس کے لئے ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو۔ اس سے اب سوالات ہو رہے ہیں۔" (ہمارے ہاں یہی طریقہ ہے کہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر قبر کے ارد گرد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے اور میت کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ ان سب کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے یہ تمام کام سنت ہیں)۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۶ شرح الصدور ص ۱۲۱۔ ۲۔ مشکوٰۃ ص ۲۶ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳ شرح السنۃ جلد ۳ ص

۲۸۰ مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۵۲۶ مختصراً۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے رونے کا واقعہ:

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ آپ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی داڑھی (شریف) تر ہو جاتی۔ عرض کیا جاتا کہ آپ جنت و دوزخ کا تذکرہ کرتے ہیں تو نہیں روتے (مگر جب قبر کے پاس آتے ہیں) تو اس کے پاس کھڑے ہو کر روتے ہیں۔ تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے **إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنَ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَّاهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ وَإِنْ لَمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ** ”قبر آخرت کی منزلوں میں پہلی منزل ہے۔ جو اس سے نجات پا گیا تو بعد والی منزلیں اس سے آسان تر ہیں اور اگر اس میں ہی نجات نہ پائی تو بعد والی منزلیں اس سے بھی سخت تر ہیں۔“ رسول کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: **مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ** کہ ”میں نے قبر سے زیادہ وحشت ناک کوئی منظر نہیں دیکھا۔“ ۹

قبر میں جنتی کو جنت دکھائی جاتی ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو صبح و شام اس پر اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا رہتا ہے۔ اگر جنتی ہے تو جنت کا ٹھکانہ اور اگر دوزخیوں میں سے ہے تو دوزخ کا ٹھکانہ۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) تجھے ادھر بھیجے گا۔“ ۱۰

کافر کی قبر میں ۹۹ اڑدھے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم روف

۹ مشکوٰۃ ص ۲۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۵۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶ ترمذی جلد ۲ ص ۵۷ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۰۔ ۱۰ مشکوٰۃ ص ۲۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۴ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱ مستدرک جلد ۲ ص ۱۱۳ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۱ مؤطا امام مالک ص ۲۲۱ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵۔

ورجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِي قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَ تَسْعُونَ تَيْنًا** ”نہسہ و تلذغہ حتی تقوم الساعة لو ان تینا منها نفخ فی الارض ما البنت خضرًا“ ”کافر پر اس کی قبر میں ۹۹ اڑدھے مسلط کئے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے اور نوپتے رہیں گے۔ اگر ان میں سے ایک سانپ زمین پر پھونک مار دے تو کبھی سبزہ نہ اگے۔“ حضرت امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بھی اس کی مثل حدیث بیان فرمائی ہے۔ لیکن انہوں نے ۹۹ کی بجائے ۷۰ اڑدھے لکھے ہیں۔

عذابِ قبر سے پناہ:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مفسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں **أَنْ يَهُودِيَّةٌ دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ** ”فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَنِي اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِمَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدَ صَلَوةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ“ ”ایک یہودی (عورت) میرے پاس آئی اور اس نے عذابِ قبر کا ذکر کیا اور آپ (یعنی اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ کو عذابِ قبر سے بچائے۔ (اس عورت کے جانے کے بعد حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عذابِ قبر کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہاں عذابِ قبر حق ہے۔ (اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے کبھی نہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہو اور عذابِ قبر سے پناہ نہ مانگی ہو۔“

نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذابِ قبر سن کر فرمایا:

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں **بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حَائِطٍ لَبِنِي النَّجَارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ** ”مَشْهُوۃ ص ۲۶ دارۃ جلد ۲ ص ۳۳۱ مستدرک جلد ۳ ص ۳۸۰۔ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ مسلم جلد ۱ ص ۲۷۱ مستدرک جلد ۲ ص ۱۷۱ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۱۔“

اِذْ حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُنْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبَرَتْ سَبْعَةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبَرِ قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتُوْا قَالَ فِى الشِّرْكَ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تَبْتَلٰى فِى قُبُوْرِهَا فَلَوْ لَا اَنْ لَا تَدَا فَنُوْا الدَّعُوْثُ اللّٰهُ اَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِى اَسْمَعُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بَوَّجِهْهُ فَقَالَ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ تَعُوْذُ وَا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَتْ تَعُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ ۱۳ ”نبی کریم روف ورجیم ﷺ نجار کے بارغ میں اپنے چچ پر جا رہے تھے اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اچانک آپ ﷺ کا چچ بدکا، قریب تھا کہ آپ ﷺ کا چچ آپ ﷺ کو گرا دیتا۔ دیکھا تو وہاں پانچ چھ قبریں تھیں۔ حضور نبی کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا: ان قبروں کو کوئی پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں پہچانتا ہوں۔ فرمایا یہ کب مرے؟ عرض کیا زمانہ شرک میں مرے۔ تب رسول کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ گروہ ہے جو اپنی قبروں میں عذاب دیئے جاتے ہیں۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ اس عذاب سے کچھ تمہیں بھی سنا دے جو میں سن رہا ہوں۔ ہماری طرف رُخ آنور فرما کر چار باتیں فرمائیں۔

- (۱) دوزخ کے عذاب سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگو۔ (۲) عذابِ قبر سے اللہ جل جلالہ کی پناہ مانگو۔ (۳) کھلے چھپے فتنوں سے اللہ جل شانہ کی پناہ مانگو۔ (۴) دجال کے فتنہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ (راوی فرماتے ہیں) ہم نے ان سب سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ مانگی۔“

۱۳ مشکوٰۃ ص ۲۵ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸۲ (مختصر عن انس بن مالک) مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۴-۱۵۳ مسلم جلد ۲ ص ۲۸۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۔

قبر میں ملک الموت ﷺ روح واپس کر دیتے ہیں:

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنَّ ابْنَ اٰدَمَ لَفِیْ غَفْلَةٍ عَمَّا خُلِقَ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَرَادَ خَلْقَهٗ قَالَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَكْتُبْ رِزْقَهٗ، اَكْتُبْ اَثَرَهٗ، اَكْتُبْ اَجَلَهٗ اَكْتُبْ شَقِیًّا اَمْ سَعِیْدًا، ثُمَّ یَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ وَیَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فِیَحْفَظُهٗ حَتّٰی یُدْرِكَ، ثُمَّ یَرْتَفِعُ ذٰلِكَ الْمَلَكُ، ثُمَّ یُوحِلُ اللّٰهُ بِهٖ مَلٰٓئِكَتَیْنِ یَكْتُبَانِ حَسَنَاتِهٖ وَسَيِّئَاتِهٖ، فَاِذَا حَضَرَہُ الْمَوْتُ اُرْتَفِعَ ذٰلِكَ الْمَلٰٓئِكَانِ، وَجَاءَ مَلَكُ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ، فَاِذَا دَخَلَ قَبْرَهٗ رَدَّ الرُّوْحَ اِلٰی جَسَدِهٖ، وَجَاءَ هٗ مَلَكًا الْقَبْرِ فَاُمْتَحَنَاهُ، ثُمَّ یَرْتَفِعَانِ، فَاِذَا قَامَتِ السَّاعَةُ اُنْحَطَّ عَلَیْهِ مَلَكُ الْحَسَنَاتِ وَمَلَكُ السَّیِّئَاتِ، فَانْتَشَطَا كِتَابًا مَّعْقُوْدًا فِیْ غُنْفِهٖ، ثُمَّ حَضَرَا مَعَهٗ وَاحِدٌ سَابِقٌ وَآخَرُ شَهِیْدٌ) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: (اِنَّ قُدَامَكُمْ لَا مَرَّ عَظِیْمٌ مَا تَقْدِرُوْنَہٗ، فَاسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ ۱۴ ”ابن آدم اس بات سے غفلت میں ہے کہ اُس کے لئے کون سی چیز پیدا کی گئی۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ انسان کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے سے فرماتا ہے (اس کے لئے چار چیزیں لکھو) ۱۔ رزق، ۲۔ نشاناتِ قدم، ۳۔ موت کا وقت اور ۴۔ نیک بخت یا بد بخت۔ پھر اللہ کریم ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو ان چیزوں کو محفوظ کر لیتا ہے اور واپس لوٹ جاتا ہے۔ پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ اُس کے پیدا ہونے کے بعد) دو فرشتے (کراما کا تبین) مقرر فرماتا ہے جو اُس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔ جب اُس کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو یہ دونوں فرشتے چلے جاتے ہیں اور (حضرت) ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، جو اُس کی روح قبض کرتے ہیں۔ پھر جب اُس شخص کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو (حضرت) ملک الموت (ﷺ) اُس کی روح واپس کر دیتے ہیں۔ اب قبر والے فرشتے آ کر سوالات کرتے اور امتحان لیتے ہیں۔ پھر

جب قیامت ہوگی تو نیکیوں اور برائیوں کے فرشتے اُتریں گے پھر وہ اُس کی گردن سے بندھی ہوئی کتاب کھولیں گے۔ ایک کا نام ہے ”سائق“ اور دوسری کا نام ”شہید“۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سامنے بہت بڑا معاملہ پیش آنے والا ہے کہ جس کی تم میں طاقت نہیں۔ بس اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے مدد چاہو۔

تلاوتِ قرآن پاک کرنے والے کی منکر و نکیر کے سوالات سے نجات:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْهَرُ بِقِرَاءَتِهِ، فَإِنَّهُ يَطْرُدُ بِجَهْرِهِ الشَّيَاطِينَ، وَفَسَاقَ الْجِنِّ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ فِي الْهَوَاءِ وَسُكَّانَ الدَّارِ يَسْتَمِعُونَ لِقِرَاءَتِهِ، وَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ، فَإِذَا مَضَتْ هَذِهِ اللَّيْلَةُ أَوْصَتْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ الْمُسْتَأْنِفَةَ بِهِ، فَتَقُولُ: نَبِّهْنِي لِسَاعَتِهِ وَكُونِي عَلَيْهِ خَفِيفَةً، فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ جَاءَ الْقُرْآنُ، فَوَقَفَ عِنْدَ رَأْسِهِ وَهُمْ يُغْلِسُونَهُ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهُ دَخَلَ الْقُرْآنُ، حَتَّى صَارَ بَيْنَ صَدْرِهِ وَكَفِّهِ، فَإِذَا وَضَعَ فِي حُفْرَتِهِ وَجَاءَهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ خَرَجَ الْقُرْآنُ، فَصَارَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمَا، فَيَقُولَانِ لَهُ: إِلَيْكَ عَنَّا فَإِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَسْأَلَكَ، فَيَقُولُ: وَاللَّهِ مَا أَنَا بِفَارِقِهِ حَتَّى أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ، فَإِن كُنْتُمَا أَمَرْتُمَا فِيهِ بِشَيْءٍ فَنَسَأُكُمَا، ثُمَّ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُنِي؟ فَيَقُولُ: لَا. فَيَقُولُ: أَنَا الْقُرْآنُ، أَنَا الَّذِي كُنْتُ أَشْهَرُكَ لَيْلِكَ وَأَظْمَنُكَ نَهَارِكَ، وَأَمْنَعُكَ شَهْوَتِكَ، وَسَمِعَكَ وَبَصَرَكَ، فَسَتَجِدُنِي مِنْ بَيْنِ الْأَخْلَاءِ خَلِيلٌ صَدِيقًا، وَمِنْ الْأَخْوَانِ أَخًا صَدِيقٌ، فَأَبْشِرْ لِمَا عَلَيْكَ بَعْدَ مَسْأَلَتِهِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ مِنْ هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ، ثُمَّ يَخْرُجَانِ عَنْهُ، فَيَضَعُ الْقُرْآنُ إِلَى رَبِّهِ تَعَالَى، فَيَسْأَلُ لَهُ فِرَاشًا وَدِفْئًا، فَيَوْمَرُ لَهُ بِفِرَاشٍ وَدِفْئٍ وَقَنَدِيلٍ مِنْ نُورِ الْجَنَّةِ، وَيَأْسِمِينَ مِنْ يَأْسَمِينَ الْجَنَّةِ، فَيَحْمِلُهُ أَلْفُ مَلَكٍ

مَنْ مَقْبَرَتِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَسْبِقُهُمُ الْقُرْآنُ إِلَيْهِ، فَيَقُولُ: هَلِ اسْتَوْحَشْتَ بَعْدِي؟ مَا رَدَدْتُ مِنْذُ فَارَقْتُكَ عَلَى أَنْ كَلِمَتِ اللَّهِ تَعَالَى فِي فِرَاشٍ وَدِفْئٍ وَمُصْبَاحٍ، فَهَذَا قَدْ جُنْتُكَ بِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَحْمِلُونَهُ وَيَقْرِشُونَهُ ذَلِكَ، وَيَضَعُونَ الدِفْئَ تَحْتَ رِجْلَيْهِ، وَالْيَاسَمِينَ عِنْدَ صَدْرِهِ، ثُمَّ يَحْمِلُونَهُ حَتَّى يَضَعُونَهُ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ يَصْعَدُونَ عَنْهُ فَيَسْتَلِقُ عَلَيْهِ، فَلَا يَزَالُ يَنْظُرُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَلْجُوا فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ يَذْفَعُ الْقُرْآنُ فِي قَبْلَةِ الْقَبْرِ، فَيُوسِعُ عَلَيْهِ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ، وَكَانَ فِي كِتَابِ أَبِي مَعَاوِيَةَ فَيُوسِعُ لَهُ مَسِيرَةَ أَرْبَعِمِائَةِ عَامٍ، ثُمَّ يَحْمِلُ الْيَاسَمِينَ مِنْ عِنْدِ صَدْرِهِ، فَيَجْعَلُهُ عِنْدَ أَنْفِهِ، فَيَشْمُهُ غَضًا إِلَى يَوْمٍ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ، ثُمَّ يَأْتِي أَهْلَهُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَيَأْتِيهِمْ يَجْبِرُهُمْ وَيَدْعُو لَهُمُ بِالْخَيْرِ وَالْإِقْبَالِ، فَإِن تَعَلَّمَ أَحَدٌ مِنْ وَلَدِهِ الْقُرْآنَ بَشْرَةً بِذَلِكَ، وَإِن كَانَ عَقَبَهُ عَقَبٌ سَوِيٌّ أَتَى الدَّارَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا، فَبَكَى عَلَيْهِ إِلَى يُنْفَخُ فِي الصُّورِ. قَالَ الْحَافِظُ أَبُو مُوسَى الْمَدِينِيُّ: هَذَا خَيْرٌ حَسَنٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ۱۵ "جب تم میں سے کوئی رات کو تلاوتِ قرآن مجید کرے، تو بلند آواز سے تلاوت کرے کہ اس سے شیطان اور سرکش جن بھاگ جاتے ہیں، جبکہ ہوا میں رہنے والے اور گھر میں رہنے والے فرشتے سنتے ہیں۔ نیز جب کوئی قرآن مجید نماز میں پڑھتا ہے تو اسے سنتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جب یہ رات گزر جاتی ہے تو یہ رات اگلی رات کو وصیت کر دیتی ہے کہ اس عبادت گزار بندے کو اسی طرح جگادینا اور اس کے لئے تو آسان ہو جائے۔ جب اُس کی وفات کا وقت آجاتا ہے تو قرآن پاک (روحانی شکل میں) اُس کے پاس آجاتا ہے اور اُس کے سر کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔

جب لوگ اُس کو غسل دے کر فارغ ہوتے ہیں تو قرآن مجید اُس کے سینہ اور کفن میں داخل ہو جاتا ہے اور جب قبر میں منکر و نکیر اُس کے پاس آتے ہیں تو قرآن

مجید بندے اور اُن کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں تو درمیان سے ہٹ جا۔ ہم اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں۔ تو قرآن مجید کہتا ہے بخدا میں اس شخص کا ساتھ اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ یہ جنت میں داخل نہیں ہو جاتا۔ تو اگر تمہیں اس کے متعلق کوئی حکم دیا گیا ہے تو تم اُسے پورا کرو۔ پھر قرآن مجید اُس قبر والے کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ تو نے مجھے دیکھ کر پہچانا یا نہیں پہچانا۔ وہ کہے گا نہیں، تو قرآن مجید کہے گا میں قرآن مجید ہوں جو تجھے رات کو بیدار رکھتا تھا اور دن میں پیاسا رکھتا تھا۔ نفسانی خواہشات سے منع کرتا، خواہ وہ آنکھ کی ہوں یا کان کی، تو اب تو مجھے سب سے بہتر دوست اور سچا بھائی پائے گا۔ اب تو بشارت سن کہ تجھ سے منکر و تکبر کے سوالات نہیں ہوں گے۔ پھر منکر و تکبر اُس کے پاس سے اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور قرآن مجید اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اُس قبر والے کے لئے (جنتی) بچھونا اور (جنتی) چادر طلب کر کے لاتا ہے۔ ایک ہزار فرشتے جنت کی قدیمیں اور یاسمین کے پھول اُٹھا کر لاتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید اُن سے پہلے قبر میں پہنچتا ہے اور کہتا ہے تو میرے بعد وحشت زدہ تو نہیں ہوا۔ پھر اُسے بتاتا ہے کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے تیرے لئے بستر، چادر اور چراغ کی سفارش کر کے لئے گیا تھا۔ اب یہ تمام چیزیں لے کر حاضر ہوں۔ پھر فرشتے آکر اُس کا بستر کرتے ہیں، چادر قدموں کے نیچے رکھتے ہیں اور یاسمین کے پھول سینے کے پاس رکھتے ہیں۔ وہ شخص اُن کو قیامت تک سوگھتا رہے گا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس ہر روز ایک دو مرتبہ آتا ہے اور اُن کے لئے سر بلندی اور بھلائی کی دعا کرتا ہے اور اگر کوئی اُس کی اولاد میں سے کوئی قرآن مجید حفظ کرتا ہے تو وہ اُس سے خوش ہوتا ہے اور اگر کوئی برا ہو جاتا ہے تو وہ اُس پر افسوس کرتا ہے اور روتا ہے اور یہ سلسلہ قیامت کے دن کے صبح پھونکنے تک جاری رہتا ہے۔ حضرت حافظ ابو موسیٰ مدینی علیہ الرحمہ کہتے ہیں یہ خبر حسن ہے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔

قبر میں تاحدنگاہ نور:

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: جَهِزَ عُمَرُ

بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَيْشًا وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءُ بْنُ الْحَضَرَمِيِّ، وَكُنْتُ فِي غَزَاتِهِ، فَلَمَّا رَجَعْنَا مَاتَ فِي الطَّرِيقِ فَدَفَنَاهُ، فَأَتَى رَجُلٌ بَعْدَ فَرَاغِنَا مِنْ دَفْنِهِ، فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَقُلْنَا: هَذَا مِنْ خَيْرِ الْبَشَرِ؟ هَذَا ابْنُ الْحَضَرَمِيِّ، فَقَالَ: إِنَّ هَذِهِ الْأَرْضَ تَلْفُظُ الْمَوْتَى، فَلَوْ نَقَلْتُمُوهُ إِلَى مَيْلٍ أَوْ مِيلَيْنِ إِلَى أَرْضٍ تَقْبَلُ الْمَوْتَى، فَبَشَيْنَاهُ، فَلَمَّا وَصَلْنَا إِلَى اللَّحْدِ إِذَا صَاحِبُنَا لَيْسَ فِيهِ، وَإِذَا اللَّحْدُ مَدَّ الْبَصَرَ نَوْرًا يَتَلَوَّلُ، فَأَعَدْنَا التُّرَابَ إِلَى الْقَبْرِ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا ۚ (امیر المؤمنین حضرت) عمر بن خطابؓ نے ایک لشکر تیار کیا اور اُس پر (حضرت) علاء بن حضرمیؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ (راوی کہتے ہیں) میں بھی اس جنگ میں شریک تھا جب ہم واپس ہوئے تو (حضرت) علاء بن حضرمیؓ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے اُنہیں (اُسی مقام پر) دفن کر دیا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آیا اُس نے کہا یہ کون ہے؟ ہم نے کہا کہ بہترین انسان ہے۔ یہ ابن حضرمیؓ ہیں۔ اُس نے کہا یہ زمین مردوں کو قبول نہیں کرتی، پھینک دیتی ہے۔ اُنہیں یہاں سے نکال کر ایک دو میل کے فاصلے پر دوسری زمین میں دفن دو۔ چنانچہ ہم نے اُن کو نکالنے کے لئے (قبر کو) کھودنا شروع کیا جب ہم لحد تک پہنچے تو ہمارے وہ دوست وہاں نہ تھے اور قبر تاحدنگاہ وسیع تھی اور نور سے معمور تھی ہم نے قبر پر اُسی طرح مٹی ڈالی اور وہاں سے کوچ کر گئے۔

قبر کے عذاب کی آواز:

حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي نَخْلٍ لَأَبِي طَلْحَةَ وَبِلَالٌ يَمْشِي وَرَأَاهُ، فَمَرَّ بِقَبْرِ، فَقَالَ: "يَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ يُعَذَّبُ" لِسَالَهُ عَنْهُ فَوَجَدَهُ يَهُودِيًّا ۚ (رسول اللہ ﷺ) (حضرت) ابوطحہؓ نے

۱۱ شرح الصدور ص ۱۹۲۔ بحل شرح الصدور ص ۱۶۰ مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۱۔ ۲۵۹ متدرک حاکم جلد ۱ ص ۹۸۔

کے کھجوروں کے باغ میں سے جا رہے تھے اور (حضرت) بلال (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے۔ آپ (ﷺ) ایک قبر کے پاس سے گزر رہے اور فرمایا۔ اے بلال (رضی اللہ عنہ) کیا تم وہ سن رہے ہو جو میں سن رہا ہوں؟ اس قبر والے کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ پھر اُس کے بارے میں معلوم کرنے پر پتا چلا کہ وہ ایک یہودی تھا۔

خائن کو عذاب:

(حضرت) ابورافع (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَرْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْبُقْعِ، فَقَالَ: "أَفْ أَفْ" فَطَنَنْتُ أَنَّهُ يُرِيدُنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: "أَحَدُنْتُ شَيْئًا؟" قَالَ: "وَمَا ذَاكَ؟" قُلْتُ: "أَفَعْتُ مِثْلِي؟" قَالَ لَا، وَلَكَ صَاحِبُ هَذَا الْقَبْرِ فَلَا تَبْعَثْهُ سَاعِيًا عَلَى بَنِي فَلَانٍ، فَعَلْتُ دِرْعًا فِدْرُعَ الْآنَ مِثْلَهَا مِنَ النَّارِ ۝

"میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جنت البقیع) سے گزرا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اف، اف"۔ میں نے گمان کیا شاید آپ ﷺ میرا ارادہ فرماتے ہیں میری کسی بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا مجھ سے کوئی غلطی ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا بات ہے؟ عرض کیا آپ ﷺ نے مجھے "اف، اف" فرمایا۔ فرمایا نہیں، بلکہ اس قبر والے شخص کو میں نے بنو فلاں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا تو اس نے ایک زرہ بطور خیانت چھپائی۔ اب وہ زرہ آگ کی ہو گئی ہے اور اسے سزا عذاب کے لئے پہنا دی گئی ہے۔"

ابو جہل کو عذاب:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: "(ایک دفعہ) میں میدان بدر کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص گڑھے سے نکلا جس کی گردن میں زنجیر تھی اُس نے مجھے پکار کر کہا، اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) مجھے پانی پلاؤ اب

۱۸ شرح الصدور ص ۱۶۲ صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۵۲ مستدرک جلد ۶ ص ۳۹۲۔ ۱۹ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۳۲۲۔

مجھے معلوم نہیں کہ اُس نے میرا نام لے کر پکارا یا عرب کے طریقہ پر پکارا۔ اُس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ میں کوڑا تھا اُس نے مجھ سے کہا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اس کو پانی نہ پلا نا۔ کیونکہ یہ کافر ہے پھر اُسے کوڑے سے مارا اور وہ اپنے گڑھے کی طرف واپس لوٹ گیا۔ تو میں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا وہ واقعہ سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اُس کو دیکھا؟ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ اللہ (ﷻ) کا دشمن ابو جہل تھا اور یہ عذاب اُس کو قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔ ۱۹

لوطی کی قبر:

حضرت عمرو بن مسلم دمشقی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَاتَ عِنْدَنَا بِالشَّعْرِ رَجُلٌ، فَلَذَيْنِ فَحُفِرَ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ، فَإِذَا اللَّبَنُ بِحَالِهِ مَنْصُوبٌ وَلَيْسَ فِي اللَّحْدِ شَيْءٌ، فَسَأَلَ وَكَيْعُ بْنُ الْجَرَّاحِ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: سَمِعْنَا فِي حَدِيثٍ "مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلٍ قَوْمٍ لُوطٍ سَارَبَهُ قَبْرُهُ حَتَّى يَسِيرَ مَعَهُمْ وَيَحْشُرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ" ۝ "ہمارے یہاں سرحد کے پاس ایک شخص مر گیا اور اُس کو وہیں دفن کر دیا گیا۔ تیسرے دن اُس کی قبر کو کھودا تو کیا دیکھا کہ قبر کی اینٹیں ویسی کی ویسی لگی ہیں اور قبر میں کوئی شے نہیں۔ وہ شخص قبر سے غائب ہے۔ چنانچہ (حضرت) وکیع بن جراح (رضی اللہ عنہ) سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم نے سنا ہے حدیث شریف میں ہے کہ "ایسا شخص جو قوم لوط جیسا عمل بد کرتا ہے تو اُس کو اُس کی قبر سے منتقل کر کے لوطیوں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اُس کا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا۔"

۱۹ شرح الصدور ص ۱۶۰ (عربی)۔ ۲۰ شرح الصدور ص ۱۶۸ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۱۳۱۔

صاحب قبر کا زائرین سے اُنس پانا:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ: ”آپ مرض الموت میں دیواری طرف منہ پھیر کر کافی دیر تک روتے رہے۔ آپ کے صاحبزادے نے عرض کیا: ابا جان آپ کیوں روتے ہیں؟ کیا اللہ (جل جلالہ) کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فلاں فلاں بشارت نہیں دی۔ آپ نے اُن کی طرف منہ کر کے فرمایا: ہم سب سے افضل تو حیدر رسالت کے اقرار کو سمجھتے تھے یعنی (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ) میری زندگی تین مختلف حالات سے گزری ہے۔ (۱)۔ ایک وہ دور تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی بغض تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہ تھی۔ اگر خدا نخواستہ میں اُس حالت میں فوت ہو جاتا تو یقیناً جہنمی ہوتا۔ (۲)۔ پھر جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا فرمادی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم)، ہاتھ پھیلائیے تاکہ میں بیعت کر لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدھا (دایاں) ہاتھ پھیلا دیا لیکن میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے عمر! تجھے کیا بات ہے؟ عرض کیا: میں نے چاہا ایک شرط لگا لوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا شرط ہے؟ عرض کیا یہ کہ میری بخشش ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام بچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، جیسے ہجرت اور حج سارے گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی محبوب نہ تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی جلیل القدر تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جلالت کی وجہ سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اور حلیہ مبارک پوچھتا تو میں بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ جلالت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنکھ بھر کر دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اور اگر میں اس حالت میں مر جاتا تو مجھے توقع تھی کہ میں جنتی ہوتا۔ (۳)۔ پھر مجھے ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ نہ

معلوم اُن کی وجہ سے میرا کیا انجام ہو، (تو فرمانے لگے) تو جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نوحہ کرنے والی اور آگ نہیں ہونی چاہئے۔ پھر جب تم مجھے دفن کر چکو اور میری قبر پر مٹی ڈال چکو تو میری قبر کے گرد، اتنی دیر تک کھڑے رہنا، جتنی دیر اونٹنی ذبح کرنے اور اُس کا گوشت تقسیم کرنے میں لگتی ہے تاکہ میں تم سے مانوس رہوں اور مجھے معلوم ہو جائے کہ رب کے فرشتے کیا لے کر لوٹتے ہیں؟ (معلوم ہوا کہ مردہ حاضرین قبر سے مانوس اور خوش ہوتا ہے)۔ ۲۱

صاحب قبر کو زیارت والے کا علم:

حضرت فضل بن مرفق علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: کُنْتُ اَبِي قَبْرِ اَبِي الْمَرْءِ بَعْدَ الْمَرْءِ فَاكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَشَهِدْتُ يَوْمًا جَنَازَةً فِي الْمَقْبَرَةِ الَّتِي دُفِنَ فِيهَا فَتَعَجَّلْتُ لِحَاجَتِي وَلَمْ آتِهِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ رَأَيْتُهُ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: لِي يَا بَنِي لِمَ تَأْتِينِي؟ قُلْتُ لَهُ: يَا اَبَتِ وَانْكَ لَتَعْلَمَ بِي اِذَا اَتَيْتَكَ؟ قَالَ: اَيُّ وَاللَّهِ يَا بَنِي مَا اَزَالَ اَطْلُعُ عَلَيْكَ حِينَ تَطْلُعُ مِنَ الْقَنْطَرَةِ حَتَّى تَصِلَ اِلَيَّ وَتَقْعُدَ عِنْدِي ثُمَّ تَقُومُ فَلَا: اَزَالَ اَنْظُرُ اِلَيْكَ حَتَّى تَجُوزَ الْقَنْطَرَةَ ۲۲ ”میں اپنے والد (گرامی) کی قبر پر بار بار جاتا تھا اور میرا یہ عمل کثرت سے تھا۔ ایک دن میں ایک جنازہ میں شریک ہوا اور اُس کی تدفین میں مصروف رہا۔ اپنے والد (گرامی) کی قبر پر نہ جاسکا تو رات کو میں نے اپنے والد (گرامی) کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے عرض کیا، اے میرے والد صاحب! کیا آپ کو علم ہوتا ہے جب میں آپ کے پاس آتا ہوں؟ فرمایا ہاں! ہاں! اللہ (جل جلالہ) کی قسم میں برابر آگاہ رہتا ہوں، یہاں تک کہ جب تم پہل سے اتر کر میرے پاس آ کر بیٹھتے ہو۔ پھر اٹھ کر واپس جاتے ہو تو میں برابر تمہیں دیکھتا رہتا ہوں، یہاں تک کہ تم پہل سے اتر جاتے ہو۔“

دفن کے بعد قبر پر سورہ یسین پڑھنے کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھے حسن بن ہشام نے خبر دی انہوں نے کہا میں نے حضرت ابو بکر بن الاطروش ابن بنت ابی نصر بن التمار سے سنا ہے فرماتے ہیں:

كَانَ رَجُلٌ يَجِيءُ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَقْرَأُ سُورَةَ يَسِينَ فَجَاءَ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَرَأَ سُورَةَ يَسِينَ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ قَسَمْتُ لِهَذِهِ السُّورَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هَذِهِ الْمَقَابِرِ فَلَمَّا كَانَ فِي الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيْهَا جَاءَتْ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ: اَنْتَ فُلَانُ ابْنِ فُلَانَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: اِنْ بَنَاتِيْ مَاتَتْ فَرَأَيْتُهَا فِي النَّوْمِ جَالِسَةً عَلٰى شَفِيرِ قَبْرِهَا فَقُلْتُ مَا اَجْلِسُكَ هَاهُنَا؟ فَقَالَتْ: اِنْ فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ جَاءَ إِلَى قَبْرِ أُمِّهِ فَقَرَأَ سُورَةَ يَسٍ وَجَعَلَ ثَوَابَهَا لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ فَأَصَابَنَا مِنْ رُوحِ ذَلِكَ أَوْ غُفِرَ لَنَا أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ ۲۳ "ایک شخص جمعہ المبارک کو اپنی والدہ کی قبر پر آتا تھا اور سورہ یسین شریف کی تلاوت کرتا تھا۔ ایک دن وہ قبر پر آیا۔ اُس نے سورہ یسین کی تلاوت کی، پھر اُس نے دعا کی (اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ قَسَمْتُ لِهَذِهِ السُّورَةِ ثَوَابًا فَاجْعَلْهُ فِيْ اَهْلِ هَذِهِ الْمَقَابِرِ) "اے میرے اللہ (جل جلالک) اگر تو اس سورت کو تقسیم فرماتا ہے تو اس قبرستان کے تمام قبروں والوں کو اس کا ثواب عطا فرما۔" اگلے جمعہ المبارک میں ایک عورت اُس کے پاس آئی اور اُس سے پوچھا کیا تو فلاں ابن فلاں ہے؟ میں نے کہا ہاں! تو اُس نے کہا میری ایک بیٹی فوت ہو گئی ہے۔ میں نے اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی قبر کے کنارے پر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ اُس نے آپ کا نام بتایا اور کہا کہ وہ اپنی والدہ کی قبر پر آئے اور سورہ یسین (شریف) تلاوت کی اور سب قبروں والوں کو (اُس کا ثواب) بخش دیا۔ اس میں سے کچھ ثواب ہمیں بھی ملا یا ہمیں بخش دیا گیا یا اس جیسا جملہ بولا ۲۳ کتاب الروح ص ۱۳۔

حضرت حسن بن صباح زعفرانی علیہ الرحمہ کہتے ہیں: سَنَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنْ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ: لَا بَأْسَ بِهَا ۲۴ "میں نے (حضرت امام) شافعی علیہ الرحمہ سے قبر کے پاس تلاوت قرآن مجید کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔"

حضرت خلال علیہ الرحمہ نے حضرت شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: كَانَتْ الْأَنْصَارُ إِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَيِّتُ اخْتَلَفُوا إِلَى قَبْرِهِ يَقْرَأُونَ عَنْهُ الْقُرْآنَ ۲۵ "جب انصار کا کوئی عزیز فوت ہو جاتا تھا تو وہ اُس کی قبر کے پاس آکر قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔"

حضرت حسن بن جروی علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مَرَرْتُ عَلَى قَبْرِ أُخْتٍ لِيْ فَقَرَأْتُ عِنْدَهَا تَبَارَكَ لَمَّا يَذْكُرُ فِيْهَا فَجَاءَ نِيَّ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ أُخْتَكِ فِي الْمَنَامِ تَقُولُ: جَزَى اللّٰهُ أَبَا عَلِيٍّ خَيْرًا فَقَدْ انْتَفَعْتُ بِمَا قَرَأَ ۲۶ "میں اپنی ہم شیرہ کی قبر سے گزرا تو وہاں پر قرآن پاک کی سورہ ملک کی تلاوت کی (تو اگلے دن) ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا (رات) میں نے خواب میں تمہاری ہم شیرہ کو دیکھا ہے، فرماتی تھی اللہ (جل جلالہ) میرے بھائی کو جزائے خیر عطا فرمائے اُس کی قرأت سے میں نے فائدہ اٹھایا۔"

دفن کے بعد قبر پر قرآن پاک کی تلاوت:

حضرت علاء بن طاج اپنے والد سے بیان کرتے ہیں: "میرے والد نے مجھے (وصیت) فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَمَنْ عَلَى الشَّرَابِ مَسًّا وَأَقْرَأَ عِنْدَ رَأْسِيْ بِفَاتِحَةِ الْبَقْرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ ذَلِكَ ۲۷ "جب میں مرجاؤں اور جب مجھے لحد میں رکھنا تو "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ" پڑھنا اور میری ۲۴ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۲۵ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۲۶ کتاب الروح ص ۱۳۔ ۲۷ کتاب الروح ص ۱۲ شرح الصدور ص ۱۰۷ مشکوٰۃ ص ۱۳۹۔

قبر پر مٹی ڈالنا۔ مٹی ڈالنے (اور قبر بنانے) کے بعد میری قبر کے سرہانے سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات مبارکہ اور آخری آیات مبارکہ پڑھنا۔ ایک روایت مبارکہ میں سر کی طرف ابتدائی آیات مبارکہ اور پاؤں کی طرف آخری آیات مبارکہ کے پڑھنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے۔

قبرستان والوں کے لئے ہدیہ:

حضرت بشیر بن منصور علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں:

لَمَّا كَانَ زَمَنُ الطَّاعُونَ كَانَ رَجُلٌ يَخْتَلِفُ إِلَى الْجَبَانِ فَيَشْهَدُ الصَّلَاةَ عَلَى الْجَنَائِزِ فَإِذَا أَمْسَى وَقَفَ عَلَى بَابِ الْمَقَابِرِ فَقَالَ: أَسْأَلُ اللَّهَ وَحُشَّتْكُمْ وَرَحِمَ غُرَبَتُكُمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ مَسِيئَتِكُمْ وَقَبِلْ حَسَنَاتِكُمْ لَا يَزِيدُ عَلَى هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ قَالَ: فَأَمْسَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَأَنْصَرَفْتُ إِلَى أَهْلِي وَلَمْ آتِ الْمَقَابِرَ فَادْعُوا كَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوا قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ إِذَا بِخَلْقٍ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَ وَنَبِيٌّ قُلْتُ: مَا أَنْتُمْ وَمَا حَاجَتُكُمْ؟ قَالُوا: نَحْنُ أَهْلُ الْمَقَابِرِ فَقُلْتُ: مَا حَاجَتُكُمْ قَالُوا إِنَّكَ عَوَدْتَنَا مِنْكَ هَدِيَّةٌ عِنْدَ أَنْصَرَفْتَ لِي أَهْلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا هِيَ؟ قَالُوا: الدَّعَوَاتُ الَّتِي كُنْتَ تَدْعُوا بِهَا قَالَ قُلْتُ: فَإِنِّي أَعُوذُ لَذَلِكَ قَالَ: فَمَا تَرَكْتَهَا بَعْدَ ۲۹ طاعون کے زمانے میں ایک شخص قبرستان آتا جاتا تھا اور میتوں کی نماز جنازہ میں حاضر رہتا تھا۔ جب شام ہوتی تو قبرستان کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا اور کہتا اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری وحشت دور فرمائے۔ تمہاری غربت پر رحم فرمائے اور تمہارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور تمہاری نیکیاں قبول فرمائے، ان کلمات سے زیادہ کوئی بات نہ کرتا۔ اُس کا بیان ہے کہ ایک شام میں قبرستان نہ گیا اور اپنے گھر آ گیا اور اُن کے لئے دُعا نہ کی جیسا کہ میں دُعا کیا کرتا تھا۔ کہتا ہے رات میں سو رہا تھا

تو کیا دیکھا کہ انسانوں کا انبوہ کثیر ہے، تاحد نگاہ انسان ہی انسان ہیں، وہ میرے پاس آئے۔ میں نے پوچھا تم کون ہو اور تمہیں کیا حاجت ہے؟ کہنے لگے ہم قبروں والے ہیں۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا حاجت ہے؟ بولے تم نے اپنے گھر جانے سے پہلے ہمیں اپنے ہدیہ و تحفہ کا عادی بنا دیا ہے۔ میں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ بولے وہ اُعامیں جو تم ہمارے لئے کرتے ہو۔ میں نے اُن سے کہا اچھا میں تمہارے لئے اُعامیں کرتا رہوں گا۔ کہتے ہیں پھر میں نے یہ عمل کبھی ترک نہ کیا۔

قبر سے آواز کا آنا:

حضرت یزید بن ہارون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں مجھے حضرت سلمان مجھی علیہ الرحمہ نے خبر دی کہ حضرت ابو عثمان عبدالرحمن بن نہدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ: اِنَّ ابْنَ سَاسٍ خَرَجَ فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ يَوْمٍ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ خِفَافٌ فَانْتَهَى اِلَى قَبْرِ قَالَ: فَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ اَتَكَاثُ عَلَيْهِ فَوَاللَّهِ اِنْ قَلْبِي لَيَقْطُأَنَّ اِذَا سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ الْقَبْرِ: اِلَيْكَ عَنِّي لَا تُؤْذِنِيْ فَاِنَّكُمْ يَوْمَ تَعْمَلُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ وَنَحْنُ قَوْمٌ نَعْلَمُ وَلَا نَعْمَلُ وَلَا نَكُونُ لِيْ مِثْلٌ رَكَعَتَيْكَ اُحِبُّ اِلَى مِنْ كَذَا وَكَذَا فَهَذَا قَدْ عَلِمَ بِاتِّكَاةِ الرَّجُلِ عَلَى الْقَبْرِ وَبِصَلَاتِهِ ۳۰ حضرت ابن ساس علیہ الرحمہ ایک روز ایک جنازے کے ساتھ تھے اور معمولی قسم کے کپڑے پہن رکھے تھے۔ فرماتے ہیں، میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں اُس قبر کے ساتھ ایک لگا کر بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم میرا دل بیدار تھا، میں نے قبر سے ایک آواز سنی، یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے اذیت نہ پہنچاؤ۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر تم نہیں جانتے (ہمارے حالات کیا ہیں؟) اور ہم (حالات کو) جانتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ مجھے تمہاری دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں۔ ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں: ”دیکھو اس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ ایک شخص میری قبر کے ساتھ ٹکیے لگائے ہوئے ہے اور اس کی نماز کا بھی علم ہو گیا۔“

فضل کے والد کا واقعہ:

ابن قیم الجوزی کہتے ہیں، مجھ سے محمد بن حسین نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے یحییٰ بن ابوبکر نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں مجھے سفیان بن عیینہ کے ماموں کے بیٹے فضل بن موفی نے بیان کیا: لَمَّا مَاتَ أَبِي جَزَعْتُ عَلَيْهِ جَزَعًا شَدِيدًا فَكُنْتُ أَتَى قَبْرَهُ كُلَّ يَوْمٍ ثُمَّ قَصَرْتُ عَنْ ذَلِكَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ إِنِّي أَتَيْتُهُ يَوْمًا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ الْقَبْرِ غَلَبَتْنِي عَيْنَايَ فَنُمْتُ فَرَأَيْتُ كَانَ قَبْرُ أَبِي قَدْ انْفَرَجَ وَكَانَهُ قَاعِدٌ فِي قَبْرِهِ مُتَوَشِّحًا أَكْفَانُهُ عَلَيْهِ سُحْنَةُ الْمَوْتَى قَالَ: فَكَانَنِي بِكَيْثٍ لَمَّا رَأَيْتُهُ قَالَ: يَا بَنِي مَا أَبْطَاكَ عَنِّي؟ قُلْتُ: وَأَنْتَ لَتَعْلَمُ بِمَجِيئِي؟ قَالَ: مَا جِئْتُ مَرَّةً إِلَّا عَلِمْتُهَا وَقَدْ كُنْتُ تَأْتِيَنِي فَأَنْسُ بِكَ فَأَسْرُبُكَ وَيُسْرِ مَنْ حَوْلِي بِدُعَائِكَ قَالَ: فَكُنْتُ أَتِيهِ بَعْدَ ذَلِكَ كَثِيرًا ۱۱

”جب میرے والد فوت ہو گئے تو مجھے انتہائی ملال ہوا، میں روزانہ اُن کی قبر پر حاضری دیتا، پھر میں کچھ دن اُن کی قبر پر آنے سے رک گیا۔ جیسا اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا پھر ایک دن میں اُن کی قبر پر حاضر ہوا اور قبر کے پاس بیٹھ گیا اور بیٹھے بیٹھے مجھے نیند آ گئی، میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد محترم کی قبر پھٹ گئی اور قبر میں کفن میں لیپے خوف زدہ مردوں کی سی ہیئت میں بیٹھے ہیں۔ کہتے ہیں، یہ منظر دیکھ کر میں رونے لگا۔ میرے والد گرامی نے مجھے فرمایا۔ اے میرے بیٹے کس وجہ سے تو اتنے دنوں کے بعد آیا؟ میں نے عرض کیا! کیا میری حاضری کا آپ کو علم ہوتا ہے؟ فرمایا جتنی مرتبہ بھی تم آئے تمہارے آنے کی مجھے خبر ہو گئی اور تمہارے آنے سے اور تمہاری دعاؤں سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے آس پاس کے لوگوں کو بھی اُسیئت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہتے ہیں اس کے بعد میں اکثر اُن کی قبر پر آتا رہتا۔“

۱۱ کتاب الروح ص ۷۔

قبر والے کو تکلیف:

حضرت ابو قلابہ علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: أَقْبَلْتُ مِنَ الشَّامِ إِلَى الْبَصْرَةِ فَنَزَلْتُ مَنْزِلًا فَتَطَهَّرْتُ وَصَلَّيْتُ وَكُفَّيْتُ بِلَيْلٍ ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى قَبْرِ فَنُمْتُ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَإِذَا صَاحِبُ الْقَبْرِ يَشْتَكِيَنِي يَقُولُ: قَدْ آذَيْتَنِي مِنْذُ اللَّيْلَةِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ تَعْمَلُونَ وَلَا تَعْلَمُونَ وَنَحْنُ نَعْلَمُ وَلَا نَقْدِرُ عَلَى الْعَمَلِ، ثُمَّ قَالَ: الرَّكْعَتَانِ اللَّتَانِ رَكْعَتُهُمَا خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ قَالَ: جَزَى اللَّهُ أَهْلَ الدُّنْيَا خَيْرًا أَقْرَأَهُمْ مِنَّا السَّلَامَ فَإِنَّهُ يَدْخُلُ عَلَيْنَا مِنْ دُعَائِهِمْ نُورًا مِثْلُ الْجَبَالِ ۱۲

”میں شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ ٹھہر گیا نہایا۔ رات میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ مجھے متنبہ کیا گیا کہ صاحب قبر مجھ سے شکوہ کر رہا ہے کہ آج رات تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ پھر کہا تم لوگ عمل تو کرتے ہو مگر تمہیں حالات کی خبر نہیں اور ہم حالات سے آگاہ ہیں مگر عمل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ پھر کہا تم نے جو دو رکعت نماز پڑھی وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، پھر کہا اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، ہماری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ اُن کی دعاؤں سے ہمیں پہاڑوں جیسا نور حاصل ہوتا ہے۔ (پہاڑوں کی مثل ثواب ملتا ہے)۔“

”کتاب الروح“ میں ابن قیم الجوزی نے محولہ بالا واقعات کو ثابت کرنے کے لئے حدیثِ پاک لکھی ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا ہے ”میری رائے میں تمہارے خواب اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر (رمضان المبارک کے) آخری عشرہ میں ہے۔“ معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کی موافقت اُن کی روایت اور رائے کے قائم مقام ہے اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک بھی وہ چیز اچھی یا بُری ہے، جو اُن کے نزدیک اچھی یا بُری ہے۔ علاوہ ازیں یہ مسئلہ دلائل سے بھی ثابت ہے۔ خوابوں کے واقعات تو بطور شہادت کے ہیں۔

۱۲ کتاب الروح ص ۱۰۔

حضرت شیب بن شیبہ علیہ الرحمہ کا واقعہ:

حضرت شیب بن شیبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اَوْ صُنِّبْنِي اُمِّيْ عِنْدَ مَوْتِهَا فَقَالَتْ: يَا بَنِيْ اِذَا دَفَنْتَنِيْ فَقُمْ عِنْدَ قَبْرِىْ وَقُلْ: يَا اُمَّ شَيْبِ قَوْلِيْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ اَنْصَرَفْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ رَأَيْتُهَا فِي النَّوْمِ فَقَالَتْ: يَا بَنِيْ كَذْتُ اَنْ اَهْلِكَ لَوْلَا اِنْ تَذَارَ كُنِيْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ حَفِظْتُ وَصِيَّتِيْ يَا بَنِيْ ۳۳ ”میری والدہ نے مجھے مرتے وقت وصیت فرمائی کہ مجھے دفن کرنے کے بعد میری قبر کے پاس بیٹھ کر کہنا اے ام شیب پر: لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ) فرماتے ہیں میں نے (اُن کو فوت ہونے کے بعد جب دفن کر دیا تو اُن کی قبر پر ٹھہر کر اُن کی وصیت کی تعمیل کی اور واپس (گھر) لوٹ آیا۔ جب رات میں سو گیا تو میں نے (اپنی والدہ) کو خواب میں دیکھا۔ وہ مجھے فرما رہی ہیں۔ اے میرے بیٹے اگر (لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ) مجھے نہ سنبھالتا (میری مدد کو نہ پہنچتا) تو میں ہلاکت کو پہنچتی۔ اے میرے بیٹے شاہاش تو نے میری وصیت کو یاد رکھا۔“

دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا واقعہ:

حضرت صعب بن جثامہ اور حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہما دونوں میں بھائی چارہ تھا یعنی نبی کریم روف ورجیم ﷺ نے اُن میں اخوت قائم فرمائی تھی (بھائیوں کی طرح پیار تھا)۔ حضرت صعب بن جثامہ ﷺ سے حضرت عوف بن مالک ﷺ نے کہا: اے بھائی! ہم میں سے جو بھی پہلے فوت ہو گیا وہ اُسے خواب میں ملا کرے گا۔ (مرنے کے بعد بھی یہ باہمی محبت ختم نہ ہوگی) یا کچھ اس طرح کی بات ہے کہ اُنہوں نے جواباً کہا ٹھیک ہے ایسے ہی ہوگا۔ تو حضرت صعب ﷺ پہلے فوت ہو گئے۔ حضرت عوف بن مالک ﷺ نے (کچھ دنوں کے بعد) اُنہیں خواب میں

دیکھا کہ وہ اُن کے پاس آتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا اے بھائی! اُنہوں نے کہا: ہاں! میں نے پوچھا آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ اُنہوں نے فرمایا: مصائب کے بعد ہمیں بخش دیا گیا۔ حضرت عوف بن مالک ﷺ فرماتے ہیں میں نے حضرت صعب بن مالک ﷺ کی گردن پر ایک سیاہ دھبہ دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ سیاہ دھبہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ دس دینار ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے بطور قرض لئے تھے اور وہ میں نے ایک سیٹنگ میں رکھے ہیں۔ اُنہیں نکال کر اُس یہودی کو دے دو اور اے میرے بھائی میں اُن تمام واقعات کو جانتا ہوں جو میرے فوت ہونے کے بعد رونما ہوئے ہیں، اُن کی مجھے خبر مل جاتی ہے۔ یہاں تک کہ چند روز پہلے ہماری بلی مر گئی تھی اور میں جانتا ہوں کہ چھ دن بعد میری بیٹی فوت ہو جائے گی (وَأَعْلَمُ ابْنُ بَنِي تَمُوْثٍ اِلَى سِتِّئَةِ اَيَّامٍ) اس لئے اچھے طریقے سے اُس کی خاطر تواضع کرو۔ جب صبح ہوئی تو میں اُن کے گھر چلا گیا۔ جب میں اُن کے گھر گیا تو اُنہوں نے مجھے دیکھ کر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور شکوہ بھی کیا کہ آپ کا اپنے بھائی کے پسماندگان کے ساتھ یہی سلوک رہ گیا ہے؟ آپ نے اُن کے فوت ہونے کے بعد ہمارا حال نہیں پوچھا! میں نے اُن سے معذرت کی۔ میں نے سیٹنگ دیکھا اور اُتر دیا اور اُس میں جو کچھ تھا اُسے نکالا (یعنی درہموں کی تھیلی) اس میں دینار تھے۔ پھر میں نے اُس یہودی کو بلایا میں نے اُس سے پوچھا کیا تمہارا حضرت صعب بن مالک ﷺ پر کچھ قرضہ تھا؟ اُس نے کہا اللہ (ﷻ حضرت) صعب (ﷺ) پر رحم فرمائے وہ رسول کریم روف ورجیم ﷺ کے بہت اچھے اور نیک صحابہ ﷺ میں سے تھے۔ میں نے پوچھا: مجھے بتاؤ کتنے دینار تھے؟ اُس نے کہا دس دینار تھے اور میں نے اُنہیں معاف کر دیا۔ پھر میں نے تھیلی میں سے دس دینار نکال کر اُس کو دکھائے تو اُس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا یہ وہی دینار ہیں جو اُس نے مجھ سے قرض لئے تھے۔ حضرت عوف بن مالک ﷺ فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا خواب کی ایک بات تو سچی ہوئی۔ پھر میں نے گھر والوں سے پوچھا کہ (حضرت) صعب (ﷺ) کی وفات کے بعد گھر میں کچھ نئے واقعات رونما ہوئے۔ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں فلاں واقعہ پیش آیا۔ یہاں تک کہ بلی کی موت کا واقعہ بھی بتایا۔ (حضرت

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دل میں کہا دو باتیں پگی ہوئیں۔ پھر میں نے پوچھا میری بھتیجی کہاں ہے؟ بولے کھیل رہی ہے۔ میں اُس کے پاس گیا اور اُس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو گرم پایا، اُسے بخار چڑھا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے کہا اُس کی خوب خدمت کرو پھر وہ چھ دن کے بعد فوت ہوگئی۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی اور فقیہ آدی تھے اُنہوں نے حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اُنہیں خواب میں دیکھ کر اُن کی ہتائی ہوئی باتوں کو صحیح سمجھ کر اُن کی وصیت کے مطابق عمل کر دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی فقہ ہے جو ذہین اور وسیع معلومات والے علماء کا حصہ ہے۔ ۳۳

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَا ثَابِتُ اَمَّا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَ تَقْتُلَ شَہِیْدًا وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ ۚ اے ثابت کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تیری زندگی قابل تعریف ہو، شہادت کی موت ہو اور جنت میں داخل ہو جاؤ؟ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَقَتَلَ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ یَوْمَ الْیَمَامَةِ شَہِیْدًا ۳۶ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ بن شامس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیبی خبر عطا فرمائی اُس کے مطابق ہی واقعہ ہوا۔ بحان اللہ)

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیٹی فرماتی ہیں میرے والد گرامی امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ جب مسلمانوں اور مسیلہ کذاب کی فوجوں میں مدھ بھینز ہوئی اور مسلمانوں کو شروع شروع میں سخت پریشانی آئی، مسلمانوں کے پاؤں اکھڑنے لگے (بعد ازیں فتح ہوئی) تو (حضرت) ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت واثم رضی اللہ عنہ جو حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، کہنے

۳۳ کتاب الروح ص ۱۷-۱۵ کتاب الروح ص ۱۸ معتق عبد الرزاق جلد ۱ ص ۲۳۹
دلائل النبوة جلد ۲ ص ۳۵۵ المعجم الکبیر للطنبرانی مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۲۶۰ جلد ۴ ص ۶۸
۳۶-۳۷ کتاب الروح ص ۱۸

لگے ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح دشمنوں سے نہیں لڑا کرتے تھے۔ پھر دونوں نے گڑھے کھودے اور آخری دم تک لڑتے رہے اور جام شہادت نوش کیا۔ اس جنگ میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے جسم پر ایک بہترین زرہ تھی (لوگوں میں سے) ایک مسلمان اُن کے پاس آیا اور اُن کی زرہ کو اتار لیا۔ ایک دوسرے مسلمان کی خواب میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ آئے اور فرمانے لگے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور خبردار اس وصیت کو خواب سمجھ کر ضائع نہ کر دینا۔ کل میری شہادت کے بعد ایک مسلمان نے میری (قیقی) زرہ اتار لی ہے، اُس کا گھر آبادی کے آخر میں ہے۔ اُس کی پہچان یہ ہے کہ اُس کے خیمہ کے باہر ایک لمبی سی رسی کے ساتھ گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اُس شخص نے (اپنے گھر میں) زرہ (کو چھپانے کے لئے اُس) کے اوپر ایک ہنڈیا اوندھی رکھی ہوئی ہے اور ہنڈیا پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تم (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) سے کہو کہ کسی بندے کو بھیج کر وہ زرہ منگوائیں اور جب آپ حضرات مدینہ شریف جائیں تو خلیفۃ الرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہنا کہ مجھ پر اتنا اتنا قرضہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ وہ شخص (حضرت) خالد (بن ولید رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے خواب میں ملاقات اور زرہ کا واقعہ سنایا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی وصیت جاری فرمائی۔ ۳۷ (یعنی جتنا قرض دینا تھا وہ زرہ بیچ کر ادا کر دیا) ابن قیم الجوزی صاحب لکھتے ہیں اس خواب کی وصیت پر عمل کرنے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے پاس والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اتفاق کیا۔ ۳۸

وصال شدہ لوگوں کی روحوں کی ملاقات:

مَسْأَلَةُ شَرِیْفَةٍ کَبِیْرَةِ الْقَدْرِ وَجَوَائِبُهَا اَنَّ الْاَرْوَاحَ قِسْمَانِ: اَرْوَاحٌ مُّعَذَّبَةٌ وَاَرْوَاحٌ مُنْعَمَةٌ: فِی شُغْلِ بِمَا هِیَ فِیْهِ ۳۹ کتاب الروح ص ۱۸-۳۸ کتاب الروح ص ۱۹

مَنْ الْعَذَابِ عَنِ التَّزَاوُرِ وَالْتِفَاقِ وَالْأَرْوَاحِ الْمُنْعَمَةِ الْمُرْسَلَةِ
غَيْرِ الْمَحْبُوسَةِ: تَتَلَفَى وَتَتَزَاوَرُ وَتَتَذَكَّرُ مَا كَانَ مِنْهَا فِي الدُّنْيَا
وَمَا يَكُونُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ۳۹

”یہ ایک اہم اور عظیم مسئلہ ہے۔ روحوں کی دو قسمیں ہیں۔ عذاب والی روحمیں
(یعنی تجہیں والی) اور انعام یافتہ روحمیں (یعنی عظیمین والی)۔ عذاب والی روحمیں تو
عذاب میں مبتلا ہیں۔ انہیں آپس میں ملنے جلنے اور زیارت کی فرصت نہیں ہے۔ لیکن
انعام یافتہ روحمیں آزاد ہیں۔ وہ آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ وہ ان واقعات کا ذکر کرتی ہیں
جو ان کے ساتھ پیش آتے ہیں اور ان واقعات پر بھی گفتگو کرتی ہیں جو دنیا والوں کو پیش
آتے ہیں۔ فَتَكُونُ كُلُّ رُوحٍ مَعَ رَفِيقِهَا الَّذِي هُوَ عَلَى مِثْلِ عَمَلِهَا
وَرُوحُ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى قَالَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَنْ
يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا) ۴۰
ہر روح اپنی رفیق اور ہم مثل والی روح سے ملتی ہے۔ اسی لئے ہمارے نبی کریم ﷺ
ورجیم حضرت محمد ﷺ کی روح اعلیٰ رفیقوں کے ساتھ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا
إرشاد ہے: وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ
عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
أُولَئِكَ رَفِيقًا (النساء: ۶۹)

”اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور رسول (کریم ﷺ) کا حکم
مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے فضل فرمایا یعنی انبیاء
صدیقین، شہداء اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔“

وَهَذِهِ الْمَعِيَّةُ ثَابِتَةٌ فِي الدُّنْيَا وَفِي دَارِ الْبَرَزِخِ وَالْمَرْءِ

۳۹ کتاب الروح ص ۲۱۔ ۴۰ کتاب الروح ص ۲۱ ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۳۸ شرح السنہ جلد
۷ ص ۱۵۶ بخاری جلد ۲ ص ۲۳۱ مسلم جلد ۲ ص ۲۸۶ مستدرک جلد ۶ ص ۸۹ قرطبی جلد ۳ ص ۵
ص ۲۷۱۔

مَعَ مَنْ أَحَبَّ فِي هَذِهِ الدُّوَرِ الثَّلَاثَةِ ۴۱ ”یہ معیت (مانا، ساتھ ہونا) دنیا
میں پایا جاتا ہے اور عالم برزخ میں بھی الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ ”اور انسان اُس
کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اُس کو محبت ہوگی۔“ اور یہ تینوں جہانوں میں ہے دنیا،
برزخ اور آخرت میں۔

حضرت جریر علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ حضرت منصور علیہ الرحمہ سے وہ
حضرت ابوہریرہ علیہ الرحمہ سے اور وہ حضرت مسروق علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں
فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ نے رسول کریم ﷺ کو دفن کر دیا
ﷺ سے عرض کیا: مَا يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَفَارِقَكَ فِي الدُّنْيَا فَإِذَا مِتُّ
رَفَعْتَ فَوْقَنَا فَلِمَ نُرَاكَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ
وَالرَّسُولَ.... الخ ۴۲ ”ہمیں آپ ﷺ سے اس دنیا میں ایک لمحہ بھی جدا
ہونا برداشت نہیں ہوتا۔ دنیا سے جانے کے بعد آپ ﷺ کا مقام ہم سے بلند تر ہوگا
تو ہم آپ ﷺ کا دیدار کیسے کر پائیں گے؟ جب صحابہ کرام ﷺ نے رسول کریم
ﷺ سے یہ سوال کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ النساء کی آیت ۶۹
نازل فرمائی جو آپ مذکورہ بالا عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

حضرت شعبیؒ سے روایت ہے: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ
يَبْكِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا يَبْكِيكَ يَا قُلَانُ؟ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ
اللَّهُ وَاللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَهْلِي وَمَالِي
وَاللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَأَنَا
أَذْكُرُكَ أَنَا وَأَهْلِي فَنَأْخُذُ فِي كَذِبٍ حَتَّى أَرَاكَ فَذَكَرْتُ
مَوْتَكَ وَمَوْتِي فَعَرَفْتُ أَنَّي لَنْ أَجَامِعَكَ إِلَّا فِي الدُّنْيَا وَإِنَّكَ

۴۱ بخاری جلد ۲ ص ۹۱۱ مسلم جلد ۱ ص ۳۳۱ مستدرک جلد ۱ ص ۳۹۲ دارقطنی جلد ۱ ص ۱۳۲ شرح
السنہ جلد ۶ ص ۲۶۳ مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۸۲ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۶۲ کتاب
الروح ص ۲۱ درمنثور جلد ۲ ص ۵۸۹ (طبع جدید)۔

تَرْفَعُ فِي النَّبِيِّنَ وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِي أَذْنَى مَنْزِلَةٍ مِنْكَ فَلَمْ يَرِدِ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى (وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا) ۳۳

”انصار میں سے ایک صاحب روتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فلاں، تو کس لئے رورہا ہے؟ تو اُس نے عرض کیا: یا نبی اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں آپ ﷺ مجھے میرے اہل و عیال اور مال و متاع سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ کی قسم وہ ذات جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں میں ہر وقت آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں۔ جب آپ ﷺ مجھے گھر میں یاد آتے ہیں تو میں آپ ﷺ کی زیارت کے بغیر چین نہیں پاتا لیکن جب مجھے آپ ﷺ کے اور اپنے اس دُنیا سے جانے کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں مجھے دُنیا ہی میں آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہے۔ آپ ﷺ کو تو انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اٹھالیا جائے گا اور میں جانتا ہوں کہ اگر میں جنت میں گیا تو میں آپ ﷺ کے مقامِ اعلیٰ سے کہیں نیچے ہوں گا۔ آپ ﷺ نے اُس انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو کوئی جواب عطا نہ فرمایا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت مبارک نازل فرمائی (یعنی سورت النساء کی آیت نمبر ۶۹)۔

جب کوئی نیک مسلمان فوت ہوتا ہے تو اُس کی فوجیگی کے وقت اُسے کہا جاتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّاتِي ۖ (الفجر: ۲۷-۳۰)

”اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ اُس سے تو راضی، وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔“

دجال اور یاجوج و ماجوج کا ذکر:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث معراج شریف کے قصے میں ہے۔ جب نبی کریم ﷺ رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ نے معراج شریف کیا تو آپ ﷺ کی حضرت سیدنا ابراہیمؑ حضرت سیدنا موسیٰؑ اور حضرت سیدنا عیسیٰؑ صلوات اللہ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور اُن کے ساتھ قیامت کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ پہلے حضرت سیدنا ابراہیمؑ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا لیکن اُن کے پاس اُس کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ بات حضرت سیدنا عیسیٰؑ تک پہنچی تو حضرت عیسیٰؑ نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے ساتھ ایک وعدہ فرمایا ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے دجال کے نکلنے کا ذکر فرمایا، پھر فرمایا: میں آسمانوں سے اُتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا اور وہ لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ جائیں گے۔ پھر اُن کا یاجوج و ماجوج سے آسنا سامنا ہوگا۔ وہ ہر بلندی سے اُٹھ رہے ہوں گے۔ جب وہ پانی کے قریب سے گزریں گے اُسے پی کر ختم کر دیں گے۔ غرضیکہ وہ جس چیز کے پاس سے گزریں گے اُسے برباد کر دیں گے۔ لوگ میرے پاس شکایت لے کر آئیں گے میں اُن کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دُعا کروں گا یہاں تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن مقام کو ماردے گا۔ اُن کے مرنے سے زمین پر بدبو پھیل جائے گی۔ تو زمین بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اُن کی بدبو کی شکایت کرے گی اور لوگ مجھ سے شکوہ کریں گے۔ آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دُعا کروں گا۔ چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا۔ بارش کا پانی اُن کی لاشوں کو اُٹھائے گا اور انہیں سمندر میں ڈال دے گا۔ پھر پہاڑ کھیر دیئے جائیں گے۔ زمین چمڑے کی طرح پیٹ دی جائی گی (کھینچ لی جائے گی) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ جب بات یہاں تک پہنچ جائے تو قیامت پورے دنوں کی حاملہ کی طرح ہوگی کہ نامعلوم کس وقت جنم دے۔ ۳۴ یہ حدیث شریف روحوں کے اجتماع اور مذکورہ علم پر ۳۵ کتاب الروح ص ۲۳ مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۱۶ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۱۷۱ درمنثور جلد ۵ ص ۲۱۵۔

کھلی دلیل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شہیدوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ وہ اپنے پیچھے رہ جانے والوں سے خوش ہوتے ہیں اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمت اور فضل سے بھی خوش ہوتے ہیں اور اس سے تین صورتوں میں روحوں کی باہمی ملاقات کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱) وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں اور زندہ ہیں اور باہم ملاقاتیں کرتے ہیں۔

(۲) وہ اپنے بھائیوں کے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور ملاقات سے فرحت محسوس کرتے ہیں۔

(۳) لغت میں استبشار، تباشر کے معنی میں آیا ہے جس کے معنی ہیں ایک دوسرے کو خوشخبری دینا اور یہ مسئلہ خوابوں کا تواتر سے ثابت ہے۔ ۳۵

روحوں سے ملاقاتیں:

فَمِنْهَا مَا ذَكَرَهُ صَالِحُ بْنُ بِشِيرٍ قَالَ: رَأَيْتُ عَطَاءَ الْمُسْلِمِيِّ فِي النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهِ فَقُلْتُ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ لَقَدْ كُنْتُ طَوِيلَ الْحُزْنِ فِي الدُّنْيَا فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ أَغْقَبَنِي ذَلِكَ فَرَحًا وَسُرُورًا ذَائِمًا فَقُلْتُ: فِي أَيِّ الدَّرَجَاتِ أَنْتَ؟ قَالَ: مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۳۶

حضرت صالح بن بشیر بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عطاء المسلمی علیہ الرحمہ کو ان کے فوت ہونے کے بعد خواب میں دیکھا اور ان سے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائے تم دنیا میں بڑے غمزدہ رہتے تھے۔ فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی قسم اس طویل غم کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے طویل مسرت اور دائمی سرور عطا فرما دیا۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں۔ فرمایا میں انبیاء، صدیقین،

شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رَأَيْتُ مُسْفِيَانِ الشُّرَى فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ لَهُ: مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ لَقِيتُ مُحَمَّدًا وَجِزْبَةً ۳۷

”میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا اور ان سے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا: مجھے (نبی کریم رؤف ورحیم حضرت) محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔“

(۳) حضرت صخر بن راشد علیہ الرحمہ سے روایت ہے: رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ فِي النَّوْمِ بَعْدَ مَوْتِهِ فَقُلْتُ لِيَسْ قَدْ مَتَّ؟ قَالَ: بَلَى قُلْتُ: فَمَا صَنَعَ اللَّهُ بِكَ قَالَ: غَفَرْلِي مَغْفِرَةً أَحَاطَتْ بِكُلِّ ذَنْبٍ قُلْتُ: فَسُفِيَانِ الشُّرَى؟ قَالَ: بَخْ بَخْ ذَاكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا ۳۸

”میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ فوت نہیں ہو گئے تھے؟ فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک فرمایا؟ فرمایا اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی قسم ایسی دائمی بخشش اور خوشی عطا فرمائی جس سے کوئی گناہ باقی نہیں رہا۔ میں نے پوچھا آپ کس درجہ میں ہیں؟ فرماتے گئے میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر انعام ہوا یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ۔“

جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے

ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ وَإِنْ مَاتَ جَرَى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ وَأُجِرَى عَلَيْهِ رِزْقُهُ وَأَمِنَ الْفُتْنَانُ۔ (صاحب ایمان) ایک دن رات اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں جہاد کے لئے سرحد پر مستعد رہا۔ (دشمن کے مقابلے کے واسطے) اُس کا یہ عمل ایک ماہ کے روزوں اور راتوں کے قیام سے اعلیٰ ہے۔ اگر وہ اس حال میں مر گیا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا اُس کا ثواب ہمیشہ اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اُس کا رزق اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی بارگاہ سے اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ اور (قبر میں) منکر و نکیر کے سوالات سے محفوظ رہے گا۔ (یعنی اُس سے منکر و نکیر سوالات نہیں کریں گے)

شہید کو عذاب و سوال معاف:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَبَرَ حَتَّى يُقْتَلَ أَوْ يَغْلِبَ لَمْ يُفْتَنْ فِي قَبْرِهِ۔ (جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہو کر لڑا، یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا، اُسے قبر میں عذاب و سوال نہ کیا جائے گا۔)

حضرت امام نسائی علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت لکھی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مَا بَالُ الْمُؤْمِنِينَ يُفْتَنُونَ فِي قُبُورِهِمْ؟ ۱۔ مسلم جلد ۲ ص ۱۳۲ شرح الصدور ص ۱۳۵ مشکوٰۃ ص ۳۲۹ مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۲۷ نسائی حدیث نمبر ۳۱۶۷۷ مستدرک جلد ۵ ص ۳۴۰ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۳۵ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۲۷ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۳ ص ۱۸۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۳۹۶-۱۰۶۶۲۔

أَلَا الشَّهِيدُ؟ قَالَ: كَفَى بِبَارِقَةِ الشُّيُوفِ عَلَى رَأْسِهِ فِتْنَةً سِوَا يَكِيَا بات ہے کہ شہید کے سوا ہر مومن قبر میں آزمائش میں ڈالا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تلوار کی کاٹ اُس کے لئے عذاب و سوال قبر سے بچانے کے لئے ہوگی۔

تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوں گے:

حضرت ابو القاسم سعدی علیہ الرحمہ سے ”کتاب الروح“ میں رقم ہے کہ صحیح روایات میں یہ لکھا ہے کہ بعض حضرات سے قبر میں سوال نہیں ہوگا اور اُن کے پاس منکر و نکیر نہیں آئیں گے، یہ حضرات تین قسم کے ہیں: (۱): ایک وہ کہ جنہوں نے ایسے اعمال کئے ہیں کہ جن کے باعث اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اُن سے عذاب اور منکر و نکیر کا سوال موقوف کر دیا ہے۔ (مثلاً وہ جو جہاد میں شہید ہو گئے)۔ (۲): وہ کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اُس کے عوض عذاب و سوال اُٹھا دیا گیا۔ (۳): وہ کہ جو ایسے دن دنیا سے جائے کہ اُس دن عذاب و سوال نہیں ہے۔ (مثلاً جمعۃ المبارک کا دن یا رات)۔ ۳۔ جمعۃ المبارک میں وصال:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَّاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ (جو مسلمان شخص جمعۃ المبارک کے دن یا جمعۃ المبارک کی رات کو فوت ہو وہ فتنہ قبر (عذاب و سوال) سے محفوظ رہے گا۔)

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: لَا يَجْلِسَنَّ ۳۔ شرح الصدور ص ۱۳۵، قرطبی جلد ۲ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۶۱۰-۱۱۱۳۸، درمنثور جلد ۲ ص ۹۹-۱۳۳، جلد ۳ ص ۸۳ (طبع قدیم)۔ ۴۔ شرح الصدور ص ۱۳۵۔ ۵۔ مستدرک جلد ۲ ص ۱۶۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۷، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۷۳، مشعل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۹-۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۳۵، شرح الصدور ص ۱۳۷، کتاب الروح ص ۱۰۹، مستدرک جلد ۲ ص ۱۶۹، مرقاۃ جلد ۳ ص ۳۱۵۔

أَحَدُكُمْ عَلَى جُمُرَةٍ فَتَحَرِّقْ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصْ إِلَى جَلَدِهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَجْلِسَ عَلَى قَبْرِ رَسُولِكَ رُؤْفَ وَرَجِيمٍ ﷺ نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک شخص انگارے پر بیٹھے جس سے اُس کے کپڑے جل جائیں تو وہ آگ اس کے جسم پر پہنچ جائے، تو یہ بہتر ہے اس سے کہ کوئی شخص کسی کی قبر پر بیٹھے۔ (کیونکہ قبر پر بیٹھنے میں میت کی تذلیل ہے، قبر کو روندنا نہیں چاہئے اور اس صورت میں گویا قبر کی عزت کرنے کا حکم ہے)۔ ۷

حضرت عقبہ بن عامر ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورجیم ﷺ نے فرمایا: لَا أَنْ أَمْشِيَ عَلَى جُمُرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرَجُلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقُبُورُ فَضِيْتُ حَاجَتِي أَوْ وَسَطَ السُّوقِ ۷ انگارے پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانگنا (یعنی بہت تکلیف اٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانگنا مشکل ہے) یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور پرواہ نہیں رکھتا، یہ مجھے پسند ہے، اس بات سے کہ قبر پر یا بازار کے درمیان میں پیشاب یا پاخانہ کروں۔ (مطلب یہ ہے کہ بازار میں لوگوں کی شرم کی وجہ سے کسی طرح بول و براز نہیں کرتا، پس ایسا ہی مردوں سے شرم کرنی چاہئے)۔ یہ بات امت کی تعلیم کے لئے فرمائی۔

قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابو مرثد غنوی ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تَصَلُّوا إِلَيْهَا ۷ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۶۸، سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۹، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، مسلم حدیث نمبر ۹۷۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۲۸، ترمذی جلد ۳ ص ۱۵۷، حاشیہ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۷۷، (مترجم وحید الزماں غیر مقلد)۔ ۸ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۷۳، ابن ماجہ ص ۱۱۳، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۳ ص ۱۳۵، مشکوٰۃ ص ۱۲۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۵، نسائی حدیث نمبر ۷۶۰۔

”قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو“۔

قبرستان میں جوتا اُتارنا:

حضرت بشیر بن خصاصیہ ؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ نے فرمایا: اے ابن خصاصیہ! تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ کے ساتھ چل رہے ہو؟۔ (یعنی اُس نے تمہیں اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کسی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اُس نے مجھے ہر ایک بھلائی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ان لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ کو پایا اور اُن پر ایمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وقت نہ پایا) فَرَأَى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْمَقَابِرِ فِي نَعْلَيْهِ فَقَالَ يَا صَاحِبَ السَّبْتَيْنِ الْقَهْمَا ۷ ”پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتے پہنے قبروں میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اُتار دے“۔

جوتیاں اُتار کر پھینک دیں:

حضرت بشیر ؓ جن کا نام دو درجہ جاہلیت میں زحم بن معید تھا آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا زحم بن معید، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بشیر ہو تو اُس وقت سے اُن کا نام ”بشیر“ پڑ گیا۔ فرماتے ہیں میں رسول کریم رؤف ورجیم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے بیچ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: يَا صَاحِبَ

السَّبْتَيْنِ وَيَحْكُ أَلْقِي سَبْتَيْكَ فَتَنْظُرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَلَعَهَا فَرَمَى بِهَا إِلَى "اے جوتیوں والے! تمہارے افسوس ہے اپنی جوتیاں اُتار۔ اُس نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، اُسی وقت اپنی جوتیاں اُتاریں اور پھینک دیں۔" یعنی پاؤں سے جوتے اُتار دیئے اور قبروں کے نیچے ننگے پاؤں چلنے لگا۔

سوال: قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور چار پائی پر سونا اور گھوڑا باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے جبکہ جوتا پہننا سخت توہینِ امواتِ مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا، چار پائی بچھانا، سونا اور بیٹھنا سب حرام ہے۔

عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں:

"حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: "آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے مگر اُس (مرنے والے) کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اُس کے وضو نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر نے اُسے بچالیا۔ ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا، اُسے نماز نے بچالیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کے روزے آگئے اور اُس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے، وہ اُن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھککا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کا غسلِ جنابت آیا اور اُس کو میرے پاس بٹھا دیا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اُس کا حج و عمرہ آگیا اور اُس کو منور کر دیا۔"

۱۱ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۰۔

ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس کو منہ نہیں لگاتا، تو صلہ رحمی آکر مؤمنین سے کہتا ہے کہ تم اس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اُس کا صدقہ آگیا اور اُس کو بچالیا۔ ایک شخص کو زہانیہ (خاص قسم کا فرشتہ) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اُس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر آیا اور اُسے بچالیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے، لیکن اُس کے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے مگر اُس کا حسنِ خلق آیا اور بچالیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اُس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اُس کا اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرنا آگیا اور اُس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کی نیکیوں کا وزن ہلکا رہا، مگر اُس کا سخاوت کرنا آگیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے ڈرنا آگیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اُس کے وہ آنسو آگئے جو اُس نے خشیتِ الہی میں بہائے تھے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا، لیکن اُس کا اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن آیا اور اُسے بچالیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا، لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اُن کی زبان سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے (حضرت) جبریل علیہ السلام سے اُن کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانے والے ہیں۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ سے مروی یہ حدیث پاک بہت عظیم ہے۔ اس میں ایسے مخصوص اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے۔" ۱۲

۱۲ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۹، شرح الصدور ص ۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۵۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۸۱، کتاب الروح ابن قیم ص ۱۱۰۔

زیارت قبور:

زیارت قبور کے بارے میں اُمت کا اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سُنت ہے کیونکہ اس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ میت اپنے زائر کو دیکھتی ہے اور اُن کا کلام سُنتی ہے۔

اجازت زیارت قبور:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ فَوْقِ ثَلَاثٍ فَأَمْسِكُوا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ النَّبِيدِ إِلَّا فِي سَفَاءٍ فَأَشْرَبُوا فِي الْأَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوا مُسْكِرًا ۱۳ ”میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا، اب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اب جب تک چاہو رکھو (اور کھاؤ)۔ میں نے تمہیں شراب کے برتنوں (کو استعمال کرنے) سے منع فرمایا تھا، اب (ان برتنوں کو استعمال کرو اور) ان میں (پانی) پیا کرو لیکن نشہ کی چیز نہ پینا۔“

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ ۱۴ ”قبروں کی ۱۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۷۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۹۸ نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۳۵-۱۳۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۲-۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۷-۳۵۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۲ نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۳ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۴۴۱۔

زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔“ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَتَذَكِّرُ الْآخِرَةَ ۱۵ ”میں تمہیں زیارت قبور سے منع کیا کرتا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں۔“

جمعتہ المبارک کے دن زیارت قبور:

حضرت محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ اس حدیث شریف کو نبی کریم ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرَ أَبِيهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ غُفِرَ لَهُ وَكُتِبَ لَهُ ۱۶ ”جو اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ المبارک کو زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا۔“

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضہ انور کی زیارت کرنا:

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كُنْتُ ادْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنِّي وَاصِعُ ثَوْبِي وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ رَوْحِي وَأَبِي فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ قَوْلَ اللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ وَأَنَا مُشْدُودَةٌ عَلَى نِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ۱۷ ”میں اپنے گھر میں جس میں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ مدفون ہیں، چادر اٹکائے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے (عظیم الشان شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والد (گرامی) ہیں پھر جب (حضرت سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ (دفن ہوئے تو اللہ کی قسم) امیر المؤمنین حضرت ۱۵ ابن ماجہ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۳-۵۳۲، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۸-۳۵۷، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۱۷، رواہ مسند احمد، مرقاة جلد ۳ ص ۲۲۲، ترمذی رضویہ جلد ۹ ص ۵۶۲۔

سیدنا عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑا اپنے اُس گھر میں نہ گئی۔

- (۱) اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ میت کا بعد وفات بھی احترام چاہیے۔
- (۲) غیر محرم بزرگوں کی قبور کا احترام اور اُن سے شرم و حیا چاہیے۔
- (۳) قبر کے اندر سے ہیٹ باہر والوں کو دیکھتی ہے۔
- (۴) انہیں جانتی پہچانتی ہے۔

(۵) قبر کی مٹی اور تختے وغیرہ میت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے لیکن زائر کا لباس اُن کے جسم کے لیے آڑ ہے۔ لہذا میت کو زائر نگاہ نہیں دکھائی دیتا۔ یہ قانون قدرت ہے۔

اگر قبر گھر میں ہو یا عورت حج یا کسی سفر جائز کے لیے گئی ہو اور راہ میں کوئی قبر بڑی اُس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع و فزع و تجدید حزن و بکا و نوحہ و افراط و تفریط ادب و غیرہ مانکرات شرعیہ سے خالی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۹ ص ۵۶۲)

راستہ میں واقع قبر کی زیارت:

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے فرماتے ہیں حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما حبشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ انہیں مکہ مکرمہ لایا گیا وہاں انہیں دفن کیا گیا۔ ایک مرتبہ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس سے گذریں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان (رضی اللہ عنہ) کی قبر کی زیارت کی اور یہ دو شعر پڑھے:

(۱) وَكُنَّا كَنْدَ مَانِي حَبِئْمَةٍ حَقْبَةٍ

مِنَ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ: لَنْ يَتَصَدَّعَا

(۲) فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكَا

لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبْتَ لَيْلَةً مَعَا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا ذُفِنْتُ إِلَّا حَيْثُ مَثَلُ

شہد تُوک مَا زُرْتُكَ ۱۸

- (۱) ہم دونوں ایسے (بہن بھائی) تھے جیسے بادشاہ جزیمہ کے دو ہم نشین کہ ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کبھی جدا نہ ہوں گے۔
- (۲) پھر ہم دونوں جدا جدا ہو گئے تو گویا کہ میں اور مالک باوصف مدتوں ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہوا کہ گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے۔

پھر اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں (اُس وقت تیرے پاس) ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم مرے تھے اور اگر میں تمہیں موت کے وقت دیکھ لیتی تو اب کبھی قبر پر نہ آتی۔

- (۱) اِس سے مسئلہ معلوم ہوا اگر راستے میں کسی عزیز کی قبر آجائے تو عورت اُس کی زیارت کر سکتی ہے۔
- (۲) اِس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بہن بھائی جن کی مرتے وقت زیارت نہ کی گئی ہو اُن کے مرنے کے بعد عورت اُن کی قبر کی ایک بار زیارت کر سکتی ہے۔

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے:

بحر الرائق جس میں ہے کہ أَلَا صَحَّ أَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا ”صحیح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔ اُسی میں ہے۔

لَا يَنْبَغِي لِلنِّسَاءِ أَنْ يَخْرُجْنَ فِي الْجَنَازَةِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَا هُنَّ عَنْ ذَلِكَ وَقَالَ الْعُرْفَنَ مَا زُورَاتٍ غَيْرَ مَا جُورَاتٍ ۱۹

”عورتوں کو جنازے کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔ اِس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ رُوف و رحیم ﷺ نے اُن کے لیے اِس کی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر جائیں گی تو ثواب سے خالی جبکہ گناہ سے بھاری ہو کر پلٹیں گی۔“

اتباع جنازہ جو کہ فرض کفایہ ہے جب اُس کے لیے عورتوں کا نکلنا ناجائز ہوا

۱۸ جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۵ شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۰۳۔ ۱۹ فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد ۹ ص ۵۶۳ بحوالہ بحر الرائق (کتاب الجنائز) الحج۔ ۱۔ ایم سعید انڈیا کلکتہ کراچی جلد ۲ ص ۱۹۰ (طبع جدید)۔

تو زیارت قبور جو کہ صرف مستحب ہے اُس کے لیے نکلنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟
رد المحتار مفتحہ الخالق میں ہے:-

”اگر یہ زیارت غم تازہ کرنے اور رونے چلانے کے لیے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے اور اسی پر یہ حدیث شریف محمول ہے: لَعَنَ اللَّهُ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ يَالْعَنَ زَوَاتِ الْقُبُورِ ۲۰ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔“ اور اگر عبرت حاصل کرنے روئے بغیر رحم کھانے اور قبور صالحین سے برکت لینے کے لیے ہو تو جماعت مسجد کی حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے۔“ ۲۱

شروع اسلام میں زیارت قبور مردوں عورتوں سب کو ممنوع تھی کیونکہ لوگ اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اندیشہ تھا کہ بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اب قبروں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ جب اُن میں اسلام رائج ہو گیا تو یہ ممانعت منسوخ کر دی گئی۔

أَلَاذْنُ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلرِّجَالِ عِنْدَ عَامَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَ أَمَّا النِّسَاءُ فَقَدْ رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ ۖ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَعَنَ زَوَارَاتِ الْقُبُورِ ۲۲ قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُرَخَّصَ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَلَمَّا رَخَّصَ عَمَّتِ الرُّخْصَةُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ لِلنِّسَاءِ لِقَلْبِهِنَّ صَبْرُهُنَّ وَ كَثْرَةِ جُزُعِهِنَّ ۲۳

”مردوں کو خاص طور پر زیارت قبور کی اجازت فرمائی گئی ہے اور عام طور پر

۲۰ مشکوٰۃ ص ۱۵۴ حدیث نمبر ۷۷۰۷ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۵۰۳۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۸۷ نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۳ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۵۲۳۷ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۶ ابن حبان حدیث نمبر ۷۸۹۷۷ فتاویٰ رضویہ طبع جدید جلد ۴ ص ۵۲۳ بحوالہ رد المحتار (مطلب فی زیارۃ القبور) ادارہ الطباعة المصریہ مصر جلد ۱ ص ۶۰۸ ۲۲ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲ مرة جلد ۴ ص ۲۱۲ نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۳ جامع ترمذی جلد ۴ ص ۲۰۳ مسند احمد جلد ۴ ص ۴۲۲ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۷۷۰۷ مرة جلد ۳ ص ۲۲۲ ۲۳ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۵۲۔

عورتوں کو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورجم ﷺ نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں۔ بعض اہل علم نے فرمایا ہے یہ زیارت قبور کی رخصت دینے سے قبل کا حکم ہے جب نبی کریم رؤف ورجم ﷺ نے رخصت عنایت فرمادی تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی رخصت ہو گئی بعض علماء نے کہا نہیں بلکہ عورتوں کو زیارت قبور مکروہ ہے اس لیے کہ ان کو صبر کم ہوتا ہے اور جزع و فزع رونا چیخنا چلانا بہت ہوتا ہے۔

حضرت امام قاضی علیہ الرحمہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جواز عدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اُس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب عورت گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو تمام اطراف سے شیطان اُسے گھیر لیتا ہے جب قبر تک پہنچتی ہے تو میت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت میں ہوتی ہے۔“ ۲۴

عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات:

دُور مختار میں ہے:- عورت اپنے گھر سے نہ نکلے مگر اپنے حق کے لیے یا اپنے اوپر کسی کے حق کے لیے یا ہر جمعۃ المبارک میں ایک بار والدین کی زیارت کے لیے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے یا اس وجہ سے کہ وہ دایہ ہے یا میت کو نہلانے والی ہے (جج بھی اسی حکم میں ہے) ان کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے اگر شوہر نے اجازت دی تو دونوں گنہگار ہوں گے۔“ ۲۵

عورتوں کا زیارت قبور کرنا:

امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:- ”میں سوائے حاضری روضۃ انور کہ جو واجب یا قریب واجب ہے مزارات اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (فضل فی الجنائز) ص ۵۹۵ سبیل الکیفی لاہور۔ ۲۵ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۶۱ بحوالہ در مختار کتاب النکاح (باب المہمل) مطبع مجتبائی دہلی جلد ۱ ص ۲۰۲۔

عورتوں کا جانا باجناغ غیہ علامہ محقق ابراہیم حلبي علیہ الرحمہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اس طوفانِ بدتمیزی رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جہاں نے اور اعراسِ طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں مردوں عوام الناس کو بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ کہ عورتوں کے لیے جو نازک شیشیاں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱)۔

قبرِ انور پر چہرہ رکھنا:

أَقْبَلَ مِرْوَانَ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَأَخَذَ مِرْوَانُ بَرَقَبَتِهِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَذَرِي مَا تَصْنَعُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ إِنِّي لَمْ أَثُ الْحَجَرَ إِنَّمَا جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ أَثُ الْحَجَرَ ۚ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَبْكُوا عَلَى الَّذِينَ إِذَا وَلِيَهُ أَهْلُهُ وَلَكِنْ أَبْكُوا عَلَى الَّذِينَ إِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ أَهْلِهِ ۲۶

”مروان نے اپنے زمانہ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ (حضور نبی کریم ﷺ) روف ورجیم (کی) قبر (انور) پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے اُن کی گردن مبارک پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ اس پر اُن صاحب نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں اے نہ پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے دین پر نہ روؤ جب اس کا اہل اُس پر والی ہو۔ ہاں! اُس وقت دین پر روؤ جبکہ نہ اہل والی ہو۔“

یہ صحابی حضرت سیدنا ابوالیوب انصاری رحمہ اللہ تھے۔ تعظیمِ قبر اور روحِ مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ وہ لوگ مروان کا ترکہ ہیں جو زیارتِ قبور اور احترامِ قبور اور تعظیمِ روحِ مطہر کا شعور نہیں رکھتے۔ تعظیمِ قبر سے جدا ہو کر تعظیمِ روحِ کریم روف ورجیم کی برکت لینا صحابہ کرام رحمہ اللہ کی سنت ہے اور اہل سنت و

۲۵۸ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۳۵ مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۵۱۵ ص ۵۶۰ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۲ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱ ۲۶ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۳۵ کنز العمال جلد ۶ ص ۸۸ حدیث نمبر ۱۳۹۶ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۴ ص ۵۸۸ حدیث نمبر ۳۹۹۹ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۲۲ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۴۱ (مچاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔

جماعت کو اُن کی میراث ملی ہے۔ واللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۳۲۱)۔

زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟

قبروں والوں کو سلام:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ الْمَدِينَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْآثَرِ ۖ نَبِيٌّ (کریم روف ورجیم) مدینہ (منورہ) میں کچھ قبروں پر سے گزرے تو اُن کی طرف اپنا چہرہ (مبارک) فرمایا اور پھر فرمایا: ”اے قبروں والو! تم پر سلام ہو اللہ (ﷻ) ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہم سے اگلے ہو (پیشرو ہو) پہلے گزر گئے ہو (اور ہم تمہارے پیچھے ہیں)۔“ (یعنی تم ہم سے پہلے چلے گئے ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں)۔

مسئلہ: آپ ﷺ قبور کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوتے کہ زیارتِ قبور کے وقت اس طرح کھڑے ہونا چاہئے۔

۱۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم روف ورجیم ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور ان رُعاۃ کلمات سے اہل قبور کو نوازتے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ ذَا رَقُومٍ مُّؤْمِنِينَ وَأَنَا أَنْشَاءُ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِفْوَ نَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْعَرْقَدِ ۲۸

”اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ تمہیں مل گئی۔ کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (جل جلالک) بقیعِ عرقہ والوں کو بخش دے۔“

۲۹ ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۳ دارمی جلد ۳ ص ۳۳ المعجم الكبير للطبرانی جلد ۱ ص ۱۰۸ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۷۴۰ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۲ کنز العمال حدیث نمبر ۳۱۱۲۲-۳۱۱۶۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۸۹ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۲-۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۳ مسلم جلد ۳ ص ۳۱۱ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ انہیں یعنی ہمیں سکھاتے تھے کہ جب قبروں پر جائیں تو یوں کہیں: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ أَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَإِنَّا إِن شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُونَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمْ الْعَافِیَةَ ۲۹

”اے مؤمنین اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو! انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ ﷻ سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔“
شرح السنۃ میں ”لَا حِقُونَ“ کے بعد اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ کے الفاظ بھی ہیں۔ ۳۰۔
(یعنی تم ہمارے پیش خیمہ ہو)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا قبرستان جا کر پہلے سلام کرنا پھر قبرستان والوں سے گفتگو کرنا سنت ہے۔ اس کے بعد دُعا و استغفار کے ذریعے اہل قبور کو ایصالِ ثواب کیا جائے۔ اس سے معلوم ہوا مردے باہر والوں کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور ان کا کلام سنتے ہیں ورنہ انہیں سلام جائز نہ ہوتا۔

۳۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں نے ایک رات آپ ﷺ کو بستر میں نہ پایا، تلاش کے بعد دیکھا کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں اور آپ ﷺ فرما رہے ہیں: السَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاَنَا بِکُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُمْ ۳۱ ”سلام ہو تم پر اے گھر والو! جو مؤمنین ہیں تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمیں ان کے ثواب سے محروم نہ کر اور ان کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا۔“

۵۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۹۷، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۲، ۳۱۱ ابن ماجہ ص ۱۱۲۔

فرمایا: (زیارتِ قبور کے وقت) یوں کہا کرو:-

السَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاخِرِیْنَ وَاِنَّا إِن شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُونَ ۳۲ ”مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام ہو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔“

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا: هَذَا خِطَابٌ لِّمَنْ يُّسْمَعُ وَیَعْقِلُ وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَکَانَ هٰذَا الْخِطَابُ بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْمَعْدُومِ وَالْجَمَادِ ۳۳ ”اس قسم کا خطاب اُس سے کیا جاتا ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا معدوم اور جمادات سے ہوتا ہے۔“ (جو صحیح نہیں ہے)

ابن قیم الجوزی نے مزید لکھا ہے:

وَالسَّلَفُ مُجْمَعُونَ عَلٰی هٰذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْاَنَارُ عَنْهُمْ بَانَ الْمِیْتَ یَعْرِفُ زِیَارَةَ الْحَیِّ لَهُ وَیَسْتَبْشِرُ بِهِ ۳۴ ”اسلاف کا اس پر اتفاق ہے کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور اُن سے خوش ہوتے ہیں۔“

مذکورہ بالا حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات کے آخری حصہ میں بقیع تشریف لے جاتے اور زیارتِ قبور فرماتے۔ اس دُعا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَ اَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ کی وجہ سے بعض مومن بقیع میں دفن ہونے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ اس خصوصی دُعا میں وہ بھی شامل ہو جائیں۔

میت پہچانتی ہے:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ الْمِیْتَ لَیَعْرِفُ مَنْ یُّحْمِلُهُ وَمَنْ یُّغْسِلُهُ وَمَنْ یُّدْفِنُهُ فِی الْقَبْرِ ۳۵ ”میت اُسے پہچانتی ہے جو اُسے اٹھاتا ہے اور جو اُسے غسل دیتا ہے اور

۳۲ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۷۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۶۰، مصنف مہدارزاق جلد ۳ ص ۵۷۵، ۵۷۴، ۵۷۳ کتاب الروح ص ۵، ۳۳ کتاب الروح ص ۵، ۳۴ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۱، عمدة القاری شرح بخاری جلد ۴ ص ۸، ۲۱۰، تفہیم البخاری جلد ۲ ص ۳۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۳۔

جو اُسے قبر میں اتارتا ہے۔ اور حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں
وَإِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَمِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ عِنْدَ غَسْلِهِ وَعِنْدَ
حَمْلِهِ حَتَّى يَصِلَ إِلَى قَبْرِهِ ۚ ۳۶ ”جب آدمی مر جائے تو جو لوگ اُسے غسل
دیتے ہیں اور اُس کو اٹھاتے ہیں تمام لوگوں کو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ وہ قبر میں پہنچ جائے۔
مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانتا:

ابن ابی الدنیا نے ”کتاب القبور“ میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں رسول کریم روف ورجیم ﷺ
نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ إِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَدَّ
عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ ۚ ۳۷ ”جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت
پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے۔“

(۲) ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول کریم روف ورجیم ﷺ نے فرمایا ہے: إِذَا
مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهُ وَإِذَا
مَرَّ بِقَبْرِ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۚ ۳۸ ”جب کوئی مسلمان
اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو
جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو
نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابن ابی
الدنیا سے ”کتاب القبور“ میں یہ روایت بیان کی ہے اور ابن عبد اللہ علیہ الرحمہ نے
”کتاب الاستدکار“ میں اور ”تمہید“ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا ہے۔

ابن عبد البر علیہ الرحمہ سے روایت ہے یہ بات رسول کریم روف ورجیم
ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلَى قَبْرِ

۳۶ عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۱۰ تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۳۳۷-۳۳۸ شرح الصدوق
ص ۱۹۶ کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۱۳۵-۱۳۸ شرح الصدوق ص ۱۹۶ کتاب الروح ص ۱۳۰

أَخِيهِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيَسَلِّمْ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رَوْحَهُ
حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۚ ۳۹ ”جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے
گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک و تعالیٰ)
اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔“

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ”کتاب
الجنائز“ کے باب ”دَفْنُ الْمَيِّتِ“ کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں:
حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت
فرمایا: إِذَا أَنَامْتُ فَلَا تَصْحَبْنِي نَائِحَةً وَلَا نَارًا فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشْنُوا
عَلَى الثَّرَابِ شِنًا ثُمَّ أَقْبِمُوا حَوْلَ قَبْرِي قَلْبًا مَا يُنَحْرُ جُزُورًا وَ
يُقَسِّمُ لَحْمَهَا حَتَّى اسْتَأْنَسَ بِكُمْ وَأَعْلَمَ مَاذَا أَرَا جُعَ بِهِ رَسُولُ
رَبِّي؟ ۴۰ ”جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے
اور نہ آگ جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر یعنی
اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے
مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟“

دفن کے متعلق مسائل:

ایک یہ کہ قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے کیونکہ ”شن“ آہستہ مٹی ڈالنے کو
کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفن کے بعد قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا
سنت ہے۔ تیسرے صاحب قبر حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور اُن کی موجودگی میں
اُس کی وحشت قبر زور ہوتی ہے اُنس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میت کو
بعد دفن تلقین کرنا یعنی کلمہ تکبیر یا تسبیح سنا کر اُسے سوالات تکبیرین کے جوابات بتانا
سنت ہے۔

۳۹ کتاب الروح ص ۱۵ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۷۵-۳۷۶ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ مرآۃ جلد ۲ ص ۳۹۷
مسلم جلد ۱ ص ۷۶ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸ کتاب الروح ص ۱۱

مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن حارثہ ؓ کا واقعہ:

ان کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ انہی کو ابن خارجہ خزرجی انصاری (ؓ) کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ نے ”ذکر الصحابہ“ میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زبیر الانصاری الخزرجی (ؓ) ہیں۔

شَهِدَ بَدْرًا تَوْفَىٰ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِي تَكَلَّمَ
بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَقِيلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ
زَيْدٍ وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

”بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان (ذوالنورین ؓ) کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور ابن عبد البر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید (ؓ) تھے مگر قول اول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابن تیمیہ صاحب کے شاگرد ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب ”جلاء الافہام“ میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ مکتبۃ المصنعی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادیہ گلبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دارالفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ”الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام“ ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

سوالات و جوابات

از فتاویٰ رضویہ شریف

سوال: جب بزرگوں کے مزارات شریف پر جائیں تو فاتحہ شریف کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ شریف میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟

جواب: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پسانٹنی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجدہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز کے ساتھ باادب سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا سیدی رحمۃ اللہ وبرکاتہ درود شریف تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص سات بار، پھر درود شریف سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۃ یسین اور سورۃ ملک بھی پڑھ کر اللہ عز وجل سے دعا کرے کہ الہی! اس قرأت پر مجھے اتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اسے میری طرف سے اس بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ عز وجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبر پر جانے سے مردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی عزیز آیا یا کوئی شخص آیا اور زندہ کو مردہ کی قبر پر جانے سے مردہ کو کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی ہے یا نہیں، اور وہ کچھ پڑھ کر ثواب بخشے تو مردہ کو علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر جو کوئی جائے مردہ دیکھتا ہے اور جو کچھ کلام کرے وہ سنتا ہے اور جو ثواب پہنچائے مردہ کو پہنچتا ہے، اگر کوئی عزیز یا دوست جائے تو اس کے جانے سے مردہ کو راحت اور فرحت ملتی ہے جیسے دنیا میں۔ یہ سب مضامین صحاح احادیث میں وارد ہیں۔

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۲ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔ ۲۔ گذشتہ صفحات میں احادیث مبارکہ کبھی جا چکی ہیں۔

سوال: زید کسی عزیز کی قبر پر ہر روز جاتا تھا پھر جانا بند کر دیا، مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ اُس مردہ کو زید کے آنے اور جانے سے کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی تھی یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب سوال سابق میں آگیا، بے شک اعزہ و احباب کے جانے سے اموات کو فرحت ہوتی ہے اور دیر لگانے سے اُن کا انتظار رہتا ہے۔

سوال: کیا ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا بعد نماز فجر افضل ہے یا بعد نماز عصر یا مغرب؟ اور بعد نماز مغرب زیارت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: زیارت ہر وقت جائز ہے، مگر شب میں تنہا قبرستان نہ جانا چاہئے اور زیارت کا افضل وقت روز جمعہ بعد نماز صبح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زید قبرستان میں جا کر اس طرح پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے کہ اول قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر تمام اہل قبور کی ارواح کو ثواب بخشا ہے پھر اپنے کسی عزیز خاص یا کسی اہل اللہ کی قبر پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر ایک ایک کو جدا جدا ثواب بخشا ہے تو کیا جدا جدا قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے سے اُس کے عزیز جیسے والدین و بھائی بہن وغیرہ کو کچھ ثواب یا فرحت بہ نسبت دیگر اہل قبور کے زیادہ ہوگا یا نہیں؟ اور اس جدا جدا قبر پر جانے سے والدین کا حق اور ولی کا مرتبہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہ اس صورت میں جس جس کے لئے جدا جدا فاتحہ شریف پڑھے گا اُسے ثواب زائد پہنچے گا اور فرحت زیادہ ہوگی اور والدین و اعزہ کی قبر پر جدا جدا جانے سے اُنس حاصل ہوگا جیسے حیات میں۔ اور ولی کے مزار پر جدا جدا حاضر ہونے میں اُس کی خاص تعظیم ہے جو ایک عام بات میں شامل کرنے سے نہیں ہو سکتی۔ زید کا یہ فعل بہت احسن ہے، مگر اس کا لحاظ لازم ہے کہ جس قبر کے پاس بالخصوص جانا چاہتا ہے اُس تک قدیم راستہ ہو، اگر قبروں پر سے ہو کر جانا پڑے تو اجازت نہیں۔ سر راہ دور کھڑے ہو کر ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر ایصالِ ثواب کر دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زیارت قبور کے وقت قرآن مجید پڑھ کر بخشے والے کو بھی کچھ ثواب ملے گا یا نہیں کیونکہ زید کہتا ہے کہ بخش چکے تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟

اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ ۝ ۳۰ تو کیا احسان کا بدلہ احسان بھی جاتا رہا؟

جواب: زید غلط کہتا ہے وہ دنیا کی حالت پر قیاس کرتا ہے کہ ایک چیز دوسرے کو دے دیں تو اپنے پاس ہی نہ رہے۔ وہاں کی باتیں یہاں کے قیاس پر نہیں، صحیح حدیث میں فرمایا گیا کہ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اُن کی روحیں شاد ہوں اور یہ اُن کے ساتھ نیکو کار لکھا جائے اور دونوں کو پورے حج کا ثواب ملے اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو۔ اس کی نظیر دنیا میں علم ہے کہ جتنا تقسیم کیجئے اوروں کو ملتا ہے اور اپنے پاس سے کچھ نہیں گھٹتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا قبرستان میں کلام شریف یا پنج سورہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کے پاس تلاوت زبانی یاد کیج کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لہجہ اللہ ہو اور قبر پر نہ بیٹھے، نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچنا ہو اور اگر بغیر اس کے وہاں تک نہ جاسکے تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لیے جانا حرام ہے بلکہ کنارے ہی سے جہاں تک بغیر کسی قبر کو روندے جاسکتا ہے، تلاوت کرے۔

دُر مختار میں ہے:-

(ترجمہ) ”قبرستان کے اندر ایسے راستے پر چلنا ممنوع ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ نیا بنالیا گیا ہے یہاں تک کہ جب اپنی مہیت کی قبر تک کسی دوسری قبر کو پامال کئے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو تو وہاں تک جانا ترک کرے۔ رات کو دفن کرنا اور قبر کے پاس تلاوت کرنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں۔“ صحیح یہی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: کیا قبر پر سبزی یا پھول یا گرتی رکھنا، جلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر سبزی پھول ڈالنا اچھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قبروں پر گلاب وغیرہ کے پھول رکھنا اچھا ہے۔ رد المحتار میں ہے:- ”پھول

جب تک تر رہتا ہے اللہ (ﷻ) کی تسبیح کر کے مہیت کا دل بہلاتا ہے اور اللہ

(عَنْكَ) کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اس بات سے اور حدیث پاک کے اتباع کے لحاظ سے اس کا مندوب (یعنی نمائندہ) ہونا اخذ ہوتا ہے۔ اسی پر اس کا قیاس بھی ہوگا جو ہمارے زمانے میں اس وغیرہ کی شائیں رکھنے کا دستور ہے۔ ۵۔ اگر بقی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اس میں سوء آداب اور بد حال ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: سَقَفُ الْقَبْرِ حَقُّ الْمَيِّتِ ۱۔ (قبر کی چھت من مہیت ہے)۔ ہاں قریب قبر خالی زمین پر رکھ کر سلاگیں کہ خوشبو ہے۔

سوال: بوسہ قبر کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں ”کشف الغطاء“ میں ہے:

(ترجمہ) کفایۃ الشعی میں قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس صورت میں کوئی حرج نہیں اور شیخ بزرگ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں بعض آثار میں اس کے وارد ہونے کا اشارہ کیا اور اس پر کوئی حرج نہیں۔ ۱۔ مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اس سے احتراز ہی چاہیے۔ ”افعیہ المذمات“ میں ہے: مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را۔ ۵۔ ”قبر کو ہاتھ نہ لگائے، نہ ہی بوسہ دے۔“

مدارج النبوة شریف میں ہے۔

(ترجمہ) قبر والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک روایت حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ ذکر کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔ ۹۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض علماء نے اجازت دی ”مجمع البرکات“ میں ہے: گر دو قبر تین بار طواف کر سکتا ہے۔ ۱۰۔ مگر رائج (یعنی قابل ترجیح) یہ کہ ممنوع ہے۔ حضرت مولانا علی قادری

۵۔ رد المحتار باب صلوة الجنائز ادارة الطباعة المصرية مصر ۱۴۰۱ھ۔ ۱۔ فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ ص ۳۵۲ (نورانی کتب خانہ پشاور) کے کشف الغطاء (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۶۔ ۵۲۷) بعد المذمات باب زیارة القبر و مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۴۱۶ھ۔ ۹۔ مدارج النبوة ذکر نماز گزاردن آنحضرت ﷺ خلف ابوبکر راج مکتبہ نوریہ رضویہ جلد ۲ ص ۳۲۳۔ ۱۰۔ مجمع البرکات۔

علیہ الرحمہ ”نسک متوسط“ میں تحریر فرماتے ہیں: الطَّوَافُ مِنْ مُخْتَصَّاتِ الْكَعْبَةِ الْمُنَافِيَةِ فَيُحَرِّمُ حَوْلَ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ ۱۔ طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی قبروں کے گرد حرام ہوگا۔ مگر اسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا۔ محض باطل و غلط اور شریعت مطہرہ پر افتراء ہے۔

سوال: قبر کس قدر بلند کرنی جائز ہے؟

جواب: ایک بالشت یا کچھ زائد۔ فی الدَّرِّ الْمُخْتَارِ يُسَنَّمُ قَدْرَ شِبْرِ ۱۲۔ فِی رَدِّ الْمُخْتَارِ أَوْ أَكْثَرَ شَيْنًا قَلِيلًا بَدَائِعُ ۱۳۔ ایک بالشت کی مقدار کو ہاں کی طرح بنادی جائے (در مختار) یا کچھ زیادہ کر دی جائے، بدائع۔

حلیہ میں ہے:

تَحْمِيلُ الْكَرَاهَةِ عَلَى الزِّيَادَةِ الْفَاحِشَةِ وَ عَدَمُهَا عَلَى الْقَلِيلَةِ الْمُبْلَغَةِ لَهُ مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعٍ أَوْ مَا فَوْقَهُ قَلِيلًا ۱۴۔ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔ ”کراہت بہت زیادہ اونچی کرنے پر محمول ہے اور عدم کراہت قلیل زیادتی پر جو ایک بالشت کی مقدار ہو یا اس سے کچھ زائد۔“ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا پیر و مرشد کے مزار کا طواف کرنا اور مزار شریف اور مزار شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور آنکھوں سے لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کے ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزار شریف کا طواف کہ محض بہ نیت تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ معظمہ ہے۔ مزار شریف کو بوسہ نہ دینا چاہیے۔ علماء کرام کی آراء اس میں مختلف ہیں۔ لہذا بہتر ہے بچنا اور اسی میں آداب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا ہو منع نہیں ہو سکتی قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۱۵۔ ”اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: حکم نہیں مگر اللہ (ﷻ) کا۔“ ہاتھ باندھے ۱۱۔ نسک متوسط مع ارشاد الساری دارالکتب العربیہ بیروت ص ۳۴۲۔ ۱۲۔ در مختار باب صلوة الجنائز مطبع مجتہدی دہلی ۱۲۵۱ھ۔ ۱۳۔ رد المحتار باب صلوة الجنائز ادارة الطباعة المصرية مصر ۱۴۰۱ھ۔ ۱۴۔ حلیہ المجلی شرح مدیہ المصلی۔ ۱۵۔ یوسف: ۳۰۔

اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا ہو اُس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اُس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مزاراتِ اولیائے کرام علیہم رحمۃ اللہ کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

جواب: فی الواقع بوسہِ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر ہے داعی محبت ہے اور مانع ادب تو جسے غلبہٴ محبت ہو اُس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط (بہتر) ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل؟ (یعنی چومنا کیسے ہو سکتا ہے؟) عالمِ مدینہ علامہ سید نور الدین سمودی قدس اللہ سرہ "خلاصۃ الوفاء شریف" میں جدارِ مزارِ انور کے چھونے و چومنے و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یعنی "حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کوئی شخص نبی کریم ﷺ و رؤف و رحیم ﷺ کے منبر شریف کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے، فرمایا، اس میں کچھ حرج نہیں"۔ ۱۶

سید قدس سرہ فرماتے ہیں: اے حضرت امام احمد علیہ الرحمہ نے یہ حدیث بہ حسن روایت فرمائی ہے۔ نیز فرماتے ہیں: ابنِ عساکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہ صحیح ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ اُن سے فرماتے ہیں: اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارتِ اقدس سوار ہوئے۔ مزار پر انوار پر حاضر ہو کر

۱۶ وقاء الوفا الفصل الرابع فی آداب الزیارة والحجارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۴ھ
۱۷ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیة الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۹ھ

رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملنے لگے۔ ۱۸ حضرت امام حافظ عبدالغنی علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر فرماتے ہیں۔ یعنی زیارتِ اقدس کے لیے شد الرحال کرنے میں (یعنی سفر کے لئے کجاوے باندھنے میں) ہم فقط خواب پر اعتنا نہیں کرتے بلکہ اس پر کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے اور انہیں معلوم ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں فرمایا۔ ۱۹

عالمِ مدینہ (سید نور الدین سمودی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:-

(ترجمہ) "خلیب بن حملہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قبر انور پر اپنے دونوں رخسار رکھے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنا دایا ہاتھ اُس پر رکھتے۔ پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ابن ابی الصیف علیہ الرحمہ اور امام محبت طبری علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ مزاراتِ اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمعیل بھی علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی علیہ الرحمہ کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر رضی اللہ عنہ پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا میں نبی کریم ﷺ کے مزارِ اقدس سے شفاء حاصل کرتا ہوں"۔ ۲۰

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کتابِ مستطاب "حسن التوسل فی زیارة افضل الرسل" میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) "خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہِ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا مگر

۱۸ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیة الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۶ھ/۱۹ وقاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ اولیة الزیارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۷ھ/۲۰ وقاء الوفا الفصل الرابع فی آداب الزیارة والحجارة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۶ھ

اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اُسے اس پر باعث ہو۔^{۲۱} پھر فرماتے ہیں:

(ترجمہ): ”علاوہ بریں میں تھے یہاں ایک ایسا تھہ دیتا ہوں جس سے معنی تھہ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملہ والدین سبکی علیہ الرحمہ دارالحدیث کے اُس بچھونے پر جس پر حضرت امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدّم مبارک رکھتے تھے، اُن کے قدم کی برکت لیتے اور اُن کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اُس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اُس جگہ پر جس کو قدم نووی علیہ الرحمہ نے چھوا تھا اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سُنّت خاتمہ المجتہدین آستانہ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں حضرت سیدنا اسمعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے، اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے۔“^{۲۲} بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور جملہ ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے ہی میں احتیاط ہے۔

حضرت امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ”حقیقۃ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ“ میں فرماتے ہیں: (ترجمہ): ”جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر آئمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اُس پر انکار اور اُس سے منع کرنا واجب ہو، ہاں گناہ وہ ہے کہ اُس کے حرام ہونے اور اُس کے منع ہونے پر اجماع ہو۔“^{۲۳} واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبروں کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ زیارتِ قبور کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے۔ زیارتِ قبر میت کے موبلہ میں کھڑے ہو کر ہو اور

۲۱ حسن التوسل فی زیارۃ الفضل الرسل (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۱) ۲۲ حسن التوسل فی زیارۃ الفضل الرسل - ۲۳ حقیقۃ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ نوع ۱۳۳ الکلام فی حال الخطیۃ مکتبہ نور رضویہ سکھر ۲۰۹/۲

اُس کی پاکبختی کی طرف سے جائے کہ اُس کی نگاہ کے سامنے ہو، سر ہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اٹھا کر دیکھنا پڑے، سلام و ایصالِ ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے۔ رُو بھر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے، اگر ولی کا مزار شریف ہے تو اُس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبورِ شہداء یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر جا کر اور قبر شریف ہی پر مالیدہ یا شیرینی مع پھول وغیرہ نیاز کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: قبورِ مسلمین کی زیارت سُنّت اور مزاراتِ اولیاء کرام و شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی حاضری سعادت بر سعادت اور انہیں ایصالِ ثواب مندوب و ثواب۔ اور مالیدہ و شیرینی خصوصیاتِ عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں اور قبر پر لے جانے کی نہ ضرورت نہ اس میں معصیت۔ ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ شریف کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اس اعتقاد سے احتراز لازم ہے۔ قبورِ مسلمین خصوصاً قبورِ اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، فتویٰ عالمگیری وغیرہ میں اس کی تصریح فرمائی مگر شیرینی وغیرہ جو اس قسم کی چیزیں لے جائے اُس کو قبر پر نہ رکھے۔ یہ ممنوع ہے۔

سوال: جس شہید یا ولی اللہ کے مزار شریف کا حال ہم کو معلوم نہیں ہے کہ آیا کسی کا مزار شریف ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس کا ہے؟ مرد اہل اسلام، یہودی یا نصاریٰ یا عورت یہودی یا نصاریٰ یا مسلمان کا تو اس مزار شریف پر فاتحہ شریف پڑھنا بطریق مذکور نیاز وغیرہ کرنا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی، اُس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں مسلمان کی قبر کی زیارت سُنّت ہے اور فاتحہ مستحب اور قبر کافر کی زیارت حرام اور اُسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:.... وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ ط ۲۴ ”اُس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔“ اور فرمایا:.... وَمَا لَہٗ فِی الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ط ۲۵ ”اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“ اور فرمایا:.... اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مَہُمَا عَلٰی الْکَافِرِیْنَ ط ۲۶ ”بیشک اللہ ﷻ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا۔“

تو جو امر سنت و حرام مستحب و کفر میں متردد ہو وہ ضرور منوع و حرام ہے۔

سوال: کسی ولی اللہ یا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر پھول یا کپڑے کی

چادر منت مان کر چڑھانا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: یہ منت کوئی شرعی نہیں "اس لیے کہ اس کی جنس سے کوئی واجب نہیں"۔ ہاں

پھول چڑھانا حسن ہے کما تقدم (جیسا) کہ گزر چکا۔ اور قبور اولیائے کرام قدس اللہ

باسرار ہم پر چادر بقصد تبریک ڈالنا مستحسن ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكْ اَذْنٰى

اَنْ يُعْرِفْنَ فَلَا يُؤْذِنَنَّ ط.... "وہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچان ہو جائے

تو انہیں ایذا نہ دی جائے"۔

امام عارف باللہ علامہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے "کشف

النور عن اصحاب القبور" ۲۸ میں اس کی تصریح فرمائی، پھر علامہ شامی علیہ الرحمہ نے

"عقود الدرر" میں اسے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سوال: شیخ نے مرید کو وصیت کی تھی کہ میری قبر کا کل سامان روشنی و قرآن خوانی و تکرار

خانہ عرس وغیرہ کا تم انتظام کرنا۔ چنانچہ مرید نے بموجب وصیت تمام انتظام کیا۔ کل

اخراجات کا متکفل ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ چادر و شیرینی و نقد و جنس مزار پر

چڑھاتے ہیں وہ کس کا حق ہے؟ اس مرید کا جس نے یہ سب سامان اور اخراجات کے

اور جو خادم ہے یا وہ فرزند شیخ کا؟

جواب: چادر جو مزار پر ڈالی جائے وہ کسی کا حق نہیں، نہ اس مرید خادم مزار کا، نہ فرزند

صاحب مزار کا، نہ وہ وقف ہو بلکہ وہ ڈالنے والے کی ملک پر رہتی ہے، جیسے کفن کہ تمہارا

کسی نے میت کو دیا۔ درمختار میں ہے: لَا يَخْرُجُ الْكَفْنُ عَنْ مِلْكِ

الْمُتَبَرِّعِ ۲۹ "کفن تبرع کرنے والے (یعنی بطور احسان دینے والے) کی ملک

سے نہیں نکلتا"۔ رد المحتار میں ہے۔

لَوْ افْتَرَسَ الْمَيْتَ سَبْعَ كَانَ لِلْمُتَبَرِّعِ لَا لِلْوَرَثَةِ ۳۰ "اگر

۲۸ الاحزاب: ۵۹۔ ۲۹ کشف النور عن اصحاب القبور مع المديحة الندية مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل

آباد ۱۳۰۹۔ ۲۹ درمختار باب صلوة الجنائز مطبع مجتہائی دہلی ۱۲/۱۔ ۳۰ رد المحتار باب صلوة الجنائز

ادارة الطباعة المصرية، مصر ۱۵۷۱۔

میت کو کسی درندے نے کھالیا تو کفن جو رہ گیا وہ تبرع کرنے والے کا ہوگا ورنہ شکائتیں۔

باقی اور چڑھاوے اگرچہ وہ چادریں ہی ہوں جو مزار شریف پر نہ ڈالیں نہ

اس پر ڈالنے کو دیں بلکہ دیگر نذر کی طرح سمجھیں، اُن میں عرف عام یہ ہے کہ خادم

مزار شریف ہی ان کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اسی قصد سے لوگ لاتے اور اُس کا انتفاع و

تصرف دیکھتے، جانتے، روار کھتے ہیں وَالْمَعْرُوفُ كَالْمَشْرُوطِ (معروف،

مشروط کی طرح ہے)۔ تو وہ خدمت والا ہی اُن کا مالک ہے، ترکہ نہیں کہ فرزند کو

جائے اور اس قسم کے چڑھاوے شرع میں کہیں مطلقاً منع نہیں، نہ یہ نذر شرعی، بلکہ

عرف ہے کہ اکابر کے حضور جو کچھ لے جاتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں، جیسے بادشاہ کی

نذریں گزریں۔ بعض متاخرین نے میت کے لیے منت ماننے کو منع کیا ہے۔ وہ

صورت یہاں عام مواقع میں نہیں، اکثر چڑھاوے منت ہی نہیں ہوتے، نہ یہ نذر

شرعی نذر۔ لہذا امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی ابن سیدی اسلمیل بن عبدالغنی

قدس سرہ القدسی "حدیقتہ پھر شرع" میں فرماتے ہیں:-

(ترجمہ:-) "اسی قبیل سے ہے قبروں کی زیارت اور اولیاء صالحین کے مزارات شریف

سے برکت لینا اور کسی بیمار کی یا کسی غائب کی آمد کی شرط کر کے اُن کے لیے نذر

پیش کرنا کہ دراصل یہ تمام کے تمام پر صدقہ سے مجاز ہے جیسا کہ فقہانے اُس شخص

کے بارے میں فرمایا: جو کچھ کوہ لکھو دے۔ ماہر اُسے قرضہ کہے ڈر زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اس

لیے کہ اعتبار معنی کا ہے لفظ کا نہیں۔ اسی طرح نذر پر صدقہ ہو تو ہبہ و عطیہ ہے اور فقیر کو

ہبہ ہو تو صدقہ ہے"۔ ۳۱

سوال: کیا مردہ کے نام کا کھانا جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھانا چاہیے

اور کس کو نہیں؟ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مردہ کے نام کا کھانا مصلیٰ امیر و غریب سب کو

کھلاتے ہیں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مردے کا کھانا صرف فقراء کے لیے ہو، عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں

۳۱ المديحة الندية في الطريقة الحمدية لخلق الناس والاربعون الخ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

جلد ۲ ص ۱۵۱۔

یہ منع ہے، غنی نہ کھائے۔ (جیسا کہ ”فتح القدیر“ اور ”مجمع البرکات“ میں ہے)۔

سوال: بزرگوں کے مزار شریف پر عرسوں میں یا اُس کے علاوہ بھی عورتیں جاتی ہیں یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب میں حاجت برآری کے لیے اور وہاں ٹھہرتی ہیں اور اُن کے لیے ٹھہرنے کے لیے وہی قبرستان ہے، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ باتیں بڑی ہیں تو اُس بزرگ میں تصرف اور قوت اُس کے روکنے کی ہے یا نہیں؟ اور یہ کہا جاتا ہے کہ دربار بزرگان میں آنے والے اُن کے مہمان ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ بزرگ لوگ اپنے مزار سے تصرف نہیں کر سکتے اور یہ دلیل لاتے ہیں کہ اگر وہ تصرف کر سکتے تو وہاں رنڈیاں لگاتی ہیں، ناچتی ہیں، بجاتی ہیں، عورتیں غیر محرم رہتی ہیں، اُن کے بچے پیشاب وغیرہ کرتے ہیں تو کیوں نہیں روکتے، یہ کہنا اور اس کی یہ دلیل صحیح ہے یا نہیں؟ اس کا کیا جواب؟

جواب: عورتوں کو مقابر اولیاء و مزارات عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے۔ اولیاء کرام کا مزارات شریف سے تصرف کرنا بیشک حق ہے اور وہ یہود و دلیل محض باطل ہے۔ اصحاب مزارات دار تکلیف میں نہیں، وہ اس وقت محض اہل تکوینیہ کے تابع ہیں سینکڑوں ناخاطر لیاں لوگ مسجدوں میں کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے کیوں نہیں روکتا؟ حاضران مزار مہمان ہوتے ہیں مگر عورتیں ناخواندہ مہمان۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار شریف سے جو چراغ کی روشنی غیبی ہوتی ہے یہ کیسی ہے اور اس سے صاحب مزار شریف کی بزرگی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر منجانب اللہ ہے تو ضرور بزرگی ثابت ہوتی ہے اور اگر بزرگی ثابت ہے تو منجانب اللہ ہے ورنہ امر محتمل ہے، شیطان بھی بہت کرشمے دکھاتا ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات سے ایک بی بی جب اندھیرے میں جاتیں تو ایک شمع روشن ہو جاتی، ایک روز حضور نے ملاحظہ فرمایا: اُسے بجھا دیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی جانب سے ہے، پھر ایک ربانی نور اُن کے ساتھ فرمادیا۔ (جیسا کہ ”بہار الاسرار“ اور ”معدن الانوار“ میں ہے)۔

سوال: کیا بزرگوں کے مزار پر فاتحہ شریف، قرآن مجید پڑھنے اور کھڑے ہو کر

وسیلہ چاہنے کے لیے عمارت بنا دے اور عرس کرے کرائے تو جائز ہے یا نہیں؟
جواب: جائز ہے (جیسا کہ ”مجمع بحار الانوار“ میں ہے۔ ت) ہاں منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر سے بچنا لازم ہے۔

سوال: قبر پر درخت لگانا، دیوار کھینچنا یا قبرستان کی حفاظت کے لیے اُس کے چاروں طرف کھود کر جس میں جدید قدیم قبریں بھی ہیں محاصرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: حفاظت کے لیے حصار بنانے میں حرج نہیں اور درخت اگر سایہ زائرین کے لیے ہوں تو اچھا ہے مگر قبر سے جدا ہوں۔

سوال: کسی بزرگ کے روضہ پاک کے گرد قبریں ہیں اور وسعت جگہ کے لیے اُس قبہ سے لگا کر اُسی گرد کے قبر پر مثل سائبان کے پایہ زینہ دے کر چھپر ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی قبر پر کوئی پایہ چھنا جائز نہیں۔

سوال: ظاہر ولی اللہ یعنی زندہ اور صاحب مزار ولی اللہ سے ظاہر طریقہ سے ہمکلام ہونے کی کوئی خبر ہے یا نہیں؟

جواب: بکثرت ہیں کہ امام جلال الدین (سیوطی) کی شرح الصدور وغیرہ میں مذکور ہیں۔

سوال: کوئی شخص اپنی زندگی میں قل شریف کرائے، فاتحہ شریف پڑھوائے، آیا جائز ہے یا نہیں اور اُس کا ثواب اپنے لیے بعد وفات رکھے۔ یعنی یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھے اس کا ثواب ملے۔

جواب: جائز ہے اور قبول ہوا تو ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم
سوال: زیارت قبور میں عورتوں کے واسطے کیا حکم ہے؟ دیگر کسی کے بزرگوں کے پاس سے پشت در پشت کسی اولیاء اللہ کی مجاوری اور خدمت گزاری ملی ہے تو فاتحہ دینا اُس قبر پر یا صندل چڑھانا، غلاف چڑھانا، مجاور مرد لوگ موجود ہو کر عورت کو جائز ہے، اُس مزار شریف پر ہمیشہ مرد مجاور رہا کرتے ہیں، وہ عورت مجاوروں کے خاندان سے ہے مگر نہایت بد چلن ہے، اُس عورت کو کیا اختیار ہے؟

جواب: عورتوں کو زیارتِ قبور منع ہے۔ حدیث میں ہے: لَعَنَ اللَّهُ زَاوِرَاتِ الْقُبُورِ ۳۲ ”اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں“۔ مجاور مردوں کو ہونا چاہیے۔ عورت مجاور بن کر بیٹھے اور آنے جانے والوں سے احتلاط کرے یہ سخت بُرا کام ہے۔ عورت کو گوشہ نشینی کا حکم ہے، نہ یوں مردوں کے ساتھ احتلاط کا، جس میں بعض اوقات مردوں کے ساتھ اُسے تنہائی بھی ہوگی اور یہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا کوئی آدمی قبرستان میں ایک مسلمان قبر پر بزرگ سمجھ کر اُس کی قبر پر درگاہ بنا کر کوئی تاریخ مقرر کر کے ہر سال میلہ لگاتا ہے، ہر پیر و جوان عورت واسطے عرض کے لئے وہاں جمع ہوتی ہیں بلکہ عورت، مرد کا جمع کثیر ہوتا ہے اور بڑے بڑے عہدہ دار یا ہندو کو دعوت دے کر بلاتے ہیں جس میں ڈھول باجے اور فونو گرام وغیرہ بھی بجاتا ہے اور عورت لوگ اُس بزرگ کی قبر پر پھول، خسی مرغے، سرنی وغیرہ چڑھاتے ہیں اور اُس قبرستان پر پیشاب پاخانہ کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا ہے، اِس درگاہ کی شرکت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز یا ناجائز اور شرکت کرنے والے کو بڑا سمجھیں یا اچھا اور اِس درگاہ کا متولی چھوٹی قوم ہے، مونچھ داڑھی سے زیادہ رکھتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا مالا پہنتا ہے اور ہاتھ میں لوہے کا چھرا رکھتا ہے اور لوگوں کو گالی فحش دیتا ہے اور لوگ جو شرکت کرتے ہیں اُسے بزرگ اور پیر سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی نماز پڑھنا جائز یا ناجائز، اِس لیے دُور رہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اولیائے کرام کے مزارات پر ہر سال مسلمانوں کا مجمع ہو کر قرآن مجید کی تلاوت یا اور مجالس کرنا اور اُس کا ثواب اُرواحِ طیبہ کو پہنچانا جائز ہے، جبکہ منکرات شرعیہ مثل رقص و مزامیر وغیرہ اسے خالی ہو۔ عورتوں کو قبور پر ویسے جانا نہ چاہیے نہ کہ مجمع میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلہ کرنا اور فونو وغیرہ بجوانا۔ یہ سب گناہ ناجائز ہیں، جو شخص ایسی باتوں کا مرتکب ہو اُسے امام نہ بنایا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

میت سنتی ہے

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا اَنْتَ بِهَادِيَ الْعُمَى عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ۝ (نمل: ۸۱-۸۰) ”بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے“ مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار نہیں جب پھریں پیچھے دے کر اور اُنہوں کو گمراہی سے تم ہدایت کرنے والے نہیں۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔“

ایسی ہی دو آیات مبارکہ سورہ روم میں بھی (آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳) ہیں وہاں ”اِنَّكَ“ کی بجائے ”فَاِنَّكَ“ کا ہے باقی الفاظ ایک جیسے ہیں۔ اِن کے علاوہ ایک اور آیت مبارکہ ہے جس میں ارشاد مبارک ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُورِ ۝ (فاطر: ۲۲) ”بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) سناتا ہے جسے چاہے اور تم نہیں سناتے والے جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں۔“

محولہ بالا آیات مبارکہ کا ترجمہ ”کنز الایمان“ سے لیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ امام اہلسنت، امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمہ اِن آیات مبارکہ کی تشریح اِس طرح فرماتے ہیں:

”یہاں مُردوں سے مراد دل کے مُردے ہیں یعنی کفار اور اُنہوں سے مراد دل کے اُنندھے ہیں ورنہ اِن کا مقابلہ ایمان والوں سے نہ کیا جاتا مُردوں کا سننا قرآنی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اِس کی تفسیر وہ آیت ہے: فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُورِ ۝ (الحج: ۴۶) ”تو یہ کہ آنکھیں اُنندھی نہیں بلکہ وہ دل اُنندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔“

کفار کے پاس بصارت تو ہوتی ہے مگر بصیرت نہیں بصارت دماغ کی آنکھوں میں اور بصیرت دل کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ ہدایت کا مدار بصیرت پر ہے۔ کافر سنی ان سنی کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے فرماتا ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَاتَّبِعُوا أَمْرَهُ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ** (الانفال: ۲۰-۲۱) ”اے ایمان والو! اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور اس کے رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) کا حکم مانو اور سننا کر اس سے نہ پھرو اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے۔“

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ (الانفال: ۲۲) ”بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے، گوئے ہیں جن کو عقل نہیں۔“

کفار کے بارے میں ارشادِ ربّ ذوالجلال والا کرام ہے: **أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كُنُوزٌ أَمْ بَلْ هُمْ أَصْلُ سَيْبٍ** (الفرقان: ۴۴) ”یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں (ہرگز نہیں) وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔“

کافر اور منافق **صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٰ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ** (البقرة: ۱۸) ”بہرے، گوئے، اندھے ہیں تو پھر وہ آنے والے نہیں۔“ یعنی کافر چونکہ سنتے، بولنے اور دیکھنے کے باوجود مانتے نہیں تھے، اس لئے فرمایا: یہ بہرے، گوئے اور اندھے ہیں۔

الْكُفَّارُ سَبَّهَهُمْ بِالْمَوْتِ لَعَدَمِ الْإِنْتِفَاعِ لَهُمْ بِتَسَامِعِ مَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ كَمَا سَبَّهُوا بِالْأَصْمِ ۱۔ ”کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مردوں کو قرآن پاک سنانے سے کوئی فائدہ نہیں (انہوں نے قرآن مجید کے وعظ سے کیا عمل کرنا ہے۔ ہاں! البتہ فوت شدہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی برکات کا ۱۔ مظہری جلد ۷ ص ۱۳۱۔

فائدہ حاصل ہوتا ہے) جب کہ آئندہ آیت مبارک میں کافروں کو بہرہ کہا گیا ہے۔ آیت مبارک میں ”الموتی“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل مر چکے ہیں کفر و شرک پر ڈٹے رہنے سے ان کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور غور و فکر کی صلاحیتیں دم توڑ چکی ہیں۔

علامہ خازن ”الموتی“ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **يَعْنِي مَوْتِي الْقُلُوبِ وَهُمْ الْكُفَّارُ** ”مردہ دل اور وہ کفار ہیں۔“

علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **الْمَوْتِي يَعْنِي الْكُفَّارُ**۔ علامہ قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: **الْمَوْتِي: مَوْتِي الْقُلُوبِ** یعنی ”جن کے دل مردہ ہیں“ اور ”الصُّمُّ“ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصب کی انگلیاں ٹھونس لی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۲ ”اور تمہارے سنائے بہرے پکار نہ سنیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔“

تفسیر ”قرطبی“ میں: **وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ** سے مراد ہے: **الْكُفَّارُ الَّذِينَ هُمْ بِمَنْزِلَةِ الصُّمِّ عَنْ قَبُولِ الْمَوَاعِظِ فَإِذَا أَدْعُوا إِلَى الْخَيْرِ إِغْرَضُوا وَوَلَّوْا كَالَّذِينَ لَا يَسْمَعُونَ** ۳ ”کافر یعنی وہ لوگ جو بہروں کی طرح ہیں اور وعظ قبول کرنے سے محروم ہیں جب انہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو اعراض کرتے ہوئے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں جیسا کہ انہوں نے سنائی نہیں۔“

تفسیر ”فتح القدیر“ میں ہے: **لَا يَسْمَعُونَ الْمَوَاعِظَ** ۴ ”وہ وعظ و نصیحت نہیں سنتے۔“

تفسیر ”ضیاء القرآن“ میں زیر آیت مبارک تحریر ہے: ”وہ لوگ جن کے دل مر چکے ہیں کفر و شرک پر قہیم اصرار کے باعث ان کی عقل و فہم کے چراغ بجھ گئے ہیں اور کسی بات میں سنجیدگی اور متانت سے غور و فکر کی ۴۔ قرطبی جلد ۷ ص ۱۳۱، ۱۵۴ جلد ۷ ص ۱۳۱، ۳۱۱ جلد ۷ ص ۱۸۶۔

صلاحیت دم توڑ پچی ہے۔ الصُّمُّ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کے کان بہرے ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنے گوشِ ہوش میں تعصب کی انگلیاں ٹھونس دی ہیں تاکہ انہیں حق کی صدا سنائی نہ دے۔ یہاں اتنا یاد رکھیں کہ آیتِ مبارک میں اسماع (یعنی سنانے) کی نفی ہے سمع (یعنی سننے) کی نفی نہیں۔ ۵

سورۃ النمل کی آیتِ مبارک کا یہ ترجمہ کرنا کہ مردے نہیں سنتے انکارِ حقیقت ہے اور سچ چھپانے کے مترادف ہے۔

کافر چونکہ سنی اُن سنی کر دیتے ہیں اس لئے محولہ بالا آیتِ مبارک میں یہ حقیقت بیان فرمائی گئی ہے کہ یہ کافر آپ ﷺ کے سننے سے وہ سنتے ہیں جو ہماری آیاتِ مبارکہ پر ایمان لاتے ہیں اور مسلمان ہیں۔

جو آنکھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی آیاتِ مبارکہ اور قدرت کی نشانیاں دیکھ کر بھی نہ مانے وہ اندھی آنکھ ہے جس کاں سے رب (ذوالجلال والاکرام) کا کلام نہ سنا جائے وہ بہرہ ہے اور جس زبان سے حمد الہی اور نعتِ مصطفیٰ کریم ﷺ اور احکام الہی بیان نہ کئے جائیں وہ گوگی ہے اور کفار سب گونگے بہرے اور اندھے ہیں۔ سورۃ النمل اور سورۃ روم اور سورۃ فاطر کی آیاتِ مبارکہ میں ایسے ہی کفار کا ذکر ہے جو سننے سے بھی نہیں سنتے۔

جو لوگ ان آیاتِ مبارکہ سے مُردوں کے نہ سننے پر استدلال کرتے ہیں اُن کا استدلال غلط ہے چونکہ یہاں ”مردہ“ کفار کو فرمایا گیا ہے اور ان سے بھی مطلقاً ہر کلام کے سننے کی نفی مراد نہیں ہے بلکہ پند و موعظت اور کلامِ ہدایت کے بسع قبول سننے کی نفی ہے اور مراد یہ ہے کہ کافر مردہ دل ہیں کہ نصیحت سے منتفع نہیں ہوتے جس طرح مُردوں کو وعظ و نصیحت نفع نہیں دیتی اسی طرح کفار کو بھی وعظ و نصیحت نفع نہیں دیتی۔ ان آیاتِ مبارکہ کے یہ معنی بتانا کہ مردے نہیں سنتے بالکل غلط ہے۔ صحیح احادیثِ مبارکہ سے مُردوں کا سننا ثابت ہے۔

آج کل یہ بحث بڑے زوروں پر ہے کہ میت کوئی آواز سن سکتی ہے یا نہیں۔ جو لوگ ”سماع موتی“ کا انکار کرتے ہیں وہ سورۃ النمل کی آیت نمبر ۸۰ اور سورۃ الروم کی آیت نمبر ۵۲ پیش کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے یہ جاننے اور سمجھنے کی ضرورت ہے کہ موت کیا چیز ہے؟ اور اس کا مفہوم کیا ہے؟

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں اسے بیان کیا ہے: اَنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَخْصُصٍ وَ اِنَّمَا هُوَ اِنْتِقَالٌ مِّنْ حَالٍ اِلَى حَالٍ۔ ”موت عدم محض اور فنا مطلق کا نام نہیں کہ انسان مرے تو بالکل نیست و نابود ہو کر رہ جائے بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جانے کو موت کہتے ہیں۔“

روح اور جسم کا باہمی تعلق:

جسم کے ساتھ روح کے تعلق کی چار حالتیں ہیں:

- (۱) ماں کے پیٹ میں جب جسم میں روح پھونگی جاتی ہے۔
- (۲) جب انسان اس جہاں میں قدم رکھتا ہے۔
- (۳) خواب کی حالت میں۔
- (۴) عالم برزخ میں اگر چہ روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے لیکن یہ جدائی کلیتاً نہیں ہوتی بلکہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح باقی رہتا ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے وہ اپنے زائر کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اُس کا اسے علم ہوتا ہے۔

آیتِ مبارک کا مقصد عظیم:

آیتِ مبارک کا عظیم مقصد یہ ہے کہ توحید و رسالت پر دلائل قاہرہ کافروں کے سامنے پیش کئے گئے کفار کو بار بار خوبصورت اور دل نشین انداز میں دعوتِ حق دی گئی۔ اس کے باوجود یہ لوگ کفر پر اڑے رہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو فرمایا: اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ان کفار کے طرزِ عمل پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

(۱) ان کے دل مر چکے ہیں۔

(۲) ان کے کانوں سے حق سننے کی طاقت سلب ہو گئی ہے۔

(۳) آپ ﷺ نے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں جانفشانی سے کام لیا ہے۔

مذکورہ بالا زیر بحث تینوں آیات مبارکہ میں یہ بات قابلِ نظر ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا: کہ مردے سن نہیں سکتے بلکہ تینوں آیات مبارکہ میں لفظی اس بات کی گئی ہے کہ آپ ﷺ کے سنائے نہیں سنتے۔

تینوں آیات مبارکہ میں اس تعبیر و عنوان کو اختیار کرنے کا اس طرف واضح اشارہ نکلتا ہے کہ مردوں میں سننے کی صلاحیت تو ہو سکتی ہے مگر ہم با اختیار خود ان کو نہیں سنا سکتے۔

ان تینوں آیات مبارکہ کے بالمقابل وہ آیات مبارکہ جو شہدا کے بارے میں آئی ہیں وہ یہ ثابت کرتی ہیں کہ شہدا کو اپنی قبروں میں ایک خاص قسم کی زندگی عطا ہوتی ہے اور اس زندگی کے مطابق ان کو رزق بھی ملتا ہے اور اپنے پسماندہ متعلقین کے متعلق بھی منجانب اللہ ان کو بشارت سنائی جاتی ہے۔ آیت مبارکہ یہ ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۚ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَ يَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ ۚ أَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (آل عمران: ۱۷۰-۱۶۹) ”اور جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی راہ میں مارے گئے انہیں ہرگز مردہ خیال نہ کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں خوش ہیں اس پر جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور خوشیاں منارہے ہیں اپنے پیچھلوں کی جو ابھی ان سے نہ ملے کہ ان پر نہ کچھ اندیشہ ہے اور نہ کوئی غم۔“

یہ آیات مبارکہ اس بات کی دلیل ہیں کہ مرنے کے بعد بھی روح انسانی میں شعور اور ادراک باقی رہتا ہے بلکہ شہدا کے معاملہ میں اس کے وقوع کی شہادت بھی یہ آیات مبارکہ دے رہی ہیں جس طرح شہداء کی ارواح کا تعلق ان کے اجساد اور قبور کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح جب اللہ تبارک و تعالیٰ چاہے تو دوسری

اموات کو بھی یہ موقع دے سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسناد صحیح کے ساتھ بیان کرتے ہیں: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيَسْلِمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۚ ”جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا اور وہ اس کو سلام کرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس مردے کی روح اس میں واپس بھیج دیتا ہے تاکہ وہ سلام کا جواب دے۔“ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص اپنے مردہ مسلمان بھائی کی قبر پر جا کر سلام کرتا ہے تو وہ مردہ اس کے سلام کو سنتا ہے اور جواب دیتا ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس وقت اس کی روح اس دنیا میں واپس بھیج دیتا ہے اس سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ مردے سن سکتے ہیں دوسرے یہ کہ ان کا سننا اور ہمارا سننا ہمارے اختیار میں نہیں البتہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب چاہے سنا دے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو خوبصورت انداز میں تسلی فرما رہا ہے کہ اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ غم نہ کریں آپ ﷺ نے پوری صلاحیت اور شانِ نبوت کے ساتھ لوگوں تک پیغام پہنچایا ہے یہ لوگ قبولِ دعوت کی صلاحیت کو کھو چکے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی کم کردہ صلاحیت کو تین مثالوں سے بیان فرمایا ہے۔

(۱) اول یہ کہ یہ لوگ قبولِ حق کے معاملہ میں بالکل مردہ لاش کی طرح ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔

(۲) دوسرے یہ کہ ان کی مثال اس بہرے آدمی کی طرح ہے جو بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ بات سننا بھی نہیں چاہتا بلکہ جب کوئی سنائے تو اس سے پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ ان کی مثال اندھوں کی سی ہے کہ کوئی ان کو راستہ دکھاتا بھی چاہے تو وہ نہیں دیکھ سکتے۔

ان تین مثالوں کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: اِنْ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝ یعنی ”آپ ﷺ تو صرف ایسے ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو اللہ ﷻ کی آیات مبارک پر ایمان لائیں اور اطاعت قبول کریں۔“
اس پورے مضمون میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس جگہ سننے سنانے سے مراد محض کانوں میں آواز پہنچنا نہیں بلکہ مراد اس سے وہ سماع اور سنا ہے جو نفع بخش ہو۔ جو سماع نافع نہ ہو اس کو قرآن مجید نے مقصد کے اعتبار سے عدم سماع سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آخر آیت مبارک میں یہ ارشاد کہ آپ ﷺ تو ان لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ایمان لائیں۔“

اگر اس میں سننے سے مراد محض اُن کے کان تک آواز پہنچانا ہوتا تو قرآن مجید کا یہ ارشاد خلاف مشاہدہ اور خلاف واقع ہو جاتا کیونکہ کافروں کے کانوں تک آواز پہنچانے اور اُن کے سننے جواب دینے کی شہادتیں بے شمار ہیں۔ کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس سے واضح ہوا کہ سننے سے مراد سماع نافع ہے اُن کو مردہ لاش سے تشبیہ دے کر جو یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اس کے معنی بھی یہی ہوئے جیسے مردے کوئی بات حق کی سن بھی لیں اور وہ حق قبول کرنا بھی چاہیں تو یہ اُن کے لئے نفع بخش نہیں کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے گزر چکے ہیں جہاں ایمان و عمل نافع ہو سکتا تھا۔ مرنے کے بعد برزخ یا محشر میں تو کبھی کافر اور منکر ایمان اور عمل صالح کی تمنا کریں گے مگر وہ وقت ایمان اور عمل کے قبول ہونے کا وقت نہیں ہوگا۔ اس لئے اس آیت مبارک سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مردے کسی کا کوئی کلام سن نہیں سکتے اس لئے سماع اموات کے مسئلہ سے درحقیقت یہ آیت پاک ساکت ہے۔

تفسیر احسن البیان کا مفروضہ:

یہ ان کافروں کی پرواہ نہ کرنے اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھنے کی دوسری وجہ ہے کہ یہ لوگ مردہ ہیں جو کسی کی بات سن کر فائدہ نہیں اٹھا سکتے یا بہرے ہیں جو سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں نہ راہ یاب ہونے والے ہیں۔

”گویا کافروں کو مردوں سے تشبیہ دی جن میں حس ہوتی ہے نہ عقل اور بہروں سے جو وعظ و نصیحت سنتے ہیں نہ دعوت الی اللہ قبول کرتے ہیں۔ (یہ غلط کہا گیا

ہے کہ اُن میں حس ہوتی ہے نہ عقل بلکہ ان میں حس بھی ہوتی اور فہم و ادراک بھی)۔
”جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر روگرداں جا رہے ہیں۔“

یعنی وہ حق سے مکمل طور پر گریزاں اور غفلت میں کیونکہ بہرہ رو در رو بھی کوئی بات نہیں سن پاتا چہ جائیکہ اُس وقت سن سکے جب وہ منہ موڑ لے اور پیٹھ پھیرے ہوئے ہو۔

قرآن کریم کی آیت مبارک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ”سَمَاعٌ هَوَتْ“ کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ (بقول احسن التفسیر)
”مردے کسی کی بات نہیں سن سکتے۔“ (یہ جھوٹ لکھا ہے)

تفسیر احسن البیان میں لکھا ہے۔ ”البتہ اس سے صرف وہ صورتیں مستثنیٰ ہوں گی جو سماعت کی کسی نص سے ثابت ہوں گی۔ جیسے حدیث میں آتا ہے کہ مردے کو جب دفن کروائیں جاتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے۔ (صحیح بخاری رقم ۱۷۷۳) كِتَابُ الْجَنَائِزِ بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ (جلد ۱ ص ۱۷۸) مُسْلِمٌ كِتَابُ الْجَنَّةِ بَابُ عَرَضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ یا جنگ بدر میں کافر مقتولین کو جو قلب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے نبی ﷺ نے خطاب فرمایا جس پر صحابہ نے کہا ”آپ بے روح جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ تم سے زیادہ میری بات سن رہے ہیں یعنی معجزانہ طور پر اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ کی بات مردہ کافروں کو سنوادی۔ (صحیح بخاری رقم ۳۷۵۷) كِتَابُ الْمَغَازِي بَابُ قَتْلِ ابِي جَهْلٍ مِنْ عَمْرِئِ (مفسر نے یعنی لگا کر اپنا مفروضہ قائم کیا ہے جو صحیح نہیں ہے)

نوٹ: ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بس یہی سنتے تھے اور کوئی نہیں سنتا۔ اب مطلقاً سننے کی بھی نفی کی جاتی ہے۔ رسول کریم روف و رحیم ﷺ کا کوئی ایسا ارشاد مبارک نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ ان دو کے سوا کوئی نہیں سنتا۔

سورہ روم کی آیات مبارکہ کی تشریح از تفسیر احسن البیان:

”بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“

یعنی جس طرح مردے فہم و شعور سے عاری ہوتے ہیں اسی طرح یہ آپ کی

دعوت کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے سے قاصر ہیں۔

”نہ بہروں کو (اپنی) آواز سنا سکتے ہیں۔“

یعنی ”آپ کا وعظ و نصیحت ان کے لئے بے اثر ہے جس طرح کوئی بہرا ہو اُسے تم اپنی بات نہیں سنا سکتے۔“

”جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر مڑ گئے ہوں۔“

”یہ اُن کے اعراض اور انحراف کی مزید وضاحت ہے کہ مردہ اور بہرہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ پیٹھ پھیر کر جانے والے ہیں حق کی بات ان کے کانوں میں کس طرح پڑ سکتی ہے اور کیونکر ان کے دل و دماغ میں سما سکتی ہے؟

”اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے ہدایت کرنے والے ہیں“ اس لئے کہ یہ آنکھوں سے کماھٹ فائدہ اٹھانے سے یا بصیرت (دل کی بینائی) سے محروم ہیں۔ یہ گمراہی کی جس دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اس سے کس طرح نکلیں؟

”آپ تو صرف اُن ہی لوگوں کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔“

”یعنی یہی سن کر ایمان لانے والے ہیں اس لئے کہ یہ اہل تفکر و تدبر ہیں اور آثار قدرت سے مؤثر حقیقی کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں۔“

”پس وہی اطاعت کرنے والے ہیں۔“

یعنی حق کے آگے سر تسلیم خم کر دینے والے اور اُس کے پیروکار۔“

تفسیر احسن البیان: حافظ صلاح الدین یوسف ترجمہ: محمد جو ناگر دھسی:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ وَلَا الظُّلُمُتْ وَلَا النُّورُ ۚ وَلَا الظُّلُّ وَلَا الْحُرُورُ ۚ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ (فاطر: ۱۹-۲۲) ”اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی اور روشنی اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ اور نہ زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے۔“

اندھے سے مراد = کافر

آنکھوں والوں سے مراد = مومن

اندھیرے سے مراد = باطل

اور روشنی سے مراد = حق ہے

احیاء سے = مومن یا علماء یا عقل مند

اور اموات = کافر جاہل یا غیر عقل مراد ہیں (احسن البیان)

یہاں صاحب تفسیر نے تسلیم کیا ہے کہ اموات سے مراد کافر ہے جاہل اور بے عقل ہے۔

صاحب تفسیر ابن کثیر کیا کہتے ہیں:

أَيُّ لَا تُسْمِعُهُمْ شَيْئًا يَنْفَعُهُمْ فَكَذَلِكَ هُوَ لَا عَلَى قُلُوبِهِمْ غَشَاوَةٌ وَفِي أَذَانِهِمْ وَقُرْ الْكُفْرَ وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى (وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِهَادِيَ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ) أَيُّ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ لَكَ مَنْ هُوَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۚ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ النَّافِعُ فِي الْقَلْبِ وَالْبَصِيرَةُ الْخَاصِعُ لِلَّهِ وَلَمَّا جَاءَ عَنْهُ عَلَى السُّنَّةِ الرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ ۖ (گو آپ ﷺ انہیں تمام معجزے دکھا دیں) آپ مردوں کو نفع دینے والا کلام نہیں سنا سکتے۔ اسی طرح یہ کفار ہیں کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں ان کے کانوں میں بوجھ ہیں یہ بھی قبولیت کا سننا نہیں سنیں گے۔ یعنی سن کر قبول نہیں کریں گے نہ تو آپ ﷺ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں جب کہ وہ پیٹھ موڑے منہ پھیرے جارہے ہوں۔

آپ ﷺ اندھوں کو اُن کی گمراہی میں رہنمائی نہیں کر سکتے آپ ﷺ تو اُن کو سنا سکتے ہیں یعنی صرف وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر سنیں اور دل لگا کر سمجھیں ساتھ ہی ایمان و اسلام بھی اُن میں ہو اللہ تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ماننے والے ہوں۔

یہ ابن کثیر جلد ۳ ص ۳۲۱۔

فَإِنَّهُ تَعَالَى يَقْدِرُ بِهِ يُسْمِعُ الْأَمْوَاتَ أَصْوَاتَ الْأَحْيَاءِ إِذَا
شَاءَ ۝ "اللہ تبارک و تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے وہ جب چاہے فوت شدہ لوگوں کو
زندوں کی آواز سنا سکتا ہے۔"

"آپ ﷺ تو انہیں سنا سکتے ہیں جو ایمان والے ہیں۔"

أَيُّ خَاصِعُونَ مُسْتَجِيبُونَ مُطِيعُونَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الَّذِينَ
يَسْمَعُونَ الْحَقَّ وَتَبَعُونَهُ وَهَذَا خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْأَوَّلُ مَثَلُ
الْكَافِرِينَ كَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى [إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ
وَالْمَوْتَى يَسْمَعُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ (الانعام: ۳۶)] "جو اللہ
تبارک و تعالیٰ کے سامنے جھکنے والے ہیں اُس کے فرمانبردار ہوں یہ لوگ حق کو سنتے
ہیں اور مانتے بھی ہیں یہ حالت ایمان والوں کی ہے اور اس سے پہلے جو حالت بیان
ہوئی وہ کافروں کی ہے جیسے اور آیت مبارک میں ہے۔"

"آپ ﷺ کی پکار وہی قبول کریں گے جو کان لگا کر نہیں گئے۔"

بدر کے کفار مقتولین سے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کے خطاب کو اُم
المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی سن کر فرمایا: إِنَّهُمْ الْآنَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ
لَهُمْ حَقٌّ "آپ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ وہ اب بخوبی جانتے ہیں کہ جو میں
ان سے کہتا تھا وہ حق ہے۔"

اس کثیر لکھے ہیں: وَقَالَ قَسَادَةُ أَحْيَاهُمْ اللَّهُ لَهُ حَتَّى سَمِعُوا
مَقَالَتَهُ تَقَرُّعًا وَتَوْبِيخًا وَنَقْمَةً وَالصَّحِيحُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ رَوَايَةُ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لَمَّا لَهَا مِنَ الشَّوَاهِدِ عَلَى صِحَّتِهَا مِنْ وَجْهِ كَثِيرَةٍ
مِنْ أَشْهَرِ ذَلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مُصَحَّحًا لَهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
مَرْفُوعًا مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُسْلِمِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا
فَيَسْلِمُ عَلَيْهِ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ رُوحَهُ حَتَّى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۱

"حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے انہیں

زندہ فرما دیا تھا یہاں تک کہ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کی یہ بات انہوں نے سنی
تاکہ انہیں پوری ندامت اور کافی شرمساری ہو۔ لیکن علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ
بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس کے بہت سے شواہد ہیں۔
حضرت ابن عبدالبر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
مرفوعاً ایک روایت صحت کر کے وارد کی ہے کہ "جو شخص اپنے بھائی کی قبر کے پاس سے
گزر رہا ہے جسے یہ دنیا میں پہچانتا تھا اور سلام کرتا تھا اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی روح لوٹا
دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جواب دے۔"

تفسیر ماجدی:

"آپ مُردوں کو تو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ
پہنچے پھیرے چلے جا رہے ہوں اور آپ اُنہوں کو بھی اُن کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا
سکتے آپ تو بس اُنہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ (انہیں)
مانتے بھی ہیں۔"

یہ معاندین تو مُردوں کی طرح ہیں ان سے توقع ہی فہم و ہدایت کی بے کار ہے۔
مقصود اس تشبیہ سے یہ ہے کہ جب کوئی نفع حاصل کر نیکار ارادہ ہی نہ کرے
بلکہ اس کے برعکس کا ارادہ کر لے تو کوئی اُسے نفع پہنچا سکتا ہی نہیں۔ آپ کی تبلیغ سے
فائدہ اٹھانے والے وہی ہو سکتے ہیں جو صاحب ایمان ہیں۔ (عبدالماجد دریابادی)

اشرف الحواشی سے:

یعنی یہ کافر مُردوں اور بہروں کی طرح ہیں جنہیں دعوت دینا اور کوئی نصیحت
کی بات سنانا قطعی سودمند نہیں ہو سکتا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ دے کر بھاگ رہے ہوں۔
اشرف الحواشی ترتیب (محمد عبداللہ الفلاح)

"سنانا اُنہی لوگوں کے حق میں سودمند ہے جو ہماری آیات کو سن کر اُن کا اثر
قبول کرتے ہوں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ آپ کی پیروی کریں۔ (اشرف الحواشی)

سورة النمل:

اُن لوگوں کے ضمیر مُردہ ہو چکے ہیں اور اُن میں حقائق کو سمجھنے اور خیر و صواب کو پہچاننے کی صلاحیت باقی نہیں رہی گویا یہ بالکل مُردے اور بہرے ہیں اور بہرے بھی ایسے جو حق بات کو محسوس کرتے ہی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ لہذا اُنہیں کوئی بات سنانی نہیں جاسکتی۔ وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مِّنْ فِی الْقُبُوْرِ سے مراد وہ کافر ہیں جن کے دل مُردہ ہو چکے ہیں۔ (اشرف الحواشی)

محمود الحسن صاحب:

جس طرح ایک مُردہ کو خطاب کرنا یا کسی بہرے کو پکارنا خصوصاً جبکہ وہ پیٹھ پھیرے جارہا ہو اور پکارنے والے کی طرف قطعاً ملتفت نہ ہو اُن کے حق میں سودمند نہیں۔ یہی حال اُن مکذبین کا ہے جن کے قلوب مر چکے ہیں اور دل کے بہرے ہو گئے ہیں اور سننے کا ارادہ بھی نہیں رکھتے کہ اُن کے حق میں کوئی نصیحت نافع اور کارگر نہیں۔ ایک میٹ یعنی بالکل اُندھے کو جب تک آنکھ نہ بنوائے تم کس طرح راستہ یا کوئی چیز دکھلا سکتے ہو؟ یہ لوگ بھی دل کے اُندھے ہیں اور چاہتے بھی نہیں کہ اُندھے پن سے نکلیں پھر تمہارے دکھلانے سے وہ دیکھیں تو کیسے دیکھیں؟ نصیحت سنانا تو اُن کے حق میں نافع ہے جو سن کر اثر قبول کریں اور اثر قبول کرنا یہی ہے کہ خدا کی باتوں پر یقین کر کے فرمانبردار بنیں۔ (محمود الحسن صاحب دیوبندی) زیر آیت (النمل: ۸۱-۸۰)

احمد علی لاہوری صاحب:

”آپ مُردہ دلوں اور کانوں کے بہروں کو کس طرح آواز حق سنا سکتے ہیں اور دل کے اندھوں کو کس طرح دکھا سکتے ہیں آپ فقط قرآن پر ایمان لانے والوں کی اصلاح اس قرآن سے کر سکتے ہیں۔“ (احمد علی لاہوری)

”باپ اپنے عاق بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے وہ میری نہیں سنتا کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں کہ حقیقتاً کان تک آواز نہیں جاتی بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے مانتا نہیں اور سننے سے اُسے نفع نہیں ہوتا۔“

اس آیت مبارک میں یہی بات ہے کہ اس آیت مبارک کے اختتام پر اللہ ﷻ فرماتا ہے: اِنْ تَسْمِعْ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُونَ ۝ آپ ﷺ نہیں سنا تے مگر انہیں جو ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔ اور پھر ظاہر ہے کہ چند نصیحت سے نفع حاصل کرنے کا وقت یہی دنیا کی زندگی ہے مرنے کے بعد نہ کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل۔ قیامت کے دن کبھی کافر ایمان لائیں گے پھر کوئی فائدہ نہیں۔ تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں (یعنی نفع نہیں) یہی حال کافروں کا ہے لاکھ سمجھائیے نہیں مانتے۔“

وحید الزماں صاحب کیا کہتے ہیں؟

اِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتٰی ”اے پیغمبر تو مُردوں کو نہیں سنا سکتا۔“ آیت میں سنانے کی نفی ہے نہ کہ سننے کی کافروں کو مُردوں سے اس باب میں تشبیہ دی ہے کہ کافر حق بات کو اس طرح نہیں سنتے تھے کہ اس کی اجابت کریں یعنی قبول کریں اور جواب دیں مُردے بھی جواب نہیں دیتے۔

کیا مُردوں کو اور اک نہیں؟

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں مُردوں کو فہم و شعور اور ادراک نہیں وہ لوگ علم حدیث کی کمی کا شکار ہیں۔

مُردوں کے فہم و شعور اور ادراک سے متعلق بخاری شریف سے ملاحظہ ہو:
بَابُ الْمَيِّتِ يُعْرَضُ عَلَيْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ۱۱ ”مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اُس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔“ الف
حدیث شریف ملاحظہ ہو:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنْ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ ۱۰ تیسرا الباری جلد ۲ ص ۲۲۳۔ البخاری جلد ۱ ص ۱۸۲ تیسرا الباری جلد ۲ ص ۲۲۷ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۳۳۵۔

مَقْعَدُهُ بِالْعَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيَقَالُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ۱۲ ” تم میں جب کوئی مر جاتا ہے تو صبح اور شام اُس کا ٹھکانہ اُس کو دکھایا جاتا ہے اگر وہ بہشتی ہوتا ہے تو بہشت والوں میں اور جو دوزخی ہے دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے جب قیامت کے دن اللہ تجھے اٹھائے گا“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۸)

الف یعنی ”اگر بہشتی ہے تو بہشت کا گھر اور اگر دوزخی ہے تو دوزخ کا مقام دونوں وقت اُس کو دکھایا جاتا ہے۔ اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ مردوں میں ادراک ہے ورنہ ٹھکانا دکھانا بے کار ہے۔ کیا منکرین سماع موتی اس میں بھی یہ تاویل کریں گے کہ دن میں دو وقت اس میں روح پھونگی جاتی ہے“۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۷ من وعن)

انور شاہ کشمیری کیا کہتے ہیں:

أَقُولُ: وَالْأَحَادِيثُ فِي سَمْعِ الْأَمْوَاتِ قَدْ بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ وَفِي حَدِيثِ صَحْحِهِ أَبُو عُمَرَ وَإِنْ أَحَدًا إِذَا سَلَّمَ عَلَى الْمَيِّتِ فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلَيْهِ وَيَعْرِفُهُ إِنْ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا ۱۳ ” میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ سماع موتی کے لئے اتنی احادیث ہیں جو درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب کوئی شخص میت کو سلام دیتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے اور اگر صاحب مزار اس کو دنیا میں پہچانتا تھا تو اب بھی اُس کو پہچان لیتا ہے۔“

معلوم نہیں ان حضرات کے شاگرد اور پیروکار اپنے علماء کے برعکس سماع موتی کا انکار کیوں کرتے ہیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر انوار پر حاضر ہونے والوں پر کفر و شرک کا فتویٰ کیوں لگاتے ہیں؟

۱۲ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۸۱ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۱۳ و منشور جلد ۵ ص ۳۵۲ مطبوعہ امام، ملک ص ۲۲۱ بخاری جلد ۱ ص ۱۸ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۸ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۳۳۵ ۱۳ فیض الباری جلد ۲ ص ۳۶۷۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ: (فاطر: ۲۲) ”اور تو نہیں سنانے والا قبر میں پڑے ہوؤں کو“۔

اس آیت مبارک کے شروع میں کفار کی مثال مردوں سے اور مؤمنین کی زندوں سے دی گئی ہے اسی کی مناسبت سے یہاں مَنْ فِي الْقُبُورِ سے مراد کفار ہیں، مطلب یہ ہے جس طرح آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اسی طرح آپ اُن زندہ کافروں کو نہیں سنا سکتے۔

اس آیت مبارک نے خود یہ بات واضح کر دی کہ یہاں سنانے سے مراد وہ سنانا ہے جو مفید و موثر اور نافع ہو۔ ورنہ مطلق سنانا تو کفار کو ہمیشہ ہوتا ہی رہا اور مشاہدہ میں آتا رہا ہے کہ اُن کو تبلیغ کرتے اور وہ سنتے تھے اس لئے مراد اس آیت مبارک کی یہ ہے کہ جس طرح آپ ﷺ مردوں کو کلام حق سنا کر راجح پر نہیں لاسکتے کیونکہ وہ دنیا کے دارالعمل سے آخرت کے دارالجزاء میں منتقل ہو چکے ہیں وہاں اگر وہ ایمان کا اقرار کر بھی لیں تو معتبر نہیں اسی طرح کفار کا حال ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کے سنانے کی جو نفی اس آیت مبارک میں کی گئی ہے اس سے مراد خاص اسماع نافع ہے جس کی وجہ سے سننے والا باطل کو چھوڑ کر حق پر آ جائے۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ مسئلہ سماع موتی سے اس آیت مبارک کا کوئی تعلق نہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يُشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۵ (فاطر: ۲۲) ”اللہ (تبارک و تعالیٰ) جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں“۔

”اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے“:

یعنی جسے اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہدایت سے نوازنے والا ہوتا ہے اور جنت اُس کے لئے مقدر ہوتی ہے اُسے حجت و دلیل سننے اور پھر اُسے قبول کرنے کی توفیق دے دیتا ہے۔ ”اور آپ اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں“۔ یعنی ”جس طرح قبروں میں مردہ اشخاص کو کوئی بات نہیں سنا سکتی اسی طرح جن کے دلوں کو کفر نے موت سے ہم کنار کر دیا ہے اُسے پیغمبر تو انہیں حق کی بات نہیں سنا سکتا۔“

مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرنے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد مردہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا اسی طرح کافر و مشرک جن کی قسمت میں بد بختی لکھی ہے دعوت و تبلیغ سے انہیں فائدہ نہیں ہوتا۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۰۲)

یعنی اے لوگو! جن کے ضمیر مر چکے ہیں جن کے اندر اخلاقی زندگی کی رتق بھی باقی نہیں رہی اور جن کی بندگی نفس ضد اور ہٹ دھرمی اور رسم پرستی نے حق و باطل کا فرق سمجھنے کی کوئی صلاحیت نہیں چھوڑی ہے۔ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

بہروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دلوں پر ایسے قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سن کر بھی وہ کچھ نہیں سنتے۔ پھر جب ایسے لوگ یہ کوشش بھی کریں کہ دعوت حق کی آواز سرے سے اُن کے کان میں پڑنے ہی نہ پائے اور داعی کی شکل دیکھتے ہی دُور بھاگنا شروع کر دیں تو ظاہر ہے کہ کوئی انہیں کیا سنائے اور کیسے سنائے؟ (تفہیم القرآن جلد ۳ ص ۷۶۵)

اللہ تبارک و تعالیٰ عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتٰی (الح) کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے جس باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مُردوں اور بہروں کے سنانے کے لئے نہیں آئے ہو نہ آپ ﷺ اُزلی اُنہوں کو ہدایت کرنے آئے ہو آپ ﷺ تو انہیں سنانے اور ہدایت کرنے آئے ہو جن میں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے اِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِالْاٰیٰتِنَا سے یہی مراد ہے یہاں موتی سے مراد کفار ہیں۔

آج کل یہ مسئلہ سماع موتی یا ہی قیل وقال کا بڑا میدان ہو رہا ہے۔ (تفسیر حقانی پارہ ۲۰ جلد ۳ ص ۵۶۱)

مختصر اُبیان کرتا ہوں ان میں تو عدم سماع موتی کا اشارہ تک بھی نہیں اس لئے ان سے استدلال کرنا بے فائدہ بات ہے رہے احادیث و اقوال تو ان سے بھی صاف معلوم نہیں ہوتا کہ میت سن نہیں سکتی بلکہ بہت سی صحیح احادیث اس پر دلالت کر رہی ہیں کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں۔ (تفسیر حقانی جلد ۳ ص ۵۶۱)

میت سنتی ہے:

میت کے بولنے اور سننے کے بارے میں عوام الناس میں بغیر علم کے گرم بحث ہوتی رہتی ہے۔ عوام الناس کی بہتری کے لئے تحریر ہے کہ علم ہو تو بحث کرنی چاہئے۔ نیز علم والے کو بے علم سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُسے حکمتِ اخلاق بھلائی اور خیر خواہی کے نظریے سے سمجھانا چاہئے۔ یہ موضوع کہ کیا میت بولتی بھی ہے اور سنتی بھی ہے؟ سمجھنے اور سمجھانے والا موضوع ہے۔ جس پر شرک و کفر کے فتوے اور قتل و غارت گری کی ضرورت نہیں بلکہ اُفہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصہ ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا ہے: بَابُ الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ (ترجمہ) ”باب مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے۔“

غیر مقلدین کے عالم وحید الزماں تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) پر اس باب کے حاشیہ میں لکھتے ہیں: ”ابن منیر نے کہا امام بخاری نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتی ثابت ہوتا ہے جو احمدیث کا مذہب ہے۔“ (من وعن)

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا باب باندھنے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث شریف نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف وریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهٖ وَ تَوَلٰی وَ ذَهَبَ عَنْهُ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اَنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ لِعَالِمِهِمْ اِنَّهٗ مَلَكًا فَيَقْعِدُ اَنْهٗ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ: مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ فَيَقَالُ لَهٗ اَنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اُبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا

وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَا دَرَبْتَ وَلَا تَلَيْتَ ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصْنَحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ ۚ” جب آدمی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پیٹھ موڑ کر چل دیتے ہیں وہ اُن کے جوتوں کی آواز تک سنتا ہے۔ اُس وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اُس کو بٹھاتے ہیں پوچھتے ہیں تو ان صاحب (حضرت محمد ﷺ) کے متعلق کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے دوزخ میں جو جگہ تھی اُس کو دیکھ لے۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اُس کے بدلے میں تجھے بہشت میں ٹھکانا دیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے اور کافریا منافق (کبخت) فرشتوں کے جواب میں کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پھر اُس سے کہا جائے گا نہ تو نے خود غور کیا نہ عالموں کی پیروی کی۔ پھر لوہے کے گرز سے اُس کے کانوں کے بیچ میں ایک مار لگائی جاتی ہے وہ ایک چیخ مارتا ہے کہ اُس پاس والی مخلوق آدمی اور جن کے سوا سن لیتی ہے۔“

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے مذکورہ بالا حدیث شریف دوسری مرتبہ بِسَابٍ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (باب قبر کے عذاب کا بیان جلد ۱ ص ۱۸۳) میں نقل کی ہے۔ دونوں روایات کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے ”کتاب الجنائز“ کے باب عذاب قبر میں ”سماع موقی“ کی ایک اور حدیث شریف نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اُطْلِعَ النَّبِيُّ ﷺ

صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۷۸ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳ (چھاپہ تاج کمپنی لاہور) مسند احمد جلد ۳ ص ۱۲۶-۱۲۷ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۸۰ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۶ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی) الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۶۳ (چھاپہ دارالحدیث القاہرہ) مشکوٰۃ ص ۲۴ (عربی کتاب) درمنثور جلد ۳ ص ۸۱ تفسیر البخاری جلد ۳ ص ۳۹۱ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۷۸۔

عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَقِيلَ لَهُ تَدْعُوا أَمْوَاتًا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ ۚ” نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اُنڈھے کنویں میں جھانکا (جس میں کفار مکہ کے مقتولین کو پھینکا تھا) فرمایا: تمہارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ تم نے پالیا لوگوں نے عرض کیا آپ (ﷺ) مردوں کو پکارتے ہیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سنتے البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔“

سماع موقی کے سلسلہ میں غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ:

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا۔ اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا یہ قاعدہ (مبارک) تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں اُنہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے۔ تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اُنہی پر کجاوہ کسا گیا پھر آپ ﷺ چلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے شاید نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کسی کام کے لئے جا رہے ہیں۔ خیرا چلتے چلتے آپ ﷺ اُس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہوئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے اُن کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا۔ فرماتے: اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے: اَيْسُرُكُمْ أَنْتُمْ أَطَعْتُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبَّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا تَكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ وَالَّذِي نَفْسُ

۵۱ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳ صحیح بخاری جلد ۱ ص ۱۸۳ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۶۱ حدیث نمبر ۱۰۳۴ (چھاپہ دارالاحیاء التراث العربی) مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۹۱ (چھاپہ دارالکتب العلمیہ بیروت) البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۹۲ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳ مسلم جلد ۲ ص ۳۸۷ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۔

مُحَمَّدٌ بَيْنَهُ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعُ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ ۖ ابْتِغَاءً لِّمَا يَنْفَعُ الْبَشَرَةَ ۚ (کہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) اور اُس کے رسول (کریم رؤف رحیم ﷺ) کا فرمان مان لیتے۔ ہم سے تو جس ثواب اور اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پا لیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا یا نہیں؟) (حضرت ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے) [کہا: یہ سن کر (امیر المؤمنین حضرت سیدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ایسی لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا نہیں گئے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم ان کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ انہی کے برابر سنتے ہو۔]

محولہ بالا احادیث مبارکہ پر غیر مقلدین کے امام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور و فکر کی دعوت دی ہے اور ان کے تعصب اور تنگ نظری انکار حدیث پر زجر و توبیخ کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من و عن پیش کئے جاتے ہیں۔

بدر کے مردودوں اور مشرکین و کفار کے مردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) ”اس حدیث سے صاف سماع موتی کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اس پر متفق ہیں) اور جب سماع موتی ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذاب قبر کس پر ہوگا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اس تبصرہ کی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ الحمد للہ رسول کریم رؤف رحیم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماع موتی کا انکار کرتے ہیں۔]

(۲) ”مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جن کو امام سیوطی نے ”شرح الصدور“ میں نقل کیا ہے اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبروں پر جا کر سلام کیوں شروع ہوتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۰)

۱۲ بخاری کتاب المغازی جلد ۲ ص ۵۶۶ مسند احمد جلد ۲ ص ۶۷ مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۷ نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳۔

(۳) ”مجھے اُن لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف ادعاء الحمد للہ ہونے کے سماع موتی کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے ہوتے ہیں لہذا روح اُس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اُرے یارو! دوسری احادیث کو کیا کرو گے کہ جب جنازہ اٹھاتے ہیں تو اگر نیک مردہ ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے لے چلو اور جب مردے کا بات کرنا حدیث سے ثابت ہوا تو سماع کے انکار کی کیا وجہ ہے اگر یہ لوگ امام سیوطی علیہ الرحمہ کی کتاب ”شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور“ دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ سماع موتی کا انکار بہت سی حدیثوں کی تکذیب کرنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تعصب سے بچائے۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۵ من و عن)

میت بولتی ہے:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی ”کتاب الجنائز“ میں ایک باب باندھا ہے۔ بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدْ مُوْنِي ۖ وحید الزماں جو غیر مقلدین کے امام ہیں انہوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے ”باب نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو۔“ (جلد ۱ و ۲) اسی طرح ”کتاب الجنائز“ میں ایک اور باب باندھا ہے: بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ ”باب: میت کا کھاٹ پر بات کرنا۔“ ایک اور باب باندھا ہے حَمَلُ الرَّجَالِ الْجَنَازَةَ دُونَ النِّسَاءِ ”باب: جنازہ مرد اٹھائیں نہ کہ عورتیں“ پہلے باب میں حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ بن یوسف کی سند سے دوسرے باب میں حضرت قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں حضرت عبد العزیز بن عبد اللہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَضِعَتْ الْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرَّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ

قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَ اِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لَا هِلَهَا يَا وَيْلَهَا
اَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ
الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ اس عبارت کا ترجمہ وحید الزماں اس طرح کرتے ہیں:

”رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد
اُس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے ”مجھے آگے لے چلو“
”مجھے آگے لے چلو“ اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے ”ہائے خرابی
مجھے کہاں لئے جاتے ہو؟“ اس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے صرف ایک انسان ہی
نہیں سنتا سنے تو بے ہوش ہو جائے۔ (اگر انسان میت کی آواز سن لیں تو اس کی
میت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مر جائیں)۔

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزماں لکھتے ہیں: ”مارے
دہشت کے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے اگر آدمی بھی اس کی آواز سنتے تو پھر
ایمان بالغیب نہ رہتا۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۲ من وعن) مگر انفس کہ
الحدیث میت کے نہ تو سننے کے قائل ہیں اور نہ ہی بولنے کے۔

حدیث شریف میں ہے۔ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ اس عبارت میں یہ
احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد نفس میت اور وضع سے مراد اس کو چار پائی پر رکھنا ہے۔ اللہ
تبارک و تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جب چاہے میت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کر
دے اور وہ قائل کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَدِّمُونِي کا مطلب یہ ہے کہ
میرے نیک اعمال کے ثواب کے لئے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں
”يَسْمَعُ“ کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں
کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ جب چاہے میت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر
اور منافق یہ جانتا ہے کہ اُس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اُس کا آگے جانا مصائب اور
بلیات میں داخل ہونا ہے۔ اس لئے وہ آگے جانے کو برا جانتا ہے اور واویلہ کرتا ہے اور
اُس کا یہ واویلہ اگر انسان سن لیں تو اُس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں۔

محولہ بالا حدیث شریف حاشیہ میں درج کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی

ہے۔ ۱۸۔

ایسی ہی ایک اور حدیث شریف ہے جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُس حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں فرماتے ہیں: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: اِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ الصَّالِحُ عَلَى سَرِيرَةِ
قَالَ قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَ اِذَا وُضِعَ الرَّجُلُ يَغْنَى السُّوءِ عَلَى
سَرِيرَةٍ قَالَ يَا وَيْلَتِي اَيْنَ يَذْهَبُونَ بِِي؟ ۱۹ ”میں نے رسول اللہ ﷺ
سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے جب نیک بندہ چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے
لے چلو مجھ کو لے چلو مجھ کو اور جب برا آدمی چار پائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے خرابی
ہو کہاں لئے جاتے ہو مجھ کو؟“ (ترجمہ از وحید الزماں غیر مقلد نسائی مترجم جلد ۱
ص ۶۲۳ من وعن) چھاپہ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ”میت بولتی
ہے“ وحید الزماں صاحب نے درست لکھا ہے کہ اس کا تعلق ایمان بالغیب سے
ہے۔ اگر آدمی بھی اُس کی آواز سنتے تو پھر ایمان بالغیب نہ رہتا سب مؤمن ہو
جاتے یہ منشاء خداوندی کے خلاف ہے۔ دوزخ اور بہشت دونوں کو آباد کرنا منظور
ہے۔ (تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۲۸۳ چھاپہ تاج کمپنی لاہور)۔

درست فرمایا نہ ماننے والوں کے لئے دوزخ کو بھی تو آباد کرنا ہے۔ اب
پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں۔ انہوں نے جنت کو آباد کرنا ہے یا دوزخ کو۔

پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

کئے جاؤ میٹھو اور کام اپنا اپنا

۱۸ مسند احمد جلد ۳ ص ۵۸ (چھاپہ دار الفکر بیروت) ”السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱ (چھاپہ
دار المعرفۃ بیروت) ”شرح السنۃ للبخاری جلد ۳ ص ۲۳۲ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)
نسائی جلد ۱ ص ۲۷ (نور محمد کارخانہ تجارت کتب خانہ رام باغ کراچی) ”مکتوۃ بحوالہ بخاری ص
۱۳۳ (چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی) ”تفہیم البخاری جلد ۲
ص ۳۳۶۔ ۱۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۰ مسند احمد جلد ۲ ص ۲۹۲ ”السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱
کنز العمال حدیث نمبر ۴۷۷۲ شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۳۷۸ (چھاپہ تصویر بیروت)۔

نبی کریم ﷺ کا وصال مبارک

اور عام آدمی کی موت

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ (الزمر: ۳۰)

”بے شک آپ ﷺ کو بھی انتقال فرمانا ہے اور بے شک ان کو بھی مرنا

ہے۔“

قَالَ الْفَرَّاءُ وَالْكَسَائِيُّ الْمَيِّتُ بِالتَّشْدِيدِ مَنْ لَمْ يَمُتْ وَ سَيَمُوتُ وَ الْمَيِّتُ بِالتَّخْفِيفِ مَنْ فَارَقَهُ الرُّوحُ وَ لِذَلِكَ لَمْ يُخَفَّفْ هَهُنَا ۱” حضرت فراء علیہ الرحمہ اور حضرت کسائی علیہ الرحمہ کی تحقیق ہے کہ لفظ مَیِّت بضم یاء ”اُس کو کہتے ہیں جو آئندہ مرنے والا ہو یا ابھی مرانہ ہو۔ اور لفظ مَیِّت بسکون ”ایاء“ اُس کو کہتے ہیں جس کی جان نکل چکی ہو۔“

شان نزول:

قَالَ الْمَحَلِّيُّ نَزَلَتْ لَمَّا اسْتَبَطُوا مَوْتَ النَّبِيِّ ﷺ ۲

”حضرت محلی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ کفار مکہ مکرمہ چاہتے تھے کہ رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ وفات پا جائیں۔“

کفار و مشرکین اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روز کا کھیل ہے۔ یہ فوت ہو جائیں گے ان کا لڑکا کوئی نہیں ہے یہ سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) یہ لوگ اپنے آپ کو طفل تسلیاں دے رہے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے اس دافقانی سے رنج سفر باندھنا ہے۔ یہ لوگ ایسی بات تو تب کریں کہ یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ چنانچہ انہیں بتایا جاتا ہے:-

۱ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔ ۲ تفسیر مظہری جلد ۸ ص ۲۱۲۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَ إِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ”اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اس دنیا سے انتقال کرنا ہے انہیں یاد رہے انہوں نے بھی مرنا ہے۔“

آیت مبارک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کے انتقال فرمانے کو علیحدہ بیان کیا ہے اور کفار و مشرکین کے مرنے کو علیحدہ بیان کیا ہے، تاکہ سننے والے سمجھ جائیں کہ رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کی وفات دوسروں سے الگ ہے۔ اگر آیت مبارک میں صرف یہ بتایا جاتا اِنَّكُمْ مَيِّتُونَ ”تم سب نے مرجانا ہے۔“ تو رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ بھی شامل ہوتے اور مختصر کلام میں سب کے لئے موت کا حکم ثابت ہو جاتا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے وصال فرمانے اور دوسروں کے مرنے کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا تاکہ یہ پتا چلے کہ آپ ﷺ کا انتقال فرمانا دوسرے لوگوں کے مرنے سے مختلف ہے۔

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور نبی کریم ﷺ ورجیم ﷺ کی موت و وفات ثابت ہے۔ اس بات سے انکار کی کوئی ضرورت نہیں۔ زیر بحث آیت مبارک سے وصال النبی ﷺ کا اثبات ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۴۴ میں رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کا ذکر پاک کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ أَفَأَنْتُمْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ ”ان سے پہلے بہت سے رسول (علیہم السلام) ہو چکے ہیں کیا ان کا انتقال ہو جائے یا یہ شہید ہو جائیں تو تم اسلام سے اپنی ایزیوں کے بل پھر جاؤ گے؟“ عام نصوص میں کُلِّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کی سیڑھی سے ہر ایک کا گزر ہوا ہے اور ہونا ہے۔ چنانچہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے وصال کے وقت فرمایا: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ ۚ ان تمام شاہد کی موجودگی میں ہم سب انبیاء کرام علیہم السلام اور رسول کریم ﷺ ورجیم ﷺ کے حق میں موت طاری

ہونے پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی تمام نصوص کا مفاد صرف اتنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر موت طاری ہوئی، اُن کی ارواح مقدسہ اُن کے اجسام مطہرہ سے قبض کی گئیں۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات سے واضح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ جب شہداء کو رزق دیا جاتا ہے جو کلمہ پڑھ کر اُمّتی ہوئے تو انبیاء و رسل علیہم السلام جو شہداء سے قبل انعام یافتہ ہیں اُن کی برزخی زندگی بلا شک و شبہ ہے مثل و بے مثال ہے اور وہ رزق دیئے جاتے ہیں۔ (۱۲- منہ)

احادیث مبارکہ میں اس کی تفصیل موجود ہے کچھ یہاں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ نیز زیر بحث آیت مبارکہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَيِّتُونَ O میں یہ پوری وضاحت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا وصال اور دوسروں کا مرنا مختلف ہے۔ آئندہ صفحات کے مطالعہ سے یہ بات قلب سلیم والے نور ایمان سے منور حضرات کو جاننا آسان ہوگی۔ نیز انبیاء کرام علیہم السلام اپنے وصال کے بعد زندہ ہوتے ہیں۔ حقیقت حال اللہ تبارک و تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ایمان رکھنا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام وصال کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں:

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِى قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ O
”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔“

حضرت موسیٰ ؑ کا قبر میں نماز پڑھنا:

حضرت انس ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءُ فِى قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ O
”انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔“

ﷺ نے فرمایا: معراج کی شب میں حضرت موسیٰ ؑ کی قبر پر سے گزرا۔
رَاَيْتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُصَلِّي فِى قَبْرِهٖ O میں نے حضرت موسیٰ ؑ کو دیکھا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

قبر میں زندگی کے نظام کو سمجھنے کے لئے پورے نظام اسلام کی طرف نظر ہونا ضروری ہے۔ ہمارے دیکھنے میں قبر تین اور چھ فٹ کی ہوتی ہے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ بندہ مومن کی قبر کو ستر ستر گز اور تا حد نگاہ کشادہ فرمادیتا ہے اور بندہ مومن کی قبر کو جنت کا باغ بنا دیتا ہے۔ جب عام بندہ مومن کی قبر کا یہ حال ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امام الانبیاء ؑ کی قبر منور کی شان کون انسان جان سکتا ہے؟

حضرت اوس بن اوس ؓ سے مروی حدیث مبارک:

حضرت اوس بن اوس ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِىهِ خَلَقَ اللّٰهُ اَدَمَ وَ فِىهِ قُبُضَ وَ فِىهِ النُّفْحَةُ وَ فِىهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثَرُ وَا مِنْ الصَّلٰوةِ عَلٰى فِىهِ فَاَنْ صَلَّوْتُكُمْ مَّعْرُوضَةً عَلٰى قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَّوْنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرَمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلٰى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ O

”تمہارے بہترین دنوں میں سے بہترین دن جمعہ المبارک ہے اس میں حضرت آدم ؑ پیدا ہوئے اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکنا ہے“
۱۔ مستدرک جلد ۳ ص ۱۸۸ شرح السنہ جلد ۷ ص ۱۰۴ جامع صغیر جلد ۴ ص ۱۵۳ ابن کثیر جلد ۳ ص ۷۱ خازن جلد ۴ ص ۱۳۷ در منثور جلد ۴ ص ۱۵۰ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۶۸-۱۵۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۳۰۸ حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۲۵۳ کنز العمال جلد ۱ ص ۳۹۶ دلائل النبوة جلد ۳ ص ۳۸۷ سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۳۸۴ ۵۔ مشکوٰۃ ص ۱۲۰ مرآۃ جلد ۴ ص ۳۲۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۳۹۱ مستدرک جلد ۴ ص ۱۸۸ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۳۹ مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۶۰۴ کنز العمال حدیث نمبر ۲۳۳۰ المعجم الکبیر للطبری جلد ۱ ص ۱۸۶ البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۷۶ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۳۹۸ ابن حبان حدیث نمبر ۵۵۔

اور اسی میں بے ہوشی ہے۔ لہذا اس دن میں مجھ پر دُرود (شریف) زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے دُرود شریف مجھ پر پیش ہوتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا ایا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ پر دُرود شریف کیسے پیش ہوں گے؟ آپ ﷺ تو ربیم (یعنی قلی ہڈی) ہو چکے ہوں گے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسم حرام کر دیے ہیں۔

لہذا ان کے اجسام مقدسہ کو زمین نہیں کھا سکتی اور وہ گلے سڑنے سے بھی محفوظ ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں ذکر اللہ کی لذت پاتے ہیں۔

حضرت ابو دُروداء رضی اللہ عنہ سے مروی روایت:

حضرت ابو دُروداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَإِنْ أَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَى إِلَّا عُرِضَتْ عَلَى صَلَوَتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَتَّى يُرْزَقَ ۚ

”مجھ پر جمعہ المبارک کے دن زیادہ سے زیادہ دُرود شریف بھیجو۔ کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر کوئی دُرود شریف نہیں بھیجتا مگر اُس کا دُرود (شریف) مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اُس سے فارغ ہو جائے (حضرت ابو دُروداء رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں میں نے عرض کیا کیا موت کے بعد بھی؟ فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے زمین پر نبیوں (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے کہ اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے نبی (علیہم السلام) زندہ ہوتے ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں۔ وہ روزی کیسی ہے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اُس کے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ اسے خوب جانتے ہیں۔

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ”حیات النبی ﷺ“ بیان فرمایا ہے۔

انبیاء کرام (علیہم السلام) بعد وفات زندہ ہی رہتے ہیں لہذا تمہارے دُرود (شریف) مجھ پر جیسے اب پیش ہو رہے ہیں پھر بھی پیش ہوتے رہیں گے۔

حضرت ابو دُروداء رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَى إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ: قُلْنَا وَ بَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ: وَ بَعْدَ وَفَاتِي. إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ ۚ

”جمعہ المبارک کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ (دُرود شریف) پڑھا کرو۔ اس لئے کہ وہ یوم مشہود ہے۔ اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی بندہ (کسی جگہ سے) مجھ پر دُرود (شریف) نہیں پڑھتا مگر اُس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو دُروداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے عرض کیا حضور آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے زمین پر انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو اختیار عطا فرمایا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: إِنَّ اللَّهَ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ، فَبَكَى أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي مَا يَبْكِي هَذَا الشَّيْخُ؟ إِنَّ يُكُنَّ اللَّهُ خَيْرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ الْعَبْدُ، وَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ أَعْلَمُنَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ لَا تَبْكُ ۵ ”اللہ (تبارک

و تعالیٰ) نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے، چاہے اُس کو اختیار کرے جو اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے پاس ہے تو اُس نے وہ اختیار کیا جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے۔ (اس پر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو دیئے (حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے اپنے دل میں سوچا اس شیخ (بزرگ) کو کس چیز نے زلایا؟ اگر اللہ (تبارک و تعالیٰ) نے اپنے بندے کو دیا اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہے میں اختیار دیا ہے اور اس نے وہ اختیار کر لیا ہے جو اُس کے پاس ہے (تو یہ رونے کا کیا موقع ہے؟) چنانچہ بعد میں معلوم ہوا اُس بندے سے مراد خود رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ حقیقت کو جاننے والے تھے۔ نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نہ رو۔

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرُضُ إِلَّا خَيْرَ بَيْنِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ فِي شُكُوَاهُ الَّذِي قَبِضَ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ ۙ

”میں بیمار ہوتے کوئی نبی (علیہم السلام) مگر انہیں دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جاتا ہے اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اپنے اُس مرض میں تھے جس میں وفات دیئے گئے، تو آپ ﷺ کو سخت خراٹے نے پکڑ لیا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”اُن لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی انبیاء کرام (علیہم السلام) صدیقین، شہداء اور صالحین، تو میں نے جان لیا کہ آپ ﷺ کو اختیار دے دیا گیا ہے۔“

۹ بخاری حدیث نمبر ۲۵۸۶، مسلم حدیث نمبر ۲۳۳۳، مسند احمد جلد ۶ ص ۲۶۹، مشکوٰۃ ص ۵۳۷ و درمنثور جلد ۲ ص ۸۳، مرآۃ جلد ۸ ص ۲۸۹، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۲۰۔

وضاحت: ساری مخلوق کی موت اضطراری ہوتی ہے مگر حضرات انبیاء کرام (علیہم السلام) کی وفات اختیاری ہوتی ہے انہیں رب ذوالجلال کی طرف سے اختیار دیا جاتا ہے کہ چاہیں تو دنیا ہی میں رہیں، چاہیں تو رب ذوالجلال کے پاس آجائیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام زندگی اور وصال اور ہر شعبہ حیات میں دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔

الرفیق الاعلیٰ:

اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: مجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ نعمت ہے کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے میرے گھر میں اور میرے دن اور میرے گلے اور سینے کے درمیان وصال فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ ﷺ کے تھوک کو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے وصال کے وقت جمع فرمایا۔ فرماتی ہیں کہ میرے پاس (میرے بھائی حضرت) عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آئے اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو تکیہ دیئے بیٹھی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ (حضرت) عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ) کو دیکھ رہے ہیں میں پہچان گئی کہ آپ ﷺ مسواک (کرنا) چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے (یعنی مسواک کو) آپ ﷺ کے لئے لے دوں؟ تو آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے ہاں فرمایا تو میں نے وہ لے لی۔ آپ ﷺ پر مسواک سخت ہوئی، میں نے عرض کیا کہ کیا میں اسے آپ ﷺ کے لئے نرم کر دوں؟ تو سر مبارک سے اشارہ فرمایا ہاں! چنانچہ میں نے مسواک (منہ میں چبا کر) نرم کر دی تو نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے اُسے اپنے (نورانی) دانتوں (مبارک) پر پھیرا آپ ﷺ کے پاس برتن تھا جس میں پانی تھا پھر آپ ﷺ اپنے دونوں (نورانی) ہاتھوں (مبارک) پر پانی ڈالتے اور اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اپنے (نورانی) چہرہ (مبارک) پر پھیرنے لگے اور فرماتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنِّي لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٌ ثُمَّ نَصَبَ

يَدُهُ فَجَعَلَ يَقُولُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ ۱۰

”یعنی کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے، بے شک موت کی بہت سختیاں ہیں پھر اپنا (نورانی) ہاتھ (مبارک) کھڑا کیا پھر فرمانے لگے کہ اوپر والے ساتھیوں میں حتیٰ کہ جان مبارک قبض کر لی گئی اور آپ ﷺ کا (نورانی) ہاتھ (مبارک) جھک گیا۔“

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں جب آیت مبارک إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ نازل ہوئی تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا اور فرمایا: نُعِثُ إِلَى نَفْسِي ”مجھے دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی۔“ وہ روئیں تو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: لَا تَبْكِي فَإِنَّكَ أَوَّلُ أَهْلِي لَا حَقَّ بَيْتِي ”مت روؤ کیونکہ میرے گھر والوں میں سے پہلے مجھ سے تم ملو گی۔“ آپ ہنس پڑیں۔ انہیں بعض ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا وہ بولیں اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہم نے تمہیں دیکھا کہ پہلے تم روئیں پھر ہنس پڑیں آپ نے فرمایا: مجھے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: کہ انہیں دنیا سے جانے کی خبر دے دی گئی ہے تو میں رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا: مت روؤ کیونکہ تم میرے سب گھر والوں سے پہلے مجھ سے ملو گی تو میں ہنس پڑی اور رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ۔ اور یمن والے آئے اور وہ دونوں کے نرم ہیں۔ ایمان تو یمن والوں کا ہے اور حکمت یمن والی۔“ ۱۱

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اپنی تندرستی میں فرماتے تھے: اَلَا لَكُمْ

۱۰ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۰، مشکوٰۃ ص ۵۴۷ درمنثور جلد ۶ ص ۱۰۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۱۶۳
دلائل النبوة جلد ۲ ص ۲۰۷-۱۱، مشکوٰۃ ص ۵۴۹، داری جلد ۳ ص ۳۷، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۳۳۵۔

يُقْبَضُ نَبِيٌّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ تُخْبِرُ ”اللہ تبارک و تعالیٰ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وفات نہیں دیتا حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جائے۔ پھر انہیں اختیار دے دیا جائے۔“ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب آپ ﷺ پر نزع کا عالم طاری ہوا اور آپ ﷺ کا سر انور میری ران پر تھا تو آپ ﷺ پر غشی آ گئی، پھر افاقہ ہوا پھر آپ ﷺ نے اپنی نظر چھت کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى ”یا اللہ (جل جلالک) میں نے اوپر والے ساتھی قبول کئے۔“ فرماتی ہیں میں نے کہا اب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اختیار نہیں فرمائیں گے۔ فرماتی ہیں میں پہچان گئی کہ یہ وہی حدیث ہے جس کی رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ ہمیں اپنی تندرستی میں خبر دیتے تھے، اس فرمان کے متعلق کہ ”کوئی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات نہیں دیے جاتے حتیٰ کہ انہیں اُن کا جنتی مقام دکھا دیا جاتا ہے“ پھر اختیار دیا جاتا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آخری بات جو رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمائی وہ یہی تھی کہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقُ الْأَعْلَى ۱۲ ”یا اللہ (جل جلالک) میں نے اوپر والے ساتھی قبول کئے۔“

ملک الموت کا اجازت لینا:

حضرت جعفر بن محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے وہ اپنے والد سے راوی ہیں کہ ایک قریشی آدمی اُن کے والد حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا بولا کیا میں تمہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی حدیث شریف نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا ہاں! ہمیں حضور ابوالقاسم ﷺ کی حدیث شریف سناؤ۔ اُس نے کہا: ”جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیک وسلم) اللہ تبارک و ۱۲ بخاری جلد ۲ ص ۶۳۸، مسند احمد جلد ۲ ص ۸۹، قرطبی جلد ۳ جز ۵ حدیث نمبر ۲۷۱۷، البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۳۰، دلائل النبوة جلد ۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۴۸۔

تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے، خصوصیت سے آپ ﷺ کی عزت افزائی فرمانے اور احترام فرمانے کے لئے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھتا ہے، جو وہ آپ ﷺ سے زیادہ جانتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا: أَجِدُنِي يَا جِبْرَائِيلُ مَغْمُومًا وَاجِدُنِي يَا جِبْرَائِيلُ مَكْرُوبًا "اے جبرائیل (علیہ السلام) میں اپنے آپ کو غمگین پاتا ہوں اور اے جبرائیل (علیہ السلام) میں اپنے آپ کو ملول پاتا ہوں۔"

پھر رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں دوسرے دن حاضر ہوئے آپ ﷺ سے یہی عرض کیا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا جو پہلے دن دیا تھا، پھر آپ ﷺ کے پاس تیسرے دن آئے، تو وہی عرض کیا جو پہلے دن عرض کیا تھا اور حضور ﷺ نے انہیں وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا، اُن کے ساتھ ایک فرشتہ آیا جسے "اسماعیل" کہا جاتا ہے وہ ایک لاکھ ایسے فرشتوں کا سردار ہے جو ہر ایک ایک لاکھ پر سردار ہے۔ اُس نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے اجازت مانگی، پھر آپ ﷺ سے اُس کے متعلق پوچھا، پھر حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) نے عرض کیا: هَذَا مَلِكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ مَا اسْتَأْذَنَ عَلَى آدَمِي قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَى آدَمِي بَعْدَكَ "یہ موت کا فرشتہ ہے آپ ﷺ سے اجازت مانگ رہا ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی آدمی سے اجازت مانگے گا، نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِنِّدْن لَّهِ فَادْن لَّهِ فَاسْلَمْ عَلَيْهِ "اے اجازت دے دو۔ انہوں نے اُسے اجازت دے دی۔" اُس نے عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ ﷺ کے پاس بھیجا ہے تو اگر آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں تو میں آپ ﷺ کی جان قبض کروں اور اگر آپ ﷺ مجھے چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اسے چھوڑ دوں تو فرمایا: وَتَفْعَلُ يَا مَلِكُ الْمَوْتِ؟ "اور اے ملک الموت کیا تم یہ کام کرو گے؟"

عرض کیا: نَعَمْ بِذَلِكَ أَمْرٌ وَأَمْرٌ أَنْ أُطِيعَكَ "ہاں!

(جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اسی کا حکم ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ ﷺ کی اطاعت کروں۔"

فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) کی طرف دیکھا تو حضرت جبرائیل امین (علیہ السلام) نے عرض کیا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ اشْتَقَى إِلَيَّ لِقَائِكَ "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک و تعالیٰ) آپ ﷺ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔" تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے حضرت ملک الموت (علیہ السلام) سے فرمایا: اَمْضِ لِمَا أَمَرْتُ "جس کا تمہیں حکم کیا گیا ہے وہ کر گزرو۔"

چنانچہ انہوں نے روح قبض کر لی۔ جب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے وفات پائی اور تعزیت کا وقت آیا (تعزیت کے معنی ہیں پسماندگان کو تسلی دینا۔ تعزیت دُفن سے پہلے بھی ہوتی ہے اور دُفن کے بعد بھی۔ یہ تعزیت دُفن سے پہلے تھی) تو لوگوں نے گھر کے ایک کنارہ سے آواز سنی السَّلَامُ عَلَيْكَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ إِنَّ فِي اللَّهِ عِزًّا وَمَنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ وَخَلْفًا مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَذَرْكَهَا مِنْ كُلِّ فَانٍ فَبِاللَّهِ فَاتَّقُوا وَإِيَّاهُ فَارْجُوا فَإِنَّمَا الْمَصَابُ مِنْ حُرْمِ الثَّوَابِ فَقَالَ عَلِيٌّ أَتَذَرُونُ مَنْ هَذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝۳۱ "اے گھر والو تم پر سلام اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کی رحمت اور اُس کی برکتیں ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت میں صبر کرنا ہے اور ہر فوت شدہ کا خلیفہ ہے اور ہر گزر جانے والے کا عوض ہے ہو اللہ (تبارک و تعالیٰ) ہی سے ڈرو اور اُس سے اُمید رکھو۔ پورا مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم کر دیا گیا۔ (حضرت) علی (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ (پھر خود ہی فرمایا) "یہ (حضرت) خضر (علیہ السلام) ہیں۔" یہ آخری جملہ جس میں (حضرت) علی (علیہ السلام) کا ارشاد بیان ہے، یہ صاحب مشکوٰۃ نے نقل کیا ہے۔ مجمع الزوائد اور دلائل النبوة میں اس حدیث شریف کے ساتھ نہیں ہے۔

تدفین کے بعد

نماز جنازہ کے بعد سب سے پہلے حق میت یہ ہے کہ اُس کے لئے دُعا و استغفار کی جائے۔ لہذا استغفار کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ دُعا اور استغفار کے عنوان سے جو آیات مبارک و احادیث مبارکہ بیان کی جائیں گی اُن میں اس بات کا ذکر ہوگا کہ کن کے لیے دُعا و استغفار سُو و مند ہے اور کن کے لیے نہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نوری فرشتے اہل ایمان کے لیے خالق کائنات ﷻ کے حضور اُسی کے حکم سے مصروف دُعا ہیں۔ ملاحظہ ہو

آیت مبارک نمبر ۱

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ (المؤمن: ۷)

”وہ (فرشتے) جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اُس کے ارد گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے اور اُس پر ایمان لاتے ہیں اور ایمان والوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز سہاکی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچائے۔“

ایمان والوں کے لیے ہمہ وقت مغفرت کی دُعائیں ہو رہی ہیں۔ کتنے خوش نصیب ہیں! ایمان والے کہ عرش عظیم جیسے مقدس مقام پر معصوم مخلوق، حاملین عرش حمد الہی کے ساتھ ساتھ ان کی بخشش کے لیے ہر لمحہ دُعا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ دُعا درجہ قبولیت کے کمال تک پہنچی ہوئی ہے جس کے رو کی کوئی صورت نہیں۔

آیت مبارک نمبر ۲

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ (الحشر: ۱۰)

”اور وہ جو اُن کے بعد آئے عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے پروردگار بے شک تو نہایت مہربان، رحم فرمانے والا ہے۔“

اس آیت مبارک کو غیر مقلدین کے ترجمان رسالوں نے بھی نقل کیا ہے۔ دیکھیں! [الاغتصام جلد ۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ص ۱۳ اور ہفت روزہ الحمد بیٹ ۲۰ جون ۱۹۹۲ء ص ۱۵]

مودودی صاحب نے ”تفہیم القرآن“ میں سورۃ الحشر کی آیت نمبر ۱۰ کی تشریح میں لکھا ہے۔ ”اس آیت میں ایک اہم اخلاقی درس مسلمانوں کو دیا گیا ہے کہ کسی مسلمان کے دل میں کسی دوسرے مسلمان کے لیے بغض نہ ہونا چاہئے اور مسلمانوں کے لیے صحیح روش یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے حق میں دُعاے مغفرت کرتے رہیں۔“ (تفہیم القرآن جلد ۵ ص ۲۰۳، ابن کثیر جلد ۴ ص ۲۹۵)

عبدالماجد دریابادی دیوبندی صاحب نے اپنی تفسیر ”ماجدی“ میں محولہ بالا آیت مبارک کی شرح میں لکھا ہے: ”اپنے سے پہلے کے ایمان والوں کے حق میں دُعاے مغفرت کرنا علامات ایمان سے ہے۔“ (جلد ۲ ص ۱۰۹۳)

اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ”اس میں سابقین کے لیے دُعا کرنے کی ترغیب ہے اور صوفیاء کی تو یہ عادت لازمہ ہے اپنے سلف کے لیے دُعا اور ایصالِ ثواب کرنے کی۔“ (مسائل السلوک تفسیر بیان القرآن ص ۱۰۵۲)

شبیر احمد عثمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے ”سابقین کے لیے دُعاے

مغفرت کرتے ہیں۔“ (تفسیر عثمانی ص ۹۳۷ حاشیہ ۳۲)

مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب نے لکھا ہے۔ ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مسلمانوں کو اصحاب محمد ﷺ کے لیے استغفار اور دُعا کرنے کا حکم دیا۔“ (معارف القرآن جلد ۸ ص ۳۸۱)

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے زیر آیت لکھا ہے ”اے اللہ (ﷻ) اور رحمت نازل فرما اُن لوگوں پر بھی جو بخوبی صحابہ (رضی اللہ عنہم) کی پیروی کرنے والے ہوں اور کہتے ہوں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے تھے۔“ (تفسیر مظہری جلد ۹ ص ۲۳۵)

آیت مبارک نمبر ۳

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۖ..... (الشوری: ۵)

”اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بولتے ہیں اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں۔“ یعنی ایمان والوں کے لیے کیونکہ آخرت میں بخشش صرف ایمان والوں کی ہوگی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے دُعا فرمائی:

آیت مبارک نمبر ۴

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ... (نوح: ۲۸)

”اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو (جو زندہ ہیں اور جو وصال کر چکے ہیں)۔“

اس آیت پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کے والدین کریمین کا بھی ذکر ہے جن کے نام بلدین متوح (والد) شحاک بنت اخوش (والدہ) تھے۔ دونوں موصدا اور

مومن تھے۔ ۱۔

قرآن حکیم میں ایمان والوں کے لیے بخشش کی دُعا میں اور استغفار کرنا ثابت ہے اس لیے کسی کا یہ کہنا کہ مرنے والا تو مر گیا اب اس کے لیے کوئی دُعا یا استغفار سودمند نہیں۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو منکر قرآن کریم ہو یا جس نے نہ تو کبھی قرآن مجید پڑھا ہو اور نہ ہی مسلمان ہونے کے ناطے سے دین اسلام اور دینی معلومات اور معمولات سے آگاہ ہو۔ مگر جس نے عقل و شعور اور ایمان کی شمع کو روشن کر کے قرآن پاک پڑھا ہوگا وہ انکار نہیں کر سکتا۔

منافقین، مشرکین اور کفار کے لیے بخشش کی دُعا کرنا قطعاً منع اور حرام ہے۔ ہاں البتہ! جب تک ایسے لوگ زندہ ہوں، اُس وقت تک ان لوگوں کی ہدایت اور بخشش کی دُعاؤں کی اجازت ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے دُعا میں کرتے رہنا چاہئے اور جب بحالت کفر و شرک اور منافقت ہی میں مرجائیں تو ان کی بخشش کے لیے دُعا کرنا یا کروانا قطعاً حرام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لیے دُعاے مغفرت:

آیت مبارک نمبر ۵

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝ (ابراہیم: ۴۱) ”اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔“

یہاں والدین سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سگے والد حضرت تارخ اور والدہ حضرت متلی بنت نمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ یہ دونوں مومن اور موصدا تھے۔ ان کے لیے بڑھاپے میں دُعاے مغفرت فرمائی۔ یہ دُعا حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی ولادت کے بعد فرمائی۔ صاحب مجمع البیان نے لکھا ہے: ”ہمارے اصحاب نے اس سے استدلال کیا ہے کہ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے

۱۔ جلالین ص ۶۹، فتح القدیر جلد ۵ ص ۳۰۲، مدارک جلد ۵ ص ۲۶۹، تفسیر الوسیطہ ص ۷۷، قرطبی جلد ۹ ج ۱ ص ۱۸، مظہری جلد ۱ ص ۷۸۔

والدین کا فراموش تھے۔ ۲۔ آذر آپ کا دُور کا بچا تھا جس سے آپ اپنی جوانی میں ہی بیزار ہو چکے تھے اور وہ کفر پر مہر چکا تھا۔

قرآن مجید میں ”اب“ ”باپ“ چچا“ بتایا اور دادا وغیرہ کو کہہ دیا جاتا ہے۔ اگر آیت مبارک میں وَلَوْ اِلٰهِيْ كِيْ جگہ ابوی کا لفظ ارشاد ہوتا تو خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر کے لیے بھی دُعائے مغفرت کی ہو۔ اس (شبہ) کو دفع کرنے کے لیے وَلِیْ اِلٰهِيْ فرمایا۔ یعنی حقیقی ماں باپ۔ ۳۔

کیا منافقین کے لیے بخشش کی دُعا ہے؟

شروع شروع میں منافقین کے لیے دُعائے بخشش و مغفرت کی رخصت تھی۔ ابھی قانونِ ممانعت نازل نہیں ہوا تھا کہ غزوہٴ مریض کے موقع پر ایک روح فرسا واقعہ رو پڑا جو جس میں حجابہ غفاری اور سنان بن ویرجینی آپس میں لڑ پڑے۔ سنان، عبد اللہ بن ابی کا حلیف تھا۔ حضرت حجابہ علیہ السلام نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لیے پکارا اور سنان نے انصار کو پکارا اس موقع پر عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین نے حضور نبی کریم ختم المرسلین علیہ السلام اور مہاجرین کی شان میں انتہائی نازیبا گفتگو کی اور زبردست قسم کی گستاخی کا مرتکب ہوا۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی اپنے چیلوں چانٹوں سے کہنے لگا اگر تم ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا نہ دو تو یہ لوگ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔ اب تم انہیں کچھ نہ دینا اور پھر اس نے بکواس کی کہ مدینہ (شریف) پہنچنے پر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حضرت زید بن ارقم علیہ السلام اس کی بکواس پر جلال میں آگئے اور فرمانے لگے تو ہی ذلیل ہے۔ سرکار کائنات علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عزت بخشی ہے اور مسلمان اُن سے محبت کرتے ہیں۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بولا، میں تو ہنسی کر رہا تھا۔

حضور علیہ السلام نے رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی سے دریافت فرمایا تو اُس نے جھوٹ بول دیا اور جھوٹی قسم کھالی۔ اُس کے ساتھی بولے عبد اللہ بن ابی سچا ہے۔ (حضرت) زید بن ارقم علیہ السلام کو دھوکا ہو گیا ہوگا۔

۲۔ مجمع البیان جلد ۵ ص ۳۱۹۔ ۳۔ تفسیر مظہری جلد ۵ ص ۲۷۹۔

مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت زید بن ارقم علیہ السلام کی تصدیق فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے ”ابن ابی“ کو کہا تو بہ کرد اور سرکار کائنات علیہ السلام سے استغفار کروا لیا تو اُس نے انکار کیا۔ چنانچہ قرآن پاک کی آیت مبارک کا نزول ہوا جس میں رئیس المنافقین ابن ابی کی تکذیب فرمائی گئی۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوُوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاٰیهُمْ يَصْطَدُوْنَ وَ هُمْ مُسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (المنافقون: ۵)

”اور جب انہیں کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے لیے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔“ بعد ازیں رب کائنات جل مجدہ الکریم نے فرمایا:-

سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۚ (المنافقون: ۶)

”ان پر ایک سا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی معافی چاہیں یا نہ چاہیں۔ اللہ (تبارک و تعالیٰ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔“

یاد رہے کہ اس موقع پر دُعا کا قبول نہ ہونا حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ السلام کی انتہائی تعظیم ہے۔ مطلب یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اپنی شانِ رحمت سے اُس کے لیے دُعا کریں گے۔ مگر جو مردود آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے نیاز ہو جائے اور جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذرہ بھر بھی مخالف اور بے ادب ہے اُس کی بخشش کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ شانِ رحمتہ اللعالمین ہے کہ اپنے مخالف کے لیے بھی دُعا کرتے ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کی بناء پر گستاخوں کو معاف کرنے کا نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تو صرف اُسے بخشے گا جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نیاز مند مؤدب اور محب ہوگا۔

رئیس المنافقین کی موت:

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی جب مر گیا تو اُس کے بیٹے حضرت عبد اللہ علیہ السلام جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خالص اور عاشق صحابی تھے نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے باپ پر جنازہ کی نماز پڑھیں اور اپنی قمیص بھی اُس کو عطا فرمادیں کیونکہ وہ یہ وصیت کر کے مرا تھا۔

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ہی استغفار فرمائیں۔ جبکہ صورت حال یہ تھی کہ سرکار کائنات ﷺ بہتر جانتے تھے کہ ابھی تک منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی۔ علاوہ ازیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو یہ خبر تھی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے ایک ہزار منافق ایمان لائیں گے۔ چنانچہ اُس کو قمیص دی گئی اور نماز جنازہ بھی پڑھی گئی۔ چونکہ عبد اللہ بن ابی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گستاخ تھا، اس لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُس کے لئے اور دیگر سارے منافقوں کے لیے فرمایا: اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ ذَالِكُ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ آپ ﷺ ان کے لیے معافی چاہیں گے تو اللہ (جل جلالہ) انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس لیے کہ وہ اللہ (جل شانہ) اور اُس کے رسول ﷺ کے منکر ہوئے۔ ۴ چنانچہ نماز جنازہ کی وجہ سے ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور ﷺ کے لباس شریف سے برکت چاہتا ہے ایمان لے آئے۔ ۵ تفصیل آپ پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

بعد ازیں یہ آیت مبارک نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّا تَابَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (التوبہ: ۸۴) ”اور اُن میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھنا اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہونا“ بے شک وہ اللہ (جل سلطانہ) اور

۴ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۷۲، تفسیر انشی جلد ۲ ص ۱۳۸، تفسیر ابوسعود جلد ۲ ص ۷۷، ۵ الکشاف جلد ۲ ص ۲۰۳، تفسیر ابن جوزیہ جلد ۳ ص ۸۱، تفسیر امینار جلد ۱ ص ۵۶۷، ۵ تفسیر انشی جلد ۲ ص ۱۳۹، مظہری جلد ۲ ص ۲۷۲، ابن جوزیہ جلد ۳ ص ۳۸۱، ۲۸۰، مجمع البیان ج ۵ ص ۵۷۔

رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔ ۶

مشرک کے لیے دُعاے مغفرت نہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ ۚ (النساء: ۴۸) ”بے شک اللہ (رَبُّ الْعَزَّة) اسے نہیں بخشا کہ اُس کے ساتھ شرک کیا جائے اور شرک سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف فرمادیتا ہے۔“ یہاں شرک بمعنی کفر بھی ہے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ہر منکر مشرک بھی ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ دُعا اور استغفار صرف اور صرف مومنین کے لیے ہے (اور جن کے مرنے والے ایمان دار فوت ہوتے ہیں وہ دن رات اُن کے لیے دُعا کریں اور استغفار کرتے ہیں)۔

منافق، کافر اور مشرک مرنے والے کے لیے نہ دُعاے بخشش ہے اور نہ ہی استغفار۔ جو لوگ فوت شدگان کے لیے دُعا کریں اور استغفار نہیں کرتے بلکہ لوگوں کو بھی روکتے ہیں، خدا معلوم اُن کا اپنے مرنے والوں کے بارے میں کیا عقیدہ ہوتا ہے؟ یہاں تک نصوص قرآنیہ سے دُعا و استغفار کا ذکر ہے۔ اب احادیث مبارکہ سے دُعا و استغفار کے بارے میں تفصیلی بیان ہوتا ہے۔

دُعا و استغفار برائے میت بحوالہ احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصّٰلِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا رَبِّ اِنِّیْ لَیْ هٰذِهِ؟ فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدَکَ لَکَ ۝

۶ طبری ج ۱ ص ۳۰۶، درمنثور جلد ۳ ص ۲۶۶، تفسیر قرطبی جلد ۴ ص ۲۱۹-۲۱۸، تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۷۲، بخاری جلد ۲ ص ۶۷۷، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۰۹، مشکوٰۃ ص ۲۰۶-۲۰۵، مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۲۱۰، ابن کثیر جلد ۷ ص ۴۰۹، (الشعب) الاعتصام (ترجمان غیر مقلدین) ۱-۷۷، ۲۳۰/۱۳، جلد ۳۲ شمارہ ۱۳-۱۲، ۲۳۰/۱۳۔

”اللہ (تبارک وتعالیٰ) جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے وہ (بندۂ مومن) عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھے یہ (بلندی و درجات) کہاں سے ملی؟ رب العالمین اس سے فرماتا ہے تیرے لیے تیرے بچے کے بخشش طلب کرنے (دُعائے مغفرت کرنے) کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے۔“

نوٹ: صاحب مرقاۃ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ”یہاں عبد صالح سے مراد (گنہگار) مسلمان ہے جو بخشش کی صلاحیت و قابلیت رکھتا ہے۔ پہلے وہ عذاب قبر میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچانک عذاب موقوف ہو کر جنت کی کھڑکی کھل جاتی ہے۔“

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْعَرِيقِ الْمُسْتَعْوَبِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلْحَقُهُ مِنْ أَبِي أَوْ أُمِّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَكْثَالَ الْجِبَالِ وَ إِنْ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ إِلَّا سِتْفَغْفَارُ لَهُمْ ۝ ”قبر میں میت کی حالت اس ڈوبنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے جو مدد طلب کرنے کے لیے لوگوں کو پکارتا ہے۔ وہ ماں باپ بھائی یا دوست کی طرف سے (قبر میں) دعا کا منتظر ہوتا ہے۔ پھر جب اسے دعا پہنچ جاتی ہے، تو وہ دعا اسے دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) جل مجدہ الکریم) زمین والوں کی دعا سے قبروں والوں کو ثواب کے پہاڑ عطا فرماتا ہے اور یقیناً وصال شدہ لوگوں کے لیے زندوں کا بہترین تحفہ استغفار ہے۔“

نوٹ: اس حدیث پاک سے اُن لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو فاتحہ اور ایصال ثواب سے لوگوں کو طرح طرح کے بہانوں سے روکتے ہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۶ میزان الاعتدال ص ۲۰۷ المیزان لابن حجر جلد ۵ ص ۳۳۹ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۹ الاعتصام (غیر مقلد) جلد ۳۲ شمارہ ۱۳-۱۲ صفحہ ۲۳/۱۳-۱۲/۱۲۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء۔

غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ ”الاعتصام“ میں لکھا ہے ”نماز جنازہ کی جس قدر دعائیں ہیں اُن تمام میں میت کے لیے دعا کا فائدہ اور نفع پہنچنا ثابت ہے۔“

(۳) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سرکار کائنات (ﷺ) وصال شدہ کے لیے دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ نَزْلَهٗ وَوَسِّعْ مَذْحِلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَذْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ ۝ ”اے میرے اللہ (جل جلالک) اسے بخش دے اس پر رحمت نازل فرما اور اسے عافیت عطا فرما اس سے درگزر فرما اس کی باعزت مہمانی فرما اور اسے برف اور ٹھنڈے پانی سے دھو ڈال اور اسے خطاؤں سے اس طرح صاف ستھرا فرما دے جس طرح تو سفید کپڑے کی میل پکیل صاف فرماتا ہے۔ اسے دنیا کے گھر سے بہتر گھر عطا فرما۔ اسے (دنیا کے) اہل خانہ سے بہتر اہل خانہ عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما۔ اسے جنت میں داخل فرما اسے قبر کے عذاب اور عذاب نار سے پناہ میں رکھ۔“

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اَنْ نَعْنَى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ النَّجَاشِي صَاحِبُ الْحَبَشَةِ الْيَوْمَ الْاَدْنَى مَا تَفِيْدُهُ فَقَالَ اِسْتَعْفِرُ وَالْاَخْيَارُ ۝ ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (حضرت شاہ) نجاشی، صاحب حبشہ کے فوت ہونے کی خبر دی، جس دن اُن کا انتقال ہوا اور فرمایا اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو (بخشش چاہو)۔“

(۵) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۹۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ نسائی باب الدعاء جلد ۱ ص ۲۸۱-۶۱ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱۔ ۱۰۔ نسائی جلد ۱ ص ۲۶۵ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۹ بخاری جلد ۱ ص ۷۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۵ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۴۲۰ درمنثور جلد ۲ ص ۱۱۲ جلد ۳ ص ۸۳ دلائل النبوة جلد ۱ ص ۳۱۱ البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۳۷ کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۵۱۳ شرح السنہ جلد ۳ ص ۲۳۹۔

وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۱۵
 ”اے میرے اللہ (جل جلالک) فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے وہ تیرے
 ذمہ (کرم) اور تیرے قریب کے عہد میں ہے تو اسے (اپنے فضل و کرم سے) قبر کے
 فتنہ اور آگ کے عذاب سے بچالے اور تو وفا و حق والا ہے۔ اے میرے معبود برحق
 (جل سلاطک) اس کی بخشش فرما اور اس پر رحم فرما۔ بے شک تو بخشش فرمانے والا،
 بہت رحم فرمانے والا ہے۔“ (کتاب الاذکار اور کنز العمال میں وَأَنْتَ أَهْلُ
 الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ یعنی ”تو وفا اور تعریفوں والا ہے“ کا ذکر ہے)

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں نبی کریم رؤف ورحیم
صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک صحابی رضی اللہ عنہ کی) نماز جنازہ پڑھی اور یہ دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى
 الْإِسْلَامِ وَأَنْتَ قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا
 جَسَدًا شَفَعَاءَ نَافَا غَفِرْ لَهُ ۱۶ اے میرے اللہ (جل شانک) تو اس کا پروردگار
 (حقیقی) ہے تو نے اسے پیدا فرمایا تو نے ہی اسے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی، تو نے
 ہی اس کی روح قبض فرمائی تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ہم شفع آئے ہیں اس
 کی بخشش فرما۔

(۱۰) (حضرت) سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں
 (حضرت) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر تھا۔ جب
 (میت کو) قبر میں رکھا تو فرمایا: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ
 رَسُولِ اللَّهِ ”اللہ (جل جلالہ) کے نام پر اللہ (جل شانہ) کی راہ پر اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر۔“ پھر جب قبر پر انیٹیں برابر کرنے لگے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ

۱۵ کتاب الاذکار ص ۱۳۴ مشکوٰۃ ص ۱۳۶ ابن ماجہ ص ۱۰۹ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۱ حدیث نمبر ۳۲۰۲
 کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۰۲-۱۶ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۳۵-۳۶۳ السنن
 الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۲ کتاب الاذکار ص ۱۳۴ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ کنز العمال حدیث نمبر
 ۳۲۰۲ ص ۲۴۳ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۸۵۔

میں عرض کیا: اللَّهُمَّ أَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ اللَّهُمَّ جَاهِلِي
 الْأَرْضِ عَنْ جَنَّتِهَا وَصَعِدْ رُوحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا ۱۷ اے
 میرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اس کو تو (اپنے کرم سے) شیطان اور عذاب قبر سے بچا۔
 اے میرے اللہ (جل جلالک) اس کی پسلیوں کو زمین سے جدا رکھ (یعنی قبر کی
 دیواریں مل کر اس کی پسلیاں نہ توڑیں) اس کی روح کو چڑھالے (یعنی اپنے قرب
 میں بلند فرما) اور اس کو اپنی رضا مندی نصیب فرما۔“ (حضرت سعید بن مسیب
رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا یہ دعا تم
 نے اپنی رائے سے پڑھی ہے یا رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ انہوں
 نے فرمایا مجھے یہ اختیار نہیں کہ جو چاہوں کہوں، بلکہ میں نے اس دعا کو نبی کریم رؤف
 ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

رحم کی دعا:

(۱۱) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
 روایت ہے فرماتی ہیں میں نے رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں؟ فرماتی
 ہیں (نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: یوں کہا کرو۔ السَّلَامُ عَلٰی
 أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ ”مومنوں اور مسلمانوں کے
 گھر والوں کو سلام۔“ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَخْرِينَ
 وَأَنَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حَقُّونَ ۱۸ ”اور اللہ (جل جلالہ) ہمارے
 اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے“ (اور پھر یوں کہے:) ”انشاء اللہ (العزيز) ہم بھی
 تم سے ملنے والے ہیں۔“

۱۷ ابن ماجہ ص ۱۱۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۵۵ تفسیر قرطبی جلد ۳ ص ۶۷ ص ۱۴۲ جمع الجوامع
 حدیث نمبر ۹۸۶۶ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۸ (بحوالہ تہذیب فی شعب الایمان عن ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
 ۱۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴ کتاب الاذکار ص ۱۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۴۔

مردوں کے شمار کے موافق ثواب:

وَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهِ بِكُمْ لَا حَقُّونَ وَيَقْرَأُ يَتَسَنَّى وَفِي الْحَدِيثِ مَنْ قَرَأَ الْإِخْلَاصَ أَحَدَ عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهَا الْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدُ الْأَمْوَاتِ ۱۹ "اور قبرستان میں زیارت کرتے وقت یہ الفاظ کہے: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَإِنَّا إِنشَاءَ اللَّهِ بِكُمْ لَا حَقُّونَ" اے ایمان دار قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو۔ بے شک اگر اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے چاہا تو ہم تم سے ملیں گے" اور سورہ یٰسین پڑھے اور حدیث پاک میں ہے کہ "جو شخص سورہ الاخلاص گیارہ بار پڑھے کہ اس کا ثواب مردوں کو بخش دے گا۔ تو مردوں کے شمار کے موافق اس کو ثواب دیا جائے گا۔"

صاحب دُرِّ مختار کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کی تلاوت کا ثواب مردوں کو بخشنا صرف انہی کے لیے نہیں بلکہ ثواب پہنچانے والوں کے لیے بھی اجر کا باعث ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا "جب کوئی شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورہ یٰسین پڑھے تو اس دن (اہل قبور) کے عذاب میں نرمی ہو جاتی ہے اور اس پڑھنے والے کو ان (اہل قبور) کی تعداد کے برابر نیکیاں ملتی ہیں"۔ ۲۰

گیارہ مرتبہ قل هو اللہ شریف کا ثواب:

حضرت ابو محمد سمرقندی نے سورہ الاخلاص کے فضائل میں (مرفوعاً) ذکر کیا ہے کہ:-
مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ أَحَدَى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ الْأَمْوَاتِ أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بَعْدُ الْأَمْوَاتِ ۲۱
"جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور

۱۹ غایۃ الاوطار ترجمہ در المختار کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنائزہ جلد ۳ ص ۳۳۳ سطر نمبر ۱۱ مطبوعہ نای قشیش نول کشور لکھنؤ (بھارت)۔ ۲۰ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۱۹۔ ۲۱ شرح الصدور ص ۲۹۶۔

اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے برابر اسے اجر ملے گا۔"

قبرستان سے گزرتے وقت فاتحہ شریف پڑھنا:

حضرت ابو القاسم سعد بن علی انجانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے "فوائد" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْهَآكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كَانُوا شَفَعَاءَ لِي إِلَى اللَّهِ تَعَالَى ۲۲ "جو قبرستان میں داخل ہو اور پھر سورہ الفاتحہ سورہ الاخلاص اور سورہ التکاثر پڑھے پھر کہے یعنی یہ دعا کرے "اے میرے اللہ (جل جلالک) میں نے جو تیرا قرآن مجید پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مردوں اور مومنہ عورتوں دونوں کو عطا فرما تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کے سفارشی ہوں گے۔"

(۱۲) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے ان کی آنکھیں (وصال کے وقت) کھلی رہ گئی تھیں۔ انہیں بند فرما دیا۔ پھر فرمایا: کہ جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے جاتی ہے۔ ان کے گھر والوں نے آہ و بکا کی تو حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی دعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبُّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ ۲۳ "اے میرے اللہ (جل

۲۲ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۲۳ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۱ مسند احمد جلد ۶ ص ۲۹۷ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۷۳ جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۱۹ نصب الراية جلد ۲ ص ۲۵۲ کنز العمال جلد ۱ ص ۷۳۵۔

شاکب) ابوسلمہ (رحمہ اللہ) کی بخشش فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور اس کے پسماندگان کا تو خلیفہ ہو اور اے رب العالمین (جل شاکب) ہماری اور اس کی مغفرت فرما اور اس کی قبر میں وسعت فرما اور اس کی قبر میں اس کے لیے نور عطا فرما۔

سلام اور بخشش کی دعا:

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم (غیب بتانے والے محبوب ﷺ) مدینہ (مکہ) میں کچھ قبروں پر گزرے۔ (یعنی قبروں کے پاس سے گزرے) اُن کی طرف اپنا رخ انور فرمایا اور بایں الفاظ اُن کو سلام فرمایا اور بخشش کی دعا فرمائی:۔ اَلْسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُورِ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ۲۴ ”اے قبروں والو! تم پر سلام ہو، اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) ہمیں اور تمہیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو، ہم تمہارے پیچھے۔“

نماز کی طرح دُعا میں بھی اخلاص:

(۱۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاخْلَصُوا لَہُ الدُّعَاءُ ۲۵ ”جب تم میت پر نماز پڑھو تو اُس کے لئے خلوص دل سے دُعا کرو۔“

اولاد کی فوت شدہ والدین کے لیے دعا:

(۱۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ

۲۴ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳ مشکوٰۃ ص ۱۵۴ کتاب الاذکار ص ۱۴۲ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۶۴۷۔
۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۳۰ تلخیص الجہیر جلد ۲ ص ۱۴۲ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۸۱ مشکوٰۃ ص ۱۴۶ ابن ماجہ ص ۱۰۹ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۰۰ کتاب الاذکار ص ۱۳۷۔

صَدَقَہٗ جَارِیَۃٌ اَوْ عَلِمَ یَنْتَفِعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَّدْعُوْا لَہٗ ۲۶ ”جب انسان مر جاتا ہے تو اُس کے اعمال کا سلسلہ کٹ جاتا ہے۔ سوائے تین اعمال کے۔ (۱) صدقہ جاریہ (دائمی خیرات یعنی ایسا عمل جس کا ثواب جاری رہتا ہے)۔ (۲) ایسا علم جس سے (لوگوں کو) نفع پہنچتا رہے۔ اور (۳) یا وہ نیک بچہ (اولاد) جو اُس کے لئے (مرنے کے بعد) دُعا کرتے۔“

والدین کی وفات کے بعد اُن سے حسن سلوک:

(۱۶) حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَۃٍ فَقَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ بَقِیَ مِنْ بَرِّ اَبَوَیْ شَیْ اَبْرَہُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِہُمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْہُمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَہُمَا وَانْفَاذُ عَہْدٍ ہِمَا مِنْ بَعْدِ ہِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُؤْصَلُ اِلَّا بِہُمَا وَاکْرَامُ صِدِّیقَہُمَا ۲۷ ”ہم لوگ نبی کریم رؤف ورحیم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، ایک شخص جس کا تعلق بنو سلمہ قبیلہ سے تھا آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ماں باپ کے وصال کے بعد بھی اس کا کوئی موقع ہے کہ اُن سے بھلائی کروں اور حسن سلوک کروں؟ تو ارشاد فرمایا: ہاں!۔ (۱) اُن کی نماز (جنازہ) پڑھی جائے۔ (۲) اُن کے لئے طلب مغفرت کرنا (۳) اُن کی وصیت کو اور اُن کے وعدوں کو پورا کرنا۔ (۴) اس رشتہ داری کو ملانا جو اُن کے ساتھ ہی ملائی جاسکتی ہے اور (۵) اُن کے دوستوں کا احترام کرنا۔“

والدہ کے لئے طلب مغفرت:

(۱۷) حضرت سلام بن ابومطیع علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ حضرت غالب علیہ السلام جلد ۲ ص ۳۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۷۸ شرح السنہ جلد ۱ ص ۲۳۷ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۱۵۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۴ مشکوٰۃ ص ۳۲ ابن کثیر جلد ۷ ص ۳۴۰ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸ بہت روزہ (غیر مقلد) ص ۱۲/۲۰۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۳-۱۱۳ اکتوبر ۱۹۸۰۔ المغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔ بحوالہ الادب المفروض ص ۹ مشکوٰۃ ص ۳۲۰ مرآۃ جلد ۶ ص ۵۳۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۴۲ ابن ماجہ ص ۳۶۹ نسائی جلد ۲ ص ۳۲۔ مکافئہ اقلوب ص ۳۸۰۔

الرحمة سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں حضرت محمد بن سیرین علیہ الرحمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَيْلَةً فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَأَبِي هُرَيْرَةَ وَلَا مَيِّ وَلَمَنْ اسْتَغْفَرَ لَهُمَا قَالَ مُحَمَّدٌ فَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتَّى نَدْخُلَ فِي دَعْوَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ ۝۱۸ ہم ایک شب حضرت ابو ہریرہ ؓ کے پاس تھے تو حضرت ابو ہریرہ ؓ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ (ﷻ) ابو ہریرہ کی اور میری (یعنی محمد بن سیرین کی) والدہ کی اور جو ان کے لئے طلب مغفرت کرنے ان سب کی مغفرت فرمادے۔ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ حضرت ابو ہریرہ ؓ کی دعا میں داخل ہو جائیں۔

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ سے بخشش کی دعا کروانا:

(۱۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ”جب نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ غزوہ خنین سے فارغ ہوئے تو انہوں نے حضرت ابو عامر اشعری (عبید بن سلیم ؓ) کو سردار بنایا اور ایک لشکر دے کر ”اوطاس“ کی طرف بھیجا وہاں زید بن صمہ (کافروں کے سردار) سے مقابلہ ہوا۔ زید مارا گیا اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُس کے ساتھیوں کو شکست دی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں مجھے ابو عامر ؓ کے ساتھ ”اوطاس“ کے مقام پر بھیج دیا گیا تھا۔ اس لڑائی کے دوران ایک تیر حضرت ابو عامر ؓ کے گھنے پر لگا جو ایک جسمی شخص نے مارا تھا۔ آپ زخمی ہو گئے۔ تیر ان کے گھنے میں گھس گیا۔ (حضرت ابو موسیٰ ؓ فرماتے ہیں) میں ان کے پاس گیا پوچھا: چچا صاحب یہ تیر کس نے مارا ہے؟ انہوں نے اُس جسمی شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگے یہی میرا قاتل ہے۔ چنانچہ میں نے اُس کا پیچھا کیا۔ اُس نے جب مجھے دیکھا تو بھاگا، میں اُس کے پیچھے بھاگا اور یہ کہنا شروع کیا: او بے حیا! کیا تو عرب نہیں؟ تو ٹھہرنا کیوں نہیں؟ یہ سن کر وہ ٹھہر گیا۔ پھر میرا اُس کا مقابلہ ہوا اُس نے بھی وار کیا میں نے بھی وار کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اُسے واصل جہنم کیا۔ پھر لوٹ کر (حضرت)

ابو عامر (ﷺ) کے پاس آیا۔ میں نے کہا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے تمہارے قاتل کو مارا۔ (حضرت ابو عامر (ﷺ) کہنے لگے، اے پیغمبرِ رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا اور میرا سلام عرض کرنا اور یہ بھی عرض کرنا کہ ”يَقُولُ لَكَ أَبُو عامرٍ اَنْ اسْتَغْفِرَ لِي“ (بخاری شریف کے لفظ ہیں وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي) یہ کہ ”ابو عامر گزارش کرتا تھا کہ میری بخشش کے لیے دعا فرمائیے“ یہ کہہ کر (حضرت ابو عامر (ﷺ) نے مجھے اپنا خلیفہ بنادیا۔ بعد ازیں تھوڑی دیر کے لیے زندہ رہے پھر شہید ہو گئے۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ ایک کوٹھڑی میں بان کی چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے، اُس پر بستر بھی نہیں تھا۔ جس کی وجہ سے آپ ﷺ کی نورانی پشت مبارک اور نورانی پہلو مبارک میں بان کے نشانات پڑ گئے۔ میں نے اپنا اور اپنے چچا (حضرت ابو عامر (ﷺ) کا حال بیان کیا۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ (حضرت ابو عامر (ﷺ) نے دعا کی درخواست کی تھی۔ آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور وضو شریف فرمایا پھر اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ اَبِي عامرٍ ”اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) عبید ابو عامر کو بخش دے“۔ آپ ﷺ نے دعا کے لئے اپنے (نورانی) ہاتھ (مبارک) اٹھائے کہ میں نے آپ ﷺ کی نورانی بغلوں مبارک کی سپیدی دیکھی پھر آپ ﷺ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ اَللّٰهُمَّ اجْلَعْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ ”اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اس (ابو عامر (ﷺ) کو اپنے بہت سے بندوں سے بڑھ کر (یعنی زیادہ مرتبہ والا) فرما“ میں نے عرض کیا (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میرے لیے بھی دعا فرمادیجئے۔ آپ ﷺ نے اللہ (ﷻ) کی بارگاہِ اقدس میں عرض کیا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا ۝۱۸ ”اے میرے اللہ

۱۸ا بخاری باب غزوہ اوطاس جلد ۲ ص ۱۱۹ بخاری باب الوضوء عند العدا جلد ۲ ص ۹۳ بخاری جلد ۱ ص ۲۰۲ تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۸۲ مسلم جلد ۲ ص ۲۰۳ البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۳۳۹ دلائل النبوة جلد ۵ ص ۱۵۳ سنن الترمذی جلد ۱ ص ۱۶۰ مجمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۳ فتح الباری جلد ۸ ص ۵۱ جلد ۱۱ ص ۲۲۲ جلد ۶ ص ۱۰۰ عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۲ ص ۲۳ جز ۱ ص ۱۳ جز ۱ ص ۱۶۹ جلد ۹ جز ۱ ص ۳۰۱۔

(جل جلالک) عبد اللہ بن قیس (یعنی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) کے گناہ بخش دے اور قیامت کے دن اُس کو عزت کی جگہ (بہشت میں) داخل فرما۔

نماز جنازہ میں دُعا:

(۱۹) حضرت ابراہیم الاہلبلی اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَعَابِسِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرْنَا وَانْشَأْنَا ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) بخشش فرما ہمارے زندہ اور وصال شدہ لوگوں کی اور حاضر و غائب چھوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کی۔

(۲۰) ایک دوسری روایت میں جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُس میں محولہ بالا کلمات کے علاوہ یہ الفاظ زائد ہیں۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو فوت کرے تو ایمان کے ساتھ فوت کر۔ ابن ماجہ میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَخْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ چھوڑ۔

۲۹ ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۱۰۹ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۶۸ جلد ۳ ص ۱۷۰ جلد ۵ ص ۱۲۲
السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۱ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳ مشکوٰۃ
ص ۱۳۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۴۷ مجمع الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶ تلخیص الخیر جلد ۲ ص ۱۳۲
مشکل الآثار جلد ۱ ص ۳۲۲ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۵۱۶ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۳۱۹ نسائی
جلد ۱ ص ۲۸۱ کتاب الاذکار حدیث نمبر ۱۵۸۱۳۲ سنن ترمذی جلد ۱ ص ۱۹۸ ابن ماجہ ص ۱۰۹ مسند
احمد جلد ۲ ص ۳۶۸ جلد ۳ ص ۱۷۰ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۱ مستدرک
حاکم جلد ۱ ص ۳۵۸ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۳۳ مشکوٰۃ ص ۱۳۶ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۴۷ مجمع
الجوامع حدیث نمبر ۹۹۶۶ تلخیص الخیر جلد ۲ ص ۱۳۲ مشکل الآثار جلد ۱ ص ۳۲۲ کنز العمال
جلد ۱ ص ۵۱۶ مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۶۳۱۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۱ کتاب الاذکار حدیث
نمبر ۱۵۸۱۳۲ ابن ماجہ ص ۱۰۹

بچے کے لیے بھی دُعا:

(۲۱) حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے اُس بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے کبھی خطانہ کی تھی لیکن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ۝ اے میرے اللہ (جل جلالک) اسے عذاب قبر سے بچالے۔

نوٹ: وصال شدہ لوگوں کے لیے دُعا کیں کرنا عین اسلام اور مکمل صحیح اسلامی عقیدہ ہے اور دُعاؤں کے خلاف لکھنا بولنا سب غیر اسلامی انداز ہے۔ دُعا تو دُعا، استغفار تو استغفار اگر مرنے والے کے حق میں اچھی بات کہی جائے تو یہ بھی اُس کو نفع دیتی ہے۔

زندوں کا میت کی تعریف سے میت کو نفع:

(۲۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگ ایک جنازہ پر گزرے۔ فَأَتْنُوْا عَلَیْهَا خَيْرًا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبْتُ لَكُمْ مَرْوًا بِأُخْرَى فَأَتْنُوْا عَلَیْهَا شَرًّا فَقَالَ (رُسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) وَجَبْتُ لَكُمْ قَالَ اِنْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ شَهِيدٌ ۝ پھر اُس کی بھلائی کی تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی پھر ایک دوسرے جنازے پر گزرے اُس کی برائیوں کا ذکر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوئی۔ بعد میں فرمایا: تم میں سے ہر ایک شخص دوسرے پر گواہ ہے۔

نسائی میں یہ زیادہ ہے۔ ”فرشتے اللہ تبارک و تعالیٰ کے گواہ ہیں، آسمان میں۔“ (یعنی جس کے لیے تم نے بہتری کی گواہی دی، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک بھی بہتر ہے، اُس کے لیے جنت واجب ہوئی)۔

(۲۳) ایک دوسری حدیث شریف میں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اُس میں ہے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ۳۲ مشکوٰۃ ص ۱۴۷ مرآۃ جلد ۲ ص ۲۸۵ کنز العمال جلد ۱۵ ص ۱۶ مؤطا امام مالک ص ۲۰۹۔ ۳۳ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۳ ابن ماجہ ص ۱۰۸ مسند احمد جلد ۱ ص ۵۲۸۔ ۳۴ بوداؤ جلد ۲ ص ۱۰۵۔

وسلم) کیا واجب ہوگئی؟ سرکارِ کائنات ﷺ نے فرمایا: یہ کہ جس کی تم نے تعریف کی اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی، اُس کے لیے دوزخ واجب ہوگئی ہے۔

اَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ۚ ۳۴ ”تم لوگ زمین میں اللہ (تبارک و تعالیٰ) کے گواہ ہو۔“

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بخاری شریف میں باب باندھا ہے (بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ) وحید الزماں صاحب نے اس باب کے ضمن میں لکھا ہے ”بلکہ تعریف کرنا بہتر ہے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس پر رحم فرمائے۔“

(۲۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لِهَيْلِهِ وَجَبَتْ وَلِهَيْلِهِ وَجَبَتْ اُس کے لیے واجب ہے، اُس کے لیے بھی واجب ہے۔ تو جواب فرمایا: شَهَادَةُ الْقَوْمِ وَالْمُؤْمِنُونَ شُهُودُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ۚ ۳۵ ”لوگوں کی شہادت اور مومنین زمین پر اللہ (جل جلالہ) کے شاہد ہیں۔“

(۲۵) حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مدینہ شریف آیا (ایک روز) امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا ایک جنازہ گزرا۔ لوگوں نے اُس کی تعریف کی (امیر المؤمنین) حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوئی پھر دوسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی بھی تعریف کی۔ فرمایا:

۳۳ فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳، مرقاۃ جلد ۲ ص ۲۷، مشکوٰۃ ص ۱۳۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۷۵، جلد ۱ ص ۱۲۳، ۱۰۹، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۶۵، ۱۹۸، ۱۸۶، ۱۷۹، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۳۶، جمع الجوامع حدیث نمبر ۲۵۶۶، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۸، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۵، کنز العمال جلد ۱۵ ص ۹۷، نسائی جلد ۳ ص ۲۷، باب الثناء مسلم جلد ۳ ص ۳۰۸، (مسلم شریف میں تین دفعہ واجب ہوئی واجب ہوئی واجب ہوئی کا ذکر ہے) ترمذی جلد ۳ ص ۲۰۳، حدیث نمبر ۲۸۹۸، الاذنیاء جلد ۲ ص ۱۹۷، ۱۹۵، ۱۹۴، ابن ماجہ ص ۸۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۲۳، طبرانی جلد ۱ ص ۱۵۶، حلیۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۹۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۶۷۔

واجب ہوئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا، لوگوں نے اُس کی برائی بیان کی تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اُس کے لیے بھی فرمایا: واجب ہوئی۔ (حضرت ابو الاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین (رضی اللہ عنہ) کیا واجب ہوئی؟ فرمایا: میں نے اُسی طرح کہا، جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے لیے چار آدمیوں نے بہتری کی گواہی دی اُس کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا، اگر تین آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا: تین ہی تہی۔ ہم نے کہا اگر دو آدمی گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا دو ہی تہی۔ ۳۶

فوت شدہ کے محاسن بیان کرنا:

(۲۷) حضور کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مقدس ہے، جسے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا ہے: اُذْکُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَانَا کُمْ وَ کُفُّوا عَنْ مَسَاوِیْہِمُ ۳۷ ”اپنے فوت شدہ لوگوں کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔“

نوٹ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال شدہ لوگوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مگر بے دینوں، غدارانِ ملت، دشمنانِ اسلام اور رسول کریم (رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ) کے گستاخوں کی برائی بیان کرنا، اس میں داخل نہیں جیسا کہ محدثین نے راویانِ احادیث مبارکہ میں، دروغ گو راویوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔

(۲۸) اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور نبی کریم رؤف و رحیم رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا برائی سے ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: لَا تَذْکُرُوا هَلْکَا کُمْ الْاَبْخَرُ ۳۸ ”اپنے فوت

۳۶ نسائی جلد ۳ ص ۲۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۷۵، (تفاتی میں ہے ہم نے ایک کانہ پوچھا) مشکوٰۃ ص ۱۳۵، بخاری جلد ۱ ص ۸۲، تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۲۰، عمدۃ القاری جلد ۲ ص ۸۲، ۱۹۳، فتح الباری جلد ۳ ص ۹۳، ۹۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۹۰۰، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۵ ص ۷۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۶۳، مرقاۃ المفاتیح ص ۱۴۳، حدیث نمبر ۱۶۷۸، میزان الاعتدال حدیث نمبر ۶۲۶۷، المعجم الصغیر للطبرانی جلد ۱ ص ۱۶۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۳۳۸، مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۸۱، ۲۸۰، نسائی جلد ۳ ص ۲۷۔

شدہ (لوگوں) کا ذکر مت کرو مگر بھلائی سے۔

کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۱۲ میں ہلکا کم کی بجائے اموالکم کا لفظ ہے۔

(۲۹) ایک دوسری روایت جو انہی سے مروی ہے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد عظیم ہے: لَا تَسْبُوا الْأَمْوَالَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضُوا إِلَى مَا قَدِّمُوا ۳۹ اپنے وصال شدہ لوگوں کو گالیاں مت دوؤ وہ اپنے عملوں کو پہنچ گئے۔

سو آدمیوں کا نماز جنازہ پڑھنا:

(۳۰) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طہیہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّيَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَنْلُغُونَ مِائَةَ كُلِّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شَفَعُوا فِيهِ ۴۰ ”جب کسی (صاحب ایمان) میت پر ایک سو مسلمان نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور اس کی (بخشش کی) شفاعت کرتے ہیں تو (اللہ کریم کی بارگاہ میں) ضرور اس کی شفاعت ہوگی“ (یعنی مرنے کے بعد دعا و استغفار تو ایک طرف جو بہت بڑا انعام ہے جو کسی مسلمان کو اس کے مرنے کے بعد ملے۔ جنازے میں ایک سو صحیح العقیدہ مسلمانوں کا شامل ہونا، بخشش کا ذریعہ بنتا ہے۔ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اس حدیث پاک کے ضمن میں لکھا ہے:-

”میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مومنوں کو جمع فرمائے اور ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے۔“

(صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی مترجم جلد ۲ ص ۱۳۸۶ از وحید الزماں صاحب)

اپنے لیے شفاعت کی بڑی تمنا رکھی ہوئی ہے۔ انشاء اللہ العزیز تمام صحیح العقیدہ اہل ایمان کی شفاعت ہوگی۔

۳۹ نسائی جلد ۱ ص ۲۷۷ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۳۰ عمدۃ القاری جلد ۳ جز ۸ ص ۲۳۰ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰۔
۴۰ مسلم جلد ۱ ص ۳۰۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۳۰ نسائی (دور روایات) جلد ۱ ص ۲۸۱ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۲۴ ۳۲۳ (دور روایات) مسند احمد جلد ۶ ص ۴۰ مشکوٰۃ ص ۱۳۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۰۔

صدقہ بعد از وفات

فوت ہونے کے بعد صدقہ:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اِنَّ اَبِيْ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالًا وَلَمْ يُوْصِ فَهَلْ يَكْفِرُ عَنْهُ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ ۱ ”یہ کہ میرے والد (صاحب) فوت ہو گئے ہیں اور انہوں نے مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ (و خیرات) کروں تو کیا انہیں ثواب پہنچے گا؟ (حضور ﷺ نے) فرمایا: ہاں!“

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے:- ”یہ حدیث اثبات مدعا کے لیے کسی توضیح و تقریر کی محتاج نہیں ہے۔ ایک شخص مر گیا ہے، اس نے کوئی وصیت بھی نہیں کی جس کے بعد قانون شرعی کے مطابق اس کا متروکہ (مال و اسباب) وارثوں کی طرف منتقل ہو گیا۔ اب اس کا لڑکا پوچھتا ہے کہ میں اگر اپنے مرحوم باپ کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو یہ ان کے لیے کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ”ہاں ایہ ہو سکتا ہے۔“ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۵)

(۲) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ افْتَلَيْتْ نَفْسَهَا وَلَمْ تُوْصِ وَاِنِّيْ اُظَنُّهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ لَتَصَدَّقْتُ فَلَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا وَلِيْ اَجْرٌ قَالَ نَعَمْ ۲ ”ایک شخص نبی کریم رؤف درجیم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میری والدہ (ماجدہ صاحبہ) کا اچانک دم نکل گیا اور انہوں نے وصیت نہ کی اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر سکتیں تو صدقہ کرتیں۔ اب اگر ان کی طرف سے میں کوئی صدقہ (و خیرات) کرتا ہوں تو کیا انہیں اس کا اجر ملے گا اور مجھے ۱ ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۴ ص ۳۱۔ ۲ ابن ماجہ ص ۱۹۹ مسلم جلد ۴ ص ۳۱۔

بھی ثواب ہوگا یا نہیں؟ فرمایا: ہاں! یعنی دونوں کو ثواب ہوگا۔

وحید الزماں صاحب اس حدیث شریف کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ”اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے اہلسنت نے اس پر اتفاق کیا۔“

(۳) اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں: اِنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ اِنْ اَمْسَى اَفْتَلَسْتُ نَفْسَهَا وَاَظْنُهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ ۝

”ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ (صاحبہ) اچانک فوت ہو گئیں اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ بات کر پاتیں تو کچھ خیرات کرتیں۔ اب اگر اُس کی طرف سے میں خیرات کروں تو کیا اُس کو اجر و ثواب سے نوازا جائے گا؟ فرمایا: ہاں!“

”اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میت کو خیرات اور صدقے کا ثواب پہنچتا ہے۔ اہل حدیث کا اس پر اتفاق ہے۔ معتزلہ نے اس کا انکار کیا ہے۔“

(تیسیر الباری جلد ۲ صفحہ ۳۳۵ من وعن)

آج کل کے متعصب فرقہ پرست لوگ معتزلہ فرقہ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور قرآن مجید و احادیث مبارکہ کی مخالفت کر رہے ہیں اور مرنے کے بعد دُعا و استغفار اور ایصالِ ثواب کا انکار کرتے ہیں۔

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث شریف کے تحت، افہام المعانی جلد ۲ ص ۶۹ (مطبوعہ نول کشور) میں لکھتے ہیں۔

”دریں حدیث دلیل است بر آنکہ ثواب صدقہ می رسد بہ میت و ہمچنین دُعا و استغفار برائے میت و مذہب اہل حق یعنی اہلسنت و جماعت اندرین است۔“

”اس حدیث شریف میں اس امر کی دلیل ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔ اسی طرح میت کے لئے دُعا و استغفار بھی صحیح ہے۔ اہل حق یعنی اہلسنت و جماعت کا

۱۔ بخاری جلد ۱ ص ۱۸۰ الادب المفرد ص ۹ فتح الباری جلد ۳ ص ۹۵ عمدۃ القاری جلد ۴ ص ۸۲ ص ۲۲۱ تفسیر البخاری جلد ۲ ص ۲۳۲ مسلم جلد ۲ ص ۳۱ مشکوٰۃ ص ۱۷۲ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۲۸ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۳۵۔

مذہب یہی ہے۔ ابو داؤد جلد ۲ ص ۵۲ میں ہے کہ ”ایک عورت نے اپنی والدہ صاحبہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مذکورہ بالا جواب عطا فرمایا۔“ ایسے ہی نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

پانی کا صدقہ جاریہ:

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْ اَمَّ سَعْدٌ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ فَحَفَرَ بَنُو اَوْ قَالَ هَذِهِ لَامٌ سَعْدٌ ۝ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سعد (رضی اللہ عنہ) کی والدہ وصال کر گئی ہیں۔ اُن کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پانی، (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) نے کنواں کھودا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے لیے ہے؟“

اس حدیث پاک کی بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس کے راوی حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سناتے وقت اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا۔ ”فَتِلْكَ سَقَايَةُ اِلِ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ“ (مدینہ شریف میں ”سقایہ آل سعد“ کے نام سے جو سبیل ہے یہ دراصل وہی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی طرف سے جو کنواں وقف کیا تھا وہی ”سقایہ آل سعد“ کے نام سے بھی مشہور تھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی اس شہادت کے بعد ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک کا استنادی درجہ کچھ اور بڑھ رہا ہے۔ (من وعن از تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۸ مؤلفہ منظور احمد نعمانی دیوبندی، شائع کردہ مکتبۃ الفرقان)

نسائی شریف جلد ۲ ص ۱۳۳ میں حدیث پاک درج ہے جس میں سرکارِ کائنات ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا سَقَايَةُ الْمَاءِ ”پانی پلانا“ فَتِلْكَ سَقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِينَةِ ”یہ تو مدینہ شریف میں (حضرت) سعد (رضی اللہ عنہ) ہی کی سبیل ہے۔“ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۲۲ میں وحید الزماں صاحب

۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۶۹ ابو داؤد جلد ۲ ص ۲۳۲ نسائی جلد ۲ ص ۱۳۲ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۲ تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۲۲ (اشارہ) ہفت روزہ الاعتصام ۲۳ ص ۱۲ (جلد ۳ شمارہ ۱۳-۱۷-۱۳۲۲ کتبیرہ ۱۹۸۰ء)

نے اسی روایت کا حوالہ دیا ہے)

اب بھی خصوصاً اُن گرم خشک علاقوں میں جہاں پانی کم ہوتا ہے بعض لوگ سبیلیں لگاتے ہیں۔ عام مسلمان ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ میں دوسری چیزوں کے ساتھ پانی اور دودھ بھی رکھ لیتے ہیں۔

محولہ بالا حدیث شریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ پانی کی خیرات بہتر ہے۔ بزرگانِ دین کے نام اور دیگر وصال شدہ مسلمانوں کے نام کی سبیلیں ایصالِ ثواب کی نیت سے لگانا ان سب کا ماخذ یہ حدیث مبارک ہے۔ ثواب بخشے وقت ایصالِ ثواب کے الفاظ زبان سے ادا کرنا سنت ہے کہ خدایا اس کا ثواب فلاں کو پہنچے۔ دوسرے یہ کہ کسی شے پر میت کا نام (یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کسی بندہ کا نام) آجانے سے وہ شے حرام نہ ہوگی۔ دیکھو حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) نے اس کنویں کو اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب کیا۔ (مرآۃ جلد ۳ ص ۱۰۵)

نوٹ: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں یہ نہیں آیا کہ ایصالِ ثواب حرام ہے۔ ایسا سوچنے والے اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی اصلاح کریں۔

(پھلوں والے) باغ کا صدقہ:

(۵) حضرت سعید بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ بعض غزوات میں نکلے اور اُن کی والدہ کے وصال کا وقت پہنچ گیا۔ کسی نے کہا وصیت کر جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ کس چیز کی وصیت کر جاؤں؟ سب مال (حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کا ہے۔ (حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) کی واپسی سے قبل ہی اُن کا انتقال ہو گیا۔ جب (حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) آئے تو اُن سے اس کا تذکرہ کیا گیا۔ انہوں نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بارگاہ میں عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَعَمْ فَقَالَ سَعْدٌ حَاطَظٌ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا لِحَاطِظٍ سَمَاءُ هـ "یا رسول اللہ

۵۱ سنائی جلد ۲ ص ۱۳۲۔

(صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اُن کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میری والدہ (صاحبہ) کو اُس کا نفع پہنچے گا؟ تو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہاں! تو (حضرت سعد (رضی اللہ عنہ)) نے نام لے کر عرض کیا کہ فلاں فلاں باغ اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۶) ایک اور حدیث شریف جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے اُس میں اسی طرح ہے کہ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمَّهُ تُوَفِّيْتُ أَفَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِي مَخْرُفًا فَاشْهَدْ كَإِنِّي قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا ۚ "کسی آدمی نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ میری والدہ صاحبہ فوت ہو گئی ہیں اگر اُن کے واسطے کچھ صدقہ کیا جائے تو کیا اُن کو اس خیرات کا فائدہ ہوگا؟ فرمایا: ہاں! ہوگا۔ (اُس شخص نے) عرض کیا: میرا ایک باغ ہے اور میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ کرتا ہوں کہ وہ باغ میں اُن کی طرف سے خیرات کرتا ہوں۔

(۷) بخاری شریف میں اسی طرح کا واقعہ حضرت سعد بن عبادہ (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں بھی ہے جو قبیلہ خزرج کی شاخ بنی ساعدہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جس کا بیان اس طرح ہے۔ انہوں نے عرض کیا: اِنَّ حَائِظِي الْمَخْرَافِ صَدَقَةٌ عَلَيَّهَا ۚ "کہ میرا باغ مخراف اُس کی طرف سے صدقہ ہے۔

کیا عظیم لوگ تھے، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) وہ اپنے اعمال پر حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ورجیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گواہ بنالیتے اور اپنے اعمال پر قبولیت کی مہر لگوا لیتے تھے۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ورجیم (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی غلط معاملہ میں گواہ نہیں بنتے تھے۔

ایک حدیث پاک میں ذکر ہے جس کے راوی حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) ہیں کہ حضرت بشیر (رضی اللہ عنہ) نے اپنے بیٹے نعمان کو ایک غلام دیا تو اُن کی بیوی ۱ سنائی جلد ۲ ص ۱۳۳ ابوداؤد جلد ۲ ص ۴۲۔ بخاری جلد ۷ ص ۳۸۷ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۲۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۳۹۶ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۱۳۶ تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۷۱ تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۳۱۸۔

حضرت عمرہ بن رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کو اس معاملہ میں گواہ بنا لو۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ”میں بیٹے کو غلام دینے کے معاملہ میں آپ ﷺ کو گواہ بنانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا نعمان کے علاوہ تیرا اور بھی کوئی بیٹا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو سب لڑکوں کو غلام دے گا؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: میں ایسے عطیہ میں گواہ نہیں ہوں گا۔“ ۸

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الوصایا جلد ۱ ص ۳۸۶ پر باب

إِذَا قَالَ أَرَضَيْتُ أَوْ بُسْتَيْتُ صَدَقَةً لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَٰلِكَ ۙ (باب: اگر کوئی یوں کہے میری زمین یا باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے، تو جائز ہوگا گویہ بیان نہ کرے کہ کن لوگوں پر صدقہ ہے) کے تحت محولہ بالا حدیث شریف نمبر ۷ نقل فرمائی ہے۔ جس کے حاشیہ نمبر ۵ پر تحریر ہے۔

وَفِيهِ أَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ عَنِ الْوَلَدِ يَصِلُ إِلَى الْوَلَدِ وَيَنْفَعُهُ ۙ ۱۰ ”اس حدیث شریف میں ثبوت ہے کہ صدقہ کا ثواب اور نفع یقیناً وصال شدہ لوگوں کو پہنچتا ہے۔“

صدقہ کرنے کا حکم:

(۸) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ سے عرض کیا: اِنَّ اُمِّي افْتَلِسَتْ نَفْسَهَا وَاَرَاهَا لَوْ تَكَلَّمْتُ تَصَدَّقْتُ اَفَا تَصَدَّقُ عَنْهَا؟ قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقُ عَنْهَا ۙ ۱۱ ”میری ماں اچانک فوت ہوگئی ہے میرا خیال ہے اگر وہ بات کرتیں تو صدقہ کرتیں۔ کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس کی طرف سے صدقہ کرو۔“

مذکورہ بالا حدیث پاک حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب ۱۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۳۴ (کتاب البیوع)۔ ۹ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۰ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔ ۱۱ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶۔

مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوَفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَتَصَدَّقُوا عَنْهُ وَقَضَاءِ النَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ ۙ ۱۲ (کوئی اچانک فوت ہو جائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کی طرف سے صدقہ کریں اور میت کی طرف سے نذر پوری کریں کے باب) میں لکھی ہے۔

فوت ہونے والے کو اپنے کئے ہوئے صدقہ جاریہ کا ثواب:

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: اِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ ۙ ۱۳

الْأَمِنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ أَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ ۙ ۱۴

”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر تین اعمال کا تعلق (اس سے ختم نہیں ہوتا) (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ (۳) یا اولاد صالح جو اس کے لیے دُعائے خیر کرتی ہے۔“

منظور احمد نعمانی دیوبندی نے یہاں لکھا ہے ”یہ تین سلسلے یا ان میں ایک دو بھی اگر مرنے کے بعد کوئی خوش نصیب چھوڑ گیا ہے تو ان سے اس کو برابر ثواب پہنچتا رہے گا۔“ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب ص ۱۱)

”مثلاً ایک شخص نے کسی کو دین سکھایا۔ اس کے بعد سکھانے والا مر گیا۔ پھر اس کے اس شاگرد نے بہت سے لوگوں کو دین سکھایا اور علیٰ ہذا القیاس اس کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا تو سینکڑوں ہزاروں برس گزر جانے کے بعد بھی یہ علمی فیض اگر جاری رہے گا تو اس معلم اول کو بھی اس کے ثواب کا حصہ ملتا رہے گا۔ حالانکہ بعد میں اس تعلیم و تعلم کا جاری رکھنا ظاہر ہے کہ اس پہلے شخص کا ذاتی عمل نہ ہوگا۔ لیکن اس سلسلہ خیر میں چونکہ یہ ایک واسطہ بنا تھا اس لیے اس سلسلہ کا ثواب اس کو برابر ملتا رہے گا۔ یہی

۱۲ بخاری جلد ۱ ص ۳۸۶ فتح الباری جلد ۵ ص ۳۸۴ عمدۃ القاری جلد ۷ ص ۵۵۔ ۱۳ مسند احمد جلد ۲ ص ۳۷۲ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۲۷۸ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۳۷ مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۹۵ کنز العمال جلد ۱ ص ۹۵۲ ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۴ مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۳۴۰ مرآۃ جلد ۱ ص ۱۸۸ ہفت روزہ (غیر مقلد) ص ۱۲/۲۰۲ جلد ۳۲ شمارہ ۱۳۔ ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰۔ ۱۵ بغنی لابن قدامہ جلد ۳ ص ۵۲۱۔

حال صدقہ جاریہ کا بھی ہے۔ (تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۱۱)

مرنے کے بعد اعمال جاری:

(۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار اشخاص کا عمل جاری رہتا ہے۔ (۱) مجاہد فی سبیل اللہ (۲) وہ جو علم سکھاتا ہے یعنی عالم۔ (۳) وہ آدمی جو صدقہ کرتا ہے اور وہ صدقہ جاریہ کی صورت میں ہو۔ (۴) وہ آدمی جس نے صالحہ اولاد چھوڑی ہو جو اُس کے لیے دعا کرے۔ ۱۴

میت کی طرف سے اعمال:

”صاحب ہدایہ“ نے ”بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ“ میں لکھا ہے إِنَّ الْإِنْسَانَ لَهُ أَنْ يُجْعَلَ ثَوَابُ عَمَلِهِ لِغَيْرِ صَلَوةٍ أَوْ صَوْمٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ غَيْرِهَا عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۱۵ ”انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ جو بھی عمل ہو، اہلسنت و جماعت کے نزدیک صحیح مذہب ہے۔“

”ہدایہ“ کی اس عبارت کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معتزلہ (گمراہ فرقہ) نے تمام اقسام کی عبادات کا ثواب مردوں کو پہنچنے کی مخالفت کی ہے۔

صاحب ہدایہ نے عقیدہ صحیح پر (کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے) دلیل کے طور پر ایک حدیث پیش کی ہے۔ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجُوتَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ نَفْسِهِ وَالْآخَرُ عَنْ أَمَّتِهِ ۱۶ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خسی چتکبرے مینڈھے سیاہ آنکھوں والے قربانی کئے ایک اپنی طرف سے اور دوسرا اپنی اُمت کی طرف سے۔“

۱۳ مسند احمد جلد ۵ ص ۲۶۱ درمنثور جلد ۴ ص ۱۱۶ الترغیب والترہیب ص ۱۱۹ شرح الصدور ص ۲۸۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۳۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۳۲۵۶۔ ۱۵ ہدایہ جلد ۱ ص ۲۴۲ سطر نمبر ۱۲ (مطبوعہ مکتبہ شرکت علیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)۔ ۱۶ مشکوٰۃ ص ۱۲۸ مسلم جلد ۲ ص ۱۵۶ ابوداؤد جلد ۴ ص ۳۰ ابن ماجہ ص ۲۳۶۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصالِ مبارک کے بعد:

(۱۱) حضرت حشش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا: يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هَذَا فَقَالَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ أَوْ صَانِي أَنْ أَضَحِّي عَنْهُ فَإِنَّا أَضَحَّيْنَا عَنْهُ ۱۷ وہ دو بکروں کی قربانی کرتے تھے تو میں نے عرض کیا (یا حضرت) یہ کیا ہے؟ تو فرمایا: ”مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لہذا ایک قربانی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے کرتا ہوں۔“

اقسام صدقہ

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عُلِّمَهُ وَنَشْرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ أَوْ مُصْحَفًا وَرَثَةً أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ فَلَحَقَتْهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ ۱۸ ”کہ مومن کو فوت ہونے کے بعد جن اعمال حسنة اور نیکیوں کا ثواب پہنچتا ہے وہ یہ ہیں (۱) وہ علم جو اُس نے خود سیکھا اور آگے سکھایا اور پھیلایا۔ (۲) نیک اولاد جو چھوڑ گیا۔ (۳) قرآن مجید کہ اُس کا وارث بنا گیا یعنی میراث میں چھوڑا۔ (۴) مسجد بنا گیا۔ (۵) مسافر خانہ بنا گیا۔ (۶) نہر جاری کر گیا۔ (۷) تالاب، سبیل، کنواں، وضو خانہ اسی ضمن میں آئیں گے جو خلقِ خدا کی خدمت کے لیے بنا گیا) صدقہ جس کو اُس نے اپنی حیات اور صحت کی حالت میں نکالا تھا تو اُس کو مرنے کے بعد بھی اُس کا ثواب پہنچتا رہے گا۔“

مرقاة جلد ۱ ص ۳۳۶ طبع ثانی میں ”مسجد بنا گیا“ کے تحت ہے مَعْنَاهُ الْمَدَارِسُ وَالْمَعَابِدُ الدِّيْنِيَّةُ یعنی دینی مدارس اور دینی ادارے قائم کر گیا۔ ۱۷ ابوداؤد جلد ۴ ص ۲۹ ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۵ مشکوٰۃ ص ۱۲۸۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۳۶ ابن ماجہ ص ۲۲ الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۹۶ صحیح ابن خزیمہ جلد ۳ ص ۱۲۱ باب نمبر ۴۳۷ حدیث نمبر ۲۳۹۔

(ہفت روزہ الاعتصام - غیر مقلد) ص ۲۶۸/۵ - ۷ نومبر ۱۹۸۰ء۔

کھیتی سے صدقہ:

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مقدس ہے۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَاكُلُ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ طَيْرٌ أَوْ بَهِيمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ ۚ (جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے پھر اُس میں سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھائے (تو جس مسلمان نے وہ درخت لگائے ہوں یا کھیتی بوئی ہو) اُسے صدقہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

”مسلمان کی شخصیت اس لیے ہے کہ صدقہ سے مراد آخرت کا ثواب ہے اور کافر کو آخرت کا ثواب ہونے والا نہیں۔“ (فتح الباری جلد ۵ حدیث نمبر ۲۳۲۰) (بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ إِذَا أَكَلَ مِنْهُ) وَالْمُرَادُ بِالصَّدَقَةِ الثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَذَلِكَ يُخْتَصُّ بِالْمُسْلِمِ ”یہاں صدقہ سے مراد ہے کہ آخرت میں ثواب ملے گا اور یہ مسلمان کے لیے خاص ہے۔“

باغ سے چوری پر صدقہ کا ثواب:

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلَّا كَانَ مَا أَكَلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا سَرَقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلَا يَزْرُوهُ أَحَدٌ إِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ ۚ

پچھلی حدیث پاک میں جن باتوں کا ذکر ہے انہی کا اس حدیث پاک میں ۱۹ مسلم جلد ۳ ص ۱۵ بخاری جلد ۱ ص ۳۱۲ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۳۳ منہاج جلد ۳ ص ۲۳۹-۲۴۰ داری جلد ۳ ص ۲۶۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۳۸-۱۳۷ شرح السنہ جلد ۶ ص ۱۵۱-۱۳۹ مشکوٰۃ ص ۱۶۸ قرطبی جلد ۳ ص ۳۰۵ ترمذی جلد ۱ ص ۲۵۷ عمدة القاری جلد ۶ ص ۱۲۳ ج ۱ ص ۱۵۳ ہفت روزہ الاعتصام (غیر مقلد) ص ۲۶۹/۵ - ۷ (نومبر ۱۹۸۰ء) تفہیم البخاری جلد ۳ ص ۵۵۵ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۳۵۹ (غیر مقلد) - ج ۲ مسلم جلد ۵ ص ۱۵ (باب فضل الغرس والزروع)۔

میں بیان ہے مگر ایک بات کی زیادتی ہے کہ ”جو پھول چوری ہو جائے گا اُس میں بھی صدقہ کا ثواب ملے گا“ اور ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ ”صدقہ کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

(۴۵) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی دو دیگر روایات میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُمّ مبشر انصاریہ اور اُمّ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے باغ میں تشریف لے گئے اور اُن سے پوچھا: مَنْ غَرَسَ هَذَا النَّخْلَ؟ مُسْلِمٌ أَمْ كَافِرٌ ”یہ درخت کس نے لگائے ہیں؟ مسلمان نے یا کافر نے۔“ فَقَالَتْ بَلْ مُسْلِمٌ ”عرض کیا مسلمان نے“ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کی مذکورہ بالا تفصیل بیان فرمائی اور مزید فرمایا: كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۚ ”اُس کو قیامت کے دن تک صدقہ کا ثواب ملے گا یعنی ملتا رہے گا۔“

حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محولہ بالا روایات سے یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ مسلمان پر حضور نبی کریم ﷺ و رُف و رحیم ﷺ کے صدقہ سے اتنی عنایات ہیں کہ حدو حساب سے باہر۔ ایک مسلمان درخت، کھیتی، باغ، چراگاہ لگاتا ہے، وہاں سے کوئی چیز پرندے، چرندے اور انسان کھاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہاں سے کوئی چور چوری کرے اس پر بھی درخت یا کھیت لگانے اور بونے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے بلکہ جب تک وہ درخت اور باغات قائم رہیں تو درخت لگانے والے کو ثواب ملتا رہتا ہے۔ اگر درختوں اور باغوں سے لوگ پھل کھائیں تو جس نے باغ یا درخت لگائے اُس کو قیامت تک ثواب ملتا رہتا ہے ایسے ہی اگر درختوں کے پھل لاکر کسی کو ثواب پہنچانے کے لیے لوگوں کو کھلائیں تو اُس کے لیے ثواب کا دروازہ کھلا رہے گا۔ ثواب نہ ملنے کی کوئی دلیل نہیں!

(۶) حضرت ابواسحاق ابراہیم بن عیسیٰ طالقانی علیہ الرحمہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ سے کہا کہ اے ابو عبد الرحمن یہ حدیث شریف کیسی ہے؟ جو رسول اللہ ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ: إِنَّ مِنَ الْبَرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لَا بِوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ ۚ

ابن مسلم جلد ۴ ص ۱۵ عمدة القاری جلد ۶ ص ۱۲۳ ج ۱ ص ۱۵۳ فتح الباری جلد ۵ ص ۲۳۳ مسلم جلد ۴ ص ۱۲۔

”نیکی کے بعد دوسری نیکی یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ اپنے ماں باپ کے لیے نماز پڑھے اور اپنے روزے کے ساتھ اُن کے لیے روزے رکھے۔“

انہوں نے کہا اے ابواسحاق، یہ حدیث (پاک) کون روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت شہاب بن خراش علیہ الرحمہ۔ انہوں نے کہا وہ تو ثقہ (راوی) ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا حضرت حجاج بن دینار علیہ الرحمہ سے۔ انہوں نے کہا وہ بھی ثقہ (راوی) ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ کس سے روایت کرتا ہے؟ میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ نے کہا اے ابوالخق، ابھی تو حجاج سے لے کر رسول اللہ ﷺ تک اتنے بڑے بڑے جنگل باقی ہیں کہ اُن کے طے کرنے کے لیے اونٹوں کی گردنیں تھک جائیں۔ وَلَٰكِنْ لَّيْسَ فِي الصَّدَقَةِ اِخْتِلَافٌ ”اور البتہ صدقہ دینے میں کسی کا اختلاف نہیں۔“

”اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمہ (مذکورہ بالا حدیث پاک کے راوی) کی طرف سے اجماع کی یہ شہادتیں کتنا وزن رکھتی ہیں۔ (یعنی اُن کی شہادت و روایت بہت وزنی ہوتی ہے)“

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۲۴ از منظور احمد نعمانی دیوبندی)

”مگر جس کا جی چاہے اپنے والدین کی طرف سے خیرات کرے تو اُس کا ثواب سب علماء کے نزدیک پہنچے گا۔“ (حاشیہ وحید الزماں غیر مقلد)

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم جلد ۱ ص ۱۲ سطر ۲۸ پر لکھتے ہیں: فَإِنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَمِيَّتِ وَيَنْتَفِعُ بِهَا بِلَا خِلَافٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ ۲۳ ”صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور (میت) اس سے نفع حاصل کرتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں۔“

نورانی طبق میں صدقہ و خیرات کا ثواب:

(۷) حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ”اوسط“ میں لکھا ہے: حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اَمَامِنْ اَهْلَ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ، فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ اِلَّا اَهْدَاَهَا لَهُ جَبْرِئِلُ السَّلَاطَةُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ فَيَقُولُ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ هَذِهِ هَدِيَّةُ اَهْدَاَهَا اِلَيْكَ اَهْلُكَ، فَاَقْبَلُهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَفَرَحَ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزَنُ جَبْرًا نُهُ الدِّينَ لَا يُهْدَى اِلَيْهِمْ شَيْءٌ ۲۴

”جب کسی گھر والے میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے مرنے کے بعد اُس کے گھر والے صدقہ و خیرات کرتے ہیں تو (حضرت) جبرائیل (امین السلام) اُسے نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر جاتے ہیں اور قبر کے کنارے پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں ”اے قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اِس کو قبول کر۔ تو وہ قبر والا اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوشخبری دیتا ہے اُس کے ہمسائے (یعنی دوسری قبروں والے) جن کی طرف سے اُن کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا مگر اِس اور افسردہ ہوتے ہیں۔“

نذر کا ثواب:

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَنْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ ﷺ فِي نَذْرِ كَانَ عَلَى اُمِّهِ فَنُؤِفِيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهُ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدَ ۲۵ ”حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے فتویٰ پوچھا کہ اُن کی والدہ (مجددہ) پر ایک نذر تھی وہ اُس کو ادا کرنے سے پہلے مر گئیں آپ ﷺ فرمائیں اب کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے

۲۴ شرح الصدور ص ۲۹۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۳۹-۳۱۵ بخاری جلد ۴ ص ۹۹۱ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۵۵ عمدۃ القاری جلد ۱۲ جز ۱ ص ۲۱۰ تیسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷۴ نسائی جلد ۴ ص ۱۳۳ (۳ سندیں)۔

اُسے فرمایا کہ اُس کی طرف سے (نذر) ادا کر۔ پھر یہی سنت قائم ہوگئی۔“

(۹) ابن ماجہ کتاب الکفارات مِنْ بَابِ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ کے تحت اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ عرض کیا کہ میری والدہ کے ذمہ ایک نذر تھی مگر وہ ادا کرنے سے پہلے فوت ہو گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَقْضِيْہَا عَنْہَا ۲۶ ”اُس کی طرف سے نذر ادا کرو۔“

نذر حج اور قرضہ:

(۱۲۱۱۰) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لَهُ اِنْ اُخْتِيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ وَانْهَآ مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ اَكُنْتُ قَاضِيْہَا؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَقْضِ اللّٰهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ۲۷ ”ایک شخص نبی کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری ہمیشہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی مگر وہ (نذر پوری کرنے سے پہلے) فوت ہوگئی (اب کیا کرنا چاہئے؟) تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اگر تیری ہمیشہ پر کسی کا قرضہ (واجب الادا) ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کرتے یا نہ کرتے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ادا کرتا۔ (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا حق ادا کرو۔ کیونکہ اُس کا حق ادا کرنا تو زیادہ مقدم ہے۔“

بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۴۹ کتاب الحج ”بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُورِ عَنِ

۱۲۲ ابن ماجہ ص ۲۱۴ حدیث نمبر ۲۹۰۴ بَابُ الْحَجِّ عَنِ الْمَيْمَنِ (میت کی طرف سے حج کرنے کا بیان) مسند احمد جلد ۱ ص ۲۱۹ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۶ جلد ۳ ص ۲۷۸ المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲ ص ۲۰ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۸۷ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۹۵ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۳۰ کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۵۶ ترمذی حدیث نمبر ۱۵۳۶ طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۱۳ ۱۰۳۳ ۱۲۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۲۷۷ شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۸ بخاری جلد ۱ ص ۲۹۱ تفسیر الباری جلد ۸ ص ۲۷ عمدۃ القاری جلد ۱۲ ص ۲۱۱ ۲۱۰ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۵۷ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۵ داری جلد ۱۳ ص ۱۲۳۔

الْمَيْمَنِ“ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہی روایت ہے جس میں چھٹی کی عورت کا واقعہ ہے کہ جس نے اپنی والدہ کی طرف سے حج کے لیے مانی ہوئی نذر کا ذکر کیا تو اُسے بھی حضور نبی کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ہی جواب ارشاد فرمایا۔ اسی طرح سان بن سلمہ چھٹی کی بیوی یا اُس کی پھوپھی کا واقعہ بخاری شریف کتاب الاعتصام جلد ۲ ص ۱۰۸۸ میں مذکور ہے۔

(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: اُحْجُ عَنْ اَبِيْ؟ ”کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں؟“ تو نبی کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَعَمْ! حُجَّ عَنْ اَبِيْكَ فَإِنْ لَمْ تَزِدْهُ خَيْرًا لَمْ تَزِدْهُ شَرًّا ”ہاں اپنے باپ کے لیے حج کر۔ اگر تو اُس کی نیکی نہ بڑھا سکے۔ تو اُس کے لیے برائی مت کر۔“ ۲۸ وحید الزماں صاحب غیر مقلد نے اس مقام پر لکھا ہے: ”باپ کا احسان بہت ہے آدمی کو چاہئے کہ اپنے باپ کی طرف سے اعمال خیر کرے۔ جیسے صدقہ اور حج وغیرہ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ باپ کے ساتھ برائی نہ کرے وہ برائی یہ ہے کہ باپ کو گالیاں دلوائے یا بُرا کہلوائے۔ دوسرے لوگوں سے لڑ کر یا اُن کے باپ کو بُرا کہہ کر۔“ ۲۹

فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرنا:

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف درجیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو کوئی اپنے والدین کی وفات کے بعد اُن کی طرف سے حج کرے اللہ (تبارک و تعالیٰ) اُس کو دو درج کی آگ سے آزاد فرمادے گا اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے اُن کو پورا اجر ملے گا۔“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”سب سے بہتر صلہ رحمی یہ ہے کہ اپنے وصال شدہ رشتہ داروں کی جانب سے حج کیا جائے۔“ ۳۰

۱۲۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۰۴ ۲۹ سنن ابن ماجہ کتاب المناسک ”بَابُ مَيْتٍ كِي طرف سے حج کا بیان“ حاشیہ نمبر ۲ ص ۳۰ شرح الصدور ص ۲۹۳ بحوالہ الجامع لشعب الایمان۔

وصال شدہ ماں کی طرف سے حج:

(۱۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اِنْ امْرَاةً جَاءَتْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّيْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَا تَقْبَلُ اَنْ تَحُجَّ اَفَا حُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا اَرَايْتَ لَوْ كَانَ عَلَى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَقْضُوا الَّذِي لَهَا فَاِنَّ اللَّهَ اَحَقُّ بِالْوَقَاءِ ۳۱۔ ”ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے فوت ہوگئی کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اُس کی طرف سے حج کر۔ بھلا تا تو سہی! اگر تیری والدہ پر کچھ قرض ہوتا تو تو ادا کرتی (کہ نہ کرتی)؟ اُس نے عرض کیا بے شک ادا کرتی، تو نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: تو پھر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل جلالہ) کا بھی قرض ادا کرو، اُس کا قرض ادا کرنا تو اور ضروری ہے۔“

(۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور انہوں نے حج (جو کہ فریضہ اسلام ہے) ادا نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تیرے باپ پر کچھ قرضہ ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ عرض کیا، ضرور ادا کرتا۔ فرمایا: یہ (بھی) اُس پر قرض ہے اسے ادا کر۔“ ۳۲

(۱۷) حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عورت رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: میری ماں مر چکی ہے۔ کیا میں اُس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ۳۳

(۱۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: رسول کریم رؤف

۱ شرح الصدور ص ۲۹۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲-۳۲۲ مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ترمذی جلد ۱ ص ۱۸۶ ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۵۹ نسائی جلد ۲ ص ۳ جائزۃ اشعوزی جلد ۱ ص ۳۳۸-۳۳۹ نسائی جلد ۲ ص ۳ (میں ماں کی بجائے بہن کا ذکر ہے) بخاری جلد ۱ ص ۱۰۸ بخاری جلد ۱ ص ۲۳۹۔

ورحیم ﷺ نے فرمایا: جس نے میت کی طرف سے حج کیا، تو حج کرنے والے اور جس کی طرف سے حج کیا گیا، دونوں ہی کو ثواب ملے گا۔ ۳۴

(۱۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہم اپنے مردوں کے لئے جو دعائیں کرتے ہیں اور جو صدقہ و خیرات کرتے ہیں یا حج کرتے ہیں تو کیا یہ اُن کو پہنچ جاتا ہے؟ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اِنَّهُ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَخُوْكُمْ بِالْهَدِيَّةِ ۳۵۔ ”پہنچتا ہے اور جس طرح تم لوگوں کو کوئی ہدیہ لے کر خوشی ہوتی ہے، اسی طرح تمہارے ان تحفوں سے تمہارے ان فوت شدہ لوگوں کو بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔“

”کتنے واضح طور پر یہ بات ثابت ہے کہ مالی عبادات، صدقات و خیرات قربانی وغیرہ اگر مردوں کی طرف سے ہی کی جائیں تو یہ شرعاً درست ہے۔ ان سے مردوں کو نفع اور ثواب کا ہونا برحق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو بتلایا اور آپ ﷺ کی تعلیم کے مطابق صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اس پر عمل کیا۔ عہد نبوی (ﷺ) میں بھی اور اس کے بعد بھی۔“ (تحقیق مسئلہ ایصال ثواب صفحہ ۲۳ من و من)

وصال شدہ کی طرف سے روزے

اس ارض و سماوی کائنات میں صرف اور صرف اسلام ہی خیر خواہ اور امداد دین ہے۔ اسلام انسانیت اور دیگر مخلوقات خدا کے لیے رحمت ہی رحمت ہے۔ اس عظیم دین متین کے نور کی شعاعیں صرف اسی دنیائے فانی کی تیرگی کو دور نہیں کرتیں بلکہ عالم برزخ اور عالم آخرت کی آرائش و زیبائش اور شادمانیاں بھی اسی کی برکت سے ہیں۔ اس کے ماننے والے اس دنیا میں ہی فیض یاب نہیں بلکہ قبر و حشر میں بھی اسی کی بدولت، رحمت عالمیائیں سید و سرور حضرت محمد نور جاں علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے کامیابی و کامرانی کی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں اور نوازے جائیں گے۔ جبکہ موجودہ دور میں بے راہرو اور شدت پسند لوگ مال و دولت اور دھونس کے بل ۳۱ شرح الصدور ص ۲۹۳ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۲۸۲ کنز العمال حدیث نمبر ۱۲۳۳۱-۱۲۳۳۲۔

ہوتے پر غیر اسلامی عقائد کو لوگوں پر مسلط کر کے اپنے غیر اسلامی جذبات کو تسکین پہنچانے کی لابی سنی کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کوئی کسی کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔ یہ لوگ اسلام کی عظمت سے بیگانہ ہیں اور تعلیمات محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے بے خبر ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں ”وصال شدہ کی طرف سے روزے“ کی حقیقت بیان کی جاتی ہے تاکہ حقائق کی بنیاد پر یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ ایسے لوگ اپنے غیر اسلامی نظریات میں کہاں تک پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ فرقہ معتزلہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے فرقہ کے نظریات سے اتفاق نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو: ”اگر کسی کے ذمہ فرض روزے رمضان المبارک یا کفارہ یا نذر کے ہوں اور ان کی ادائیگی کے بغیر مر جائے تو ولی یا قریبی رشتہ دار یا سرپرست پر لازم ہے کہ وہ میت کی طرف سے ان کو پورا کرے یعنی روزے رکھے یا کم از کم ایک روزہ کے عوض میں ایک مسکین کو ہر روز کھانا کھلائے۔“ (ہفت روزہ الاعتصام جماعت احمدیہ (غیر مقلدین) کا ترجمان اکتوبر ۱۹۸۰ء جلد ۳۲ شمارہ ۱۲-۱۳ صفحہ ۱۴/۲۳۰)

اسی مکتبہ فکر کے داعی وحید الزماں صاحب نے سنن ابن ماجہ کے باب ”مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ صِيَامٌ مِنْ نَذْرٍ“ (یعنی جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں) کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حسب ذیل روایات کا ترجمہ اور تشریح کی ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک خاتون نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنْ اُخْتِي مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ قَالَ اَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى اخْتِكَ ذَيْنِ اَكُنْتَ تَقْضِيهِ؟ قَالَتْ بَلَى! قَالَ فَحَقُّ اللَّهِ اَحَقُّ ۳۵ ”یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم)“

۳۵ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۸ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ حدیث نمبر ۷۱۶ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۴۰ شرح المسند جلد ۶ ص ۳۲۵ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۵۵ (۲ سندیں) جلد ۵ ص ۱۷۹ کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۵۴ طبرانی جلد ۲ ص ۵۰۔

وسلم) میری ہمیشہ فوت ہوگئی اور اس پر (نذر کے) دو مہینے کے پے در پے روزے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری بہن پر قرض ہوتا تو تو ادا کرتی؟ عرض کیا: جی! (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: تو اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کا حق ادا کرنا زیادہ ضروری ہے۔“

(۲) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک عورت نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کی پاک بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اِنْ اَمْسَى مَاتَتْ وَ عَلَيْهَا صَوْمٌ اَفَاَصُومُ عَنْهَا؟ ”یہ کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس پر روزہ ہے کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: نَعَمْ ہاں۔“ ۳۶

محولہ بالا دونوں احادیث مبارکہ کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:-

”جمہور علماء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے یہ دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ میت پر اگر روزے باقی ہوں تو اس کا وارث اس کے بدل روزے نہ رکھے بلکہ ہر روزے کے بدل مسکین کو کھانا کھلا دے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوالحدیث نے بریدہ کی حدیث سے دلیل لی ہے اور کہا ہے کہ وارث میت کی طرف سے روزہ رکھ سکتا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ایک قول ایسا ہی ہے اور نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صحیح کہا ہے اور بعض شافعیہ کا یہ قول ہے کہ ولی کو اختیار ہے۔ خواہ روزے رکھے، خواہ کھانا کھلا دے۔“ (وحید الزماں صاحب)

”حجتہ اللہ البالغہ“ میں ہے ”دونوں امر جائز ہو سکتے ہیں اور اس سے احادیث کا اختلاف جائز ہے گا۔“ اور ابن قیم نے کہا کہ نذر کا روزہ میت کی طرف سے رکھنا جائز اور فرض صلی یعنی رمضان کا جائز نہیں اور یہی قول ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے اصحاب اور امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ فرض روزہ مثل نماز کے ہے اور نماز کوئی دوسرے کی طرف سے نہیں پڑھ سکتا اور نذر مثل فرض کے ہے تو وارث کا ادا کرنا میت کی طرف سے کافی ہوگا۔ جیسے قرضے ادا کرنا۔“

”اور ظاہر مضمون حدیث کا یہ ہے کہ ولی پر میت کی طرف سے روزے رکھنا یا کھانا کھانا واجب ہے خواہ میت نے اُس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو“۔

(۳) اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ طہیۃ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ “۳۸ جو (ایمان والا) فوت ہو گیا اور اُس پر روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی روزے ادا کرے۔“

روزوں کے بدلے مساکین کو کھانا کھلانا:

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُسْكِينٌ ۹۳؎ (جو ایمان والا فوت ہو جائے اور اُس پر ماہِ رمضان المبارک کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن (کے روزہ) کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔)

(۵) صحیح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بابُ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَنِ الْمَيِّتِ جلد ۱ ص ۳۶۲ پر تین روایات مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہیں مگر وہاں ایک عورت سے اُس کی والدہ کے روزوں کا بیان ہے جن میں سے دو روایات ایسی ہیں جن میں ایک ماہ کے روزوں کا تذکرہ ہے جبکہ ایک روایت میں بیان ہے کہ: میری ماں مر گئی اور عَلَیْهَا صَوْمُ نَذْرٍ ”اُس پر نذر کا روزہ تھا“۔

۳۷ سنن ابن ماجہ مترجم جلد ۱ ص ۸۶۷ حاشیہ نمبر ۱ چھاپہ اسلامی اکادمی اُردو بازار لاہور۔
۳۸ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۱ ص ۲۴۱ عمدۃ القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۵۸ تبصیر الباری
جلد ۳ ص ۱۱۳ تبصیر البخاری جلد ۳ ص ۲۴۰ مرآۃ جلد ۳ ص ۱۷۶ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مسلم جلد ۱
ص ۳۶۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۳۳ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۵ (دوسندین) جلد ۶ ص
۲۷۹ دارقطنی جلد ۳ ص ۱۹۵ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۱۷۹ نصب الراية جلد ۳ ص ۲۶۲ کنز العمال
حدیث نمبر ۲۳۸۲ قرطبی جلد ۳ جز ۳ ص ۲۵۸ مشکل الآثار جلد ۳ ص ۱۴۰ مسند احمد جلد ۶
ص ۲۹-۳۹ ابن ماجہ ص ۱۲۷ حدیث نمبر ۱۷۵۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۲ شرح السننہ جلد ۶ ص
۳۲۷ مشکوٰۃ ص ۱۷۸ مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷۔

سب احادیث مبارکہ میں کریم اقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہی جواب ہے جو اوپر والی حدیث پاک میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ایک عورت نبی کریم ﷺ اور وفورجیم ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے۔ اور اُس کے ذمہ پندرہ روزے تھے۔ آپ ﷺ نے اُس کو بھی مذکورہ بالا جواب مرحمت فرمایا۔

علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس طرح کی روایت بھی ہے کہ لَا يَصُومُ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ وَيُطْعِمُ عَنْهُ ۲۲ ”کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے بلکہ بدلہ میں کھانا کھلا دے“۔

۳۴؎ ”فِي صِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ أَطْعَمَ عَنْهُ وَفِي النَّذْرِ قَضَى عَنْهُ وَلَيْتَهُ“ ”رمضان کے روزوں کی صورت میں کھانا کھلائے اور نذر کے روزوں کی صورت میں مت کا ولی روزے رکھے۔“

(۷۸) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: میت کے روزوں کے بدلے میں کھانا کھلایا جائے اور ایک روایت میں ہے: مرنے والوں کی طرف سے روزے نہ رکھو بلکہ اُن کی طرف سے کھانا کھلاؤ۔ ۴۴۴

ایک عورت کی ڈوبنے سے بچنے کے لیے نذر:

(۹) ایک عورت نے کشتی میں منت مانی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے بچا لیا تو وہ

۴۰ مستدرجہ جلد ۲۲۲ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۸۸۲ مشکل
لا تار جلد ۳ ص ۲۲۱-۲۲۰ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۸۴۹ بخاری جلد ۳ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۳
ص ۳۲۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۶۲ ۴۰ مستدرجہ جلد ۲۲۲ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص
۲۵۶ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۸۸۲ شکل لا تار جلد ۳ ص ۲۲۱-۲۲۰ کنز العمال حدیث نمبر ۱۳۸۴۹
بخاری جلد ۳ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص ۶۲ ۴۰ سنن الکبریٰ
للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۶ بخاری جلد ۳ ص ۲۶۲ فتح الباری جلد ۳ ص ۳۲۱ عمدة القاری جلد ۶ جز ۱ ص
۶۲ ۴۰ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۶ ۴۰ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۲۵۶۔

ایک ماہ کے روزے رکھے گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اُسے بچالیا۔ مگر (وہ عورت) روزے رکھنے سے پہلے فوت ہوگئی۔ اُس کی بیٹی یا ماں نے سرکارِ کائنات ﷺ سے فتویٰ پوچھا تو آپ ﷺ نے اُس کی طرف سے روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ ۳۵

ابن قیم الجوزی نے ”کتاب الروح“ میں لکھا ہے کہ ”روزوں کے بدلہ میں کھانا کھلانے کا ثواب بھی مردوں کو پہنچ جاتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: جو ”مسلمان فوت ہو جائے اور اُس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلا دیا جائے۔“ (جیسا کہ اوپر احادیث مبارک میں گزر چکا ہے)۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الصوم کے باب اَمِنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ وَقَالَ الْحَسَنُ اِنْ صَامَ عَنْهُ ثَلَاثُونَ رَجُلًا يَوْمًا وَاحِدًا اجَازَ ”یعنی اگر کوئی شخص مر جائے اور اُس کے ذمہ روزے ہوں اور (حضرت) امام حسن بصری (رحمہ اللہ تعالیٰ) نے کہا اگر تیس آدمی اُس کی طرف سے ایک دن روزہ رکھ لیں تو بھی کافی ہوگا۔“ ۳۶

اس عنوان سے وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے۔ یعنی ”الجمہیث کا مذہب باب کی حدیث پر ہے کہ اُس کا ولی اُس کی طرف سے روزے رکھے۔“ ۳۷

پھر لکھا ہے ”میت کی طرف سے حج یا روزے ادا کرنا صاف حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔“

حضرت علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شارح مسلم نے لکھا ہے کہ ”مسلمانوں نے صحت نذر اور اُس کو پورا کرنے کے وجوب پر اجماع کیا ہے۔“ ۳۸

منظور احمد نعمانی دیوبندی صاحب نے لکھا ہے: ”حضرت عائشہ (صدیقہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے دو اقوال جن ۳۵ مسند احمد جلد ۳ ص ۲۳۳ کتاب الروح۔ ۳۶ بخاری جلد ۱ ص ۲۶۱۔ ۳۷ تیسیر الباری جلد ۳ ص ۱۱۳۔ ۳۸ مسلم جلد ۳ ص ۲۳۳ شرح حاشیہ مطر۔

میں اموات کی جانب سے روزے اور نمازوں کی نفی کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک اُن میں توفیق و تطبیق اس طرح ممکن ہے کہ اثبات کی احادیث کو ”ایصالِ ثواب“ پر محمول کیا جائے اور نفی والے آثار کو ”نیابت“ پر۔ کیونکہ ”روزے اور نمازوں کے ذریعے اموات کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔“

نیز لکھا ہے ”صاحب درمختار“ نے ”وَإِنْ صَامَ أَوْ صَلَّى عَنْهُ لَا“ کی شرح کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ سے لکھا ہے: مَعْنَاهُ لَا يُجُوزُ قَضَاءُ عَمَّا عَلَى الْمَيِّتِ وَالْأَفْلُو جَعَلَ لَهُ ثَوَابَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ، يُجُوزُ ”اس کا مطلب ہے کہ میت کے ذمے جو نمازیں یا روزے فرض تھے اُن کی ادائیگی (کے خیال) سے زندوں کا اُس کی جانب سے روزے رکھنا یا نمازیں پڑھنا صحیح نہیں۔ لیکن اگر روزے رکھ کے یا نمازیں پڑھ کے اُس کو ثواب پہنچا دے تو یہ جائز ہے۔“

(تحقیق مسئلہ ایصالِ ثواب ص ۳۰-۲۹)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس شخص پر رمضان المبارک یا نذر کا روزہ قضاء ہو گیا پھر اُسے ادا کرنے کا موقع ملا مگر ادا نہ کیا اور مر گیا تو اُس کا ولی اُس کی طرف سے ادا کر دے۔ حضرت امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس طرح ہے کہ روزوں کا فدیہ دے دے۔

قرآن مجید میں ہے: وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَ لَهُ فِدْيَةَ طَعَامُ مَسْكِينٍ.... (البقرہ: ۱۸۴) ”اور جنہیں (روزہ) کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا۔“ اس سے معلوم ہوا کہ مجبور بوڑھا یا مرض الموت کا مریض جب روزے رکھنے کے قابل نہ رہے تو ہر روزہ کے عوض ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔ اسی طرح میت بھی روزے رکھنے سے معذور ہے۔ اس لئے میت کی طرف سے اُن قضاء روزوں کے بدلہ میں مسکینوں کو کھانا کھلا دیا جائے۔ ایسا کرنے سے وصال شدہ کو روزوں کا ثواب پہنچے گا۔

واقعہ: قبر کے پاس قرآن خوانی اور قل شریف پڑھنا:

شیخ موفق بن قدامہ علیہ الرحمہ جو اپنے دور میں صلیبوں کے امام تھے (اپنی

کتاب ”المغنی“ کی فصل: قَالَ: وَلَا بَأْسَ بِالْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ) میں فرماتے تھے، قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے: إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ اقْرَءُوا آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَثَلَاثَ مَرَّاتٍ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۹ ”جب تم قبرستان میں داخل ہو تو ایک مرتبہ آیت الکرسی اور تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو پھر کہو: اَللّٰهُمَّ اِنِّ فَضْلَكَ لَا هُلَی الْمَقَابِرِ۔“ یا اللہ (جل جلالہ) بے شک اس کا ثواب قبرستان والوں کے لئے ہے۔“

سورۃ الاخلاص پڑھ کر ثواب پہنچانا:

قدوة المحدثین، عارف باللہ، مخزن برکات ظاہرہ، منبع کرامات باہرہ، برکت مصطفیٰ فی البند، حامل لواء الحق والدین الشیخ المحقق شیخ الحدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز اپنی مشہور زمانہ کتاب ”اخبار الاخیار“ شریف میں حضرت شیخ ملک زین الدین وزیر الدین کے حالات میں لکھتے ہیں: ”وتمام متعلقان اواز خدمت گاراں وغیرہم ہمہ نصف آخر شب برای تہجد برمی خاستند و تا وقت چاشت در منزل او جز باشارت دست و زبان کاری شد از جہت مشغولی اوراد و نوافل گویند کہ ویرا شب جمعہ بر روح مطہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدار چند من برنج قبولی می نمایند کہ ہر برنجی سہ کرت ”قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ خواندہ می دیند۔“ ۵۰

”اور تمام متعلقین اور خدمت گار وغیرہ آدھی رات کے بعد تہجد پڑھنے کے لئے اٹھ بیٹھتے تھے۔ پھر تہجد کے بعد چاشت کی نماز ختم ہونے تک آپ کے محل میں کوئی شخص اشارہ کے سوا کوئی بات زبان سے نہیں کہتا تھا۔ آپ کے اوراد و وظائف کی یہ حالت تھی کہ جب جمعۃ المبارک کی رات آتی تو کئی من چاول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کونڈراندہ بھیجنے کے لئے پکائے جاتے اور چاولوں کے ہر ہر دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھا جاتا۔“

قارئین کرام! اللہ والے بھی کیا خوب بندگان خدا ہیں کہ ایک ایک دانے پر تین تین مرتبہ قل شریف پڑھتے تھے۔ جبکہ دوسری طرف کچھ لوگ وہ ہیں جو سارے

کھانے پر تین مرتبہ قل شریف پڑھنے پر ناراض ہو جاتے ہیں اور فتوؤں کی بھرمار کر دیتے ہیں اور اُس کھانے کو حرام قرار دے دیتے ہیں۔

یہ بے چارے ناراض اور علیحدگی پسند حضرات کہتے ہیں کہ جس کھانے پر ختم شریف پڑھا جائے وہ کھانا حرام ہے۔ حالانکہ ختم شریف میں قرآن پاک کی سورتیں ہی تو پڑھی گئی ہیں اور کسی نہ کسی کو ایصال ثواب کیا گیا ہے۔ نہ تو قرآن شریف پڑھنا حرام ہے اور نہ ہی ایصال ثواب کرنا۔ انہوں نے کبھی غور ہی نہیں کیا کہ وہ کھانا کس پر حرام ہے؟ وہ تو صرف اور صرف شیطان پر حرام ہے، مگر مومنوں کے لئے پاک اور طیب ہے۔ یہ تو اتنی ساری سورتیں ہیں، جو ختم شریف میں پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس کھانے پر صرف بسم اللہ شریف پڑھ دی جائے وہ کھانا بھی شیطان نہیں کھاتا۔ اطمینان قلب کے لئے دو احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ کھانا پیش کیا گیا (فرماتے ہیں) میں نے ایسا کھانا کبھی نہیں دیکھا جو ہمارے اوّل وقت میں کھاتے وقت برکت والا ہو اور آخر وقت میں کم برکت والا ہو۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کیسے ہو گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِينَ اَكَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَكَلَ وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ، فَاسْكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ ۵۱

”ہم نے کھانا کھاتے وقت اُس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسم پاک کا ذکر کیا تھا پھر وہ شخص بیٹھ گیا جس نے کھانا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام نہ لیا تو اُس کے ساتھ شیطان نے کھایا۔“

مطلب یہ ہے کہ کھانا شروع کرتے وقت ہم میں سے ہر شخص نے بسم اللہ شریف پڑھی تھی لیکن دورانِ طعام ایک ایسا شخص کھانے میں شریک ہو گیا جس نے بسم شریف نہ پڑھی اور کھانا شروع کر دیا۔ (تو شیطان بھی اُس کے ساتھ شریک ہو گیا)۔

(۲) حضرت امیہ بن خثیمہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص کھانا کھا رہا تھا تو اُس نے بسم اللہ شریف نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا۔ جب اُس نے وہ لقمہ منہ میں ڈالنے کے لئے اٹھایا تو اُس نے کہا: بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلُهُ وَاٰخِرُهُ۔ اس کے اوّل اور آخر پر بسم اللہ۔ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے پھر فرمایا: مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ فَلَمَّا ذَكَرَ اسْمُ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ ۵۲ شیطان اُس کے ساتھ کھا رہا تھا پھر جب اُس نے اللہ (تبارک و تعالیٰ) کا نام لیا تو شیطان نے اپنے منہ میں انگلی مار کر کھانا نکال دیا۔

محولہ بالا احادیث مبارکہ و واقعات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قل شریف جب چاہیں جتنا چاہیں پڑھیں، دین اسلام نے کوئی پابندی نہیں لگائی۔ جو لوگ قل شریف پڑھنے کو ”بدعت“ کہتے ہیں، اُن کی عقل پر حیرانگی ہوتی ہے، یہ لوگ کس قدر بے خبر ہیں کہ ایسی سورت کے پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں، جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ازلی ابدی بے مثال صفات بیان ہیں۔ اہل ایمان اپنے وصال شدہ لوگوں کو ایصالِ ثواب کے لئے دوسرے یا تیسرے دن لاکھوں مرتبہ قل شریف پڑھتے ہیں۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ سورۃ اخلاص کے کل ۴۷ حروف ہیں اگر مشدّد حروف کو دو دو بار جمع کیا جائے تو کل ۵۱ حروف بنتے ہیں لہذا ایک دفعہ قل شریف کے پڑھنے کے بدلہ میں پڑھنے والے کو ۵۱۰ یا ۵۱۰۰ نیکیاں حاصل ہوتی ہیں۔ جبکہ تہائی قرآن مجید کا ثواب علیحدہ ہے۔ جو خوش نصیب تین ہزار مرتبہ قل شریف کی پڑھائی کرے گا اسے ۱۳ لاکھ ۵۰ ہزار یا ۱۵ لاکھ ۳۰ ہزار نیکیاں اور ایک ہزار قرآن مجید پڑھنے کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ غور فرمائیں! کتنی برکتیں اُس مسلمان مرد یا عورت کو حاصل ہوں گی جس کو ایصالِ ثواب کرنے کے لئے اتنی تعداد میں قل شریف کی تلاوت کی جائے گی۔ یہ کم از کم ہے، زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

۵۲ شرح السنۃ جلد ۶ ص ۶۲، مسلم جلد ۲ ص ۱۷۲، مسند احمد جلد ۴ ص ۳۸۳، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۱۲۵، ابوداؤد جلد ۲ ص ۷۳، کتاب الاذکار ص ۷۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۵۱، مستدرک حاتم جلد ۴ ص ۱۲۱۔

واقعات

(واقعہ نمبر ۱)

رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کھانا ہدیہ کے طور پر پیش کرنا:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ ”ذُرُّ الشَّيْطَانِ فِي مُبَشِّرَاتِ النَّبِيِّ الْأَمِينِ ﷺ“ میں اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں: أَخْبَرَ نَبِيَّ سَيِّدِي الْوَالِدِي قَالَ كُنْتُ أَصْنَعُ فِي أَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صَلَّاهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفْتَحْ لِي مَنَّةً مِنَ السَّنِينَ شَتَّى أَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ أَجِدْ إِلَّا حَمْضًا مُقْلًا فَقَسَمْتُه بَيْنَ النَّاسِ فَرَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيَّنَ يَدَيْهِ هَذَا الْحَمْضَ مُتَبَهِّجًا بِشَاشًا ۱ ”میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ میں میلاد النبی ﷺ کے روز (میلاد پاک کی خوشی میں) کھانا پکواتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ میں خوان پکواتا، میرے پاس بٹھنے ہوئے بنے تھے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کے دربرو پنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں۔“

رشید احمد گنگوہی صاحب اس واقعہ کو فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۴۳۲ پر نقل کر کے لکھتے ہیں ”ایصالِ ثواب ہر روز درست اور موجبِ ثواب ہے۔ کوئی تاریخ و وقت شرع میں موقت نہیں۔ روز ولادت اور روز وفات بھی درست ہے۔ پس اگر کسی دن کو ضروری نہ جانے بلکہ مثل دیگر ایام کے جانے اور عوام کو بھی اس طرح کے ایصال میں ۱ ص ۴۰ مترجم سنی دارالاشاعہ علویہ رضویہ ڈبھلوت روڈ فیصل آباد قادی رشیدیہ (دیوبندی) ص ۴۳۲ چھاپہ خانہ ایم سعید کتب خانہ ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ضرر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ سب کے نزدیک درست ہے۔ ۲
نوٹ: اب تو غیر مقلدین اور دیوبندی سبھی تمام کام وقت مقرر کر کے ہی کرتے ہیں۔ لیکن میلاد النبی ﷺ اور بزرگان دین کے ذکر خیر کے لیے وقت کے تقرر سے خدا معلوم اُن کو کیا پریشانی ہے؟

(واقعہ نمبر ۲)

از: انفارس العارفین:

میں فرمودند در ایام وفات حضرت رسالت پناہ ﷺ چیزے فتوح نہ شد کہ نیاز آنحضرت طعامی پختہ شود و قدرے خود بریاں و قندسیاہ نیاز کردم۔ شبے در واقعہ دیدم کہ انواع طعام بخضور آنحضرت ﷺ عرضہ میدارند و دران میان آن خود بریاں و قندسیاہ نیز معرض داشتند بہ نہایت بہتاج و بشاشت اقبال فرمودند و آنرا طلیبدند و چیزے از آن تناول کردند و باقی در صحاب قسمت فرمود و اند ۳

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں ”میرے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے تھے رسول کریم ﷺ کے وصال کے دن میرے پاس کوئی چیز نہ تھی کہ میں نبی کریم ﷺ کی نیاز پکاتا۔ میرے پاس بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ تھا میں نے بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ نیاز کے طور پر تقسیم کر دیے۔ رات کو میں نے خواب میں واقعہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی ہار گاہ اقدس میں قسم قسم کے کھانے پیش ہیں اور سب کے درمیان بھنے ہوئے چنے اور کالا گڑ بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے انہیں بہت خوشی کے ساتھ قبول فرمایا اور طلب فرمایا اور ان میں سے کچھ تناول فرمایا اور باقی دوستوں میں تقسیم فرمادیے۔“

(واقعہ نمبر ۳)

فوت شدہ کو کلمہ شریف کا ثواب بخشنا:

”نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک
یہ فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۳۲۔ ص ۴۱۰ کتب خانہ حاجی مشتاق احمد اینڈ سنز اندرون بوہڑ گٹ ملتان۔

متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اُس نے کہا میں اپنی اماناں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ یا پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اُس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی۔“ ۴

(واقعہ نمبر ۴)

اپنی نیکی فوت شدہ کو بخشنا:

”شیخ ابو یزید قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نو جوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے۔ جنت و دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے۔ مجھے اُس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نو جوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں اُس کی گھبراہٹ کو دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اُس کی سچائی کا مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا اُن نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ

۴ ”تذکرۃ الناس“ ص ۴۴ (من و من) از قاسم نانوتوی صاحب بانی دیوبند چھاپہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)۔

کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا، چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں مجھے اس قصہ سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اُس کا تجربہ ہوا، دوسرے اُس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ ۵

(واقعہ نمبر ۵)

فوت شدہ کی طرف سے کپڑے دینا:

مگر ایک قبیلہ کا نام ہے۔ اس میں ایک شخص مشہور ڈاکو تھا۔ وہ اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ میں اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ ڈاکہ مارنے کے لئے جا رہا تھا راستہ میں ہم ایک جگہ بیٹھے تھے وہاں میں نے دیکھا کہ کھجور کے تین درخت ہیں۔ دو پر تو خوب پھل آ رہا ہے اور ایک بالکل خشک ہے۔ ایک چڑیا بار بار آتی ہے اور پھل دار درختوں پر سے تر دتاڑہ کھجور اپنی چونچ میں لے کر اُس خشک درخت پر جاتی ہے ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا۔ میں نے دس مرتبہ اُس چڑیا کو کھجور لے جاتے دیکھا تو مجھے یہ خیال ہوا کہ اس چڑیا کو دیکھوں کہ یہ چڑیا اس کھجور کا کیا کرتی ہے؟ میں نے درخت کی چوٹی پر جا کر دیکھا کہ ایک اندھا سانپ منہ کھولے پڑا ہے اور یہ چڑیا تر دتاڑہ کھجور اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر اس قدر عبرت ہوئی کہ میں رونے لگا۔ میں نے کہا مولا ایہ سانپ جس کے مارنے کا حکم تیرے نبی ﷺ نے دیا تو جب یہ اندھا ہو گیا تو تُو نے اس کو روزی پہنچانے کے لیے چڑیا کو مقرر کیا اور میں تیرا بندہ تیری توحید کا اقرار کرنے والا میں لوگوں کو لوٹنے میں لگا ہوں۔ یہ کہنے پر میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ میرا دروازہ توبہ کے لئے کھلا ہوا ہے۔ میں نے اُسی وقت اپنی تلوار توڑ ڈالی جو لوگوں کو لوٹنے میں کام دیتی تھی۔ اپنے سر پر خاک ڈالتا ہوا اقالہ اقالہ (درگزر درگزر) چلانے لگا۔ مجھے غیب سے آواز آئی، ہم نے درگزر کر دیا، ہم نے درگزر کر دیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا وہ کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا؟ میں نے کہا میں مجبور تھا اب میں نے صلح کر لی یہ کہہ کر میں نے اپنا سارا واقعہ اُن کو سنایا وہ کہنے لگے ہم

۵ "فضائل ذکر" (من وعین) "فصل سوم از محمد ذکر یا صاحب دیوبندی)

بھی صلح کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر سب نے اپنی اپنی تلواres توڑ دیں۔ ہم سب لوٹ کا سامان چھوڑ کر اور احرام باندھ کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے چل دیئے۔ تین دن چل کر ایک گاؤں میں پہنچے تو ایک آندھی بوڑھیا ملی اُس نے ہم سے میرا نام لے کر پوچھا کہ تم میں اس نام کا کوئی "مردی" ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہے۔ اُس نے کچھ کپڑے نکالے اور کہا کہ تین دن ہوئے میرا لڑکا مر گیا۔ اُس نے یہ کپڑے چھوڑے۔ میں تین دن سے روزانہ حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھ رہی ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے کپڑے فلاں "مردی" کو دے دو۔ وہ مروی کہتے ہیں کہ وہ کپڑے میں نے لے لئے اور ہم سب نے اُن کو پہنا۔ ۶

(نوٹ: اس سے معلوم ہوا کہ وصال شدہ کی طرف سے نیک لوگوں کو کپڑے دینا بھی جائز ہیں!)

(واقعہ نمبر ۶)

پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصالِ ثواب:

"حاجی حبیب صاحب مرحوم حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کے خاص خادموں میں سے تھے۔ بہت خدمت اور ریاضت کرتے تھے اور سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ساتھ رہتے تھے، بیان کرتے تھے کہ اجیر شریف میں جب میں آپ کی خدمت میں تھا تو ستر ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اتنا ختم کیا ہے اور اس کا ثواب میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آپ نے فوراً اپنے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دُعا کی اور دوسرے دن حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ جس وقت میں دُعا کر رہا تھا۔ فرشتوں کی فوجیں اُس کا ثواب لے کر آسمان سے آ رہی تھیں۔ وہ اس قدر تھیں کہ زمین پر پاؤں رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی اور یہ ختم میرے معاملے میں بہت مفید ثابت ہوا" (حاجی حبیب مرحوم فرماتے ہیں) پھر آپ نے فرمایا ایک ہزار دوانے کی تسبیح تیار کریں اور

۶ ("فضائل صدقات" جلد ۲ ص ۷۳ از محمد ذکر یا دیوبندی صاحب چھاپہ انج اہم سعید کہنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی)۔

آپ ہمیشہ تنہا یوں میں اُس پر کلمہ طیبہ کا ذکر زبان سے لیکن دل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعۃ المبارک والی رات کو حلقہ میں تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اجتماعی طور پر ایک ہزار بار درود شریف حضور انور ﷺ کے لیے پڑھا جاتا تھا۔ آپ کے تسبیح لینے کی ابتداء اس طرح سے ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مجھ (یعنی حاجی حبیب) سے فرمایا کہ جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے اس پر تعجب نہ کرو۔ میں اپنا حال بھی تم کو بتاتا ہوں کہ میں ہر رات تہجد کے بعد اور سحر کے وقت پانچ سو مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر محمد عیسیٰ محمد فرخ اور ام کلثوم (اپنے بچوں) کو جو فوت ہو چکے ہیں بخشتا تھا۔ اب پھر ہر رات محمد عیسیٰ کی روح سحر کے وقت آتی ہے اور مجھے بیدار کرنے کے بعد چلی جاتی ہے اور وہ اپنے بھائی محمد فرخ اور اپنی بہن ام کلثوم کی روحوں کو بلا کر لاتی ہے کہ چلو والد صاحب بیدار ہو گئے ہیں۔ جب تک میں وضو کر کے تہجد پڑھتا اور کلمہ طیبہ کو ختم کرتا، وہ رو جس میرے گرد و پیش رہتیں۔ اسی طرح جس طرح ایک ماں روٹی تیار کرتی ہے اور چھوٹے بچے اُس کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ تاکہ انہیں روٹی دے دے۔ جب میں کلمہ طیبہ کا ثواب اُن کو بخش دیتا تھا تو وہ رو جس چلی جاتی تھیں۔ ۷

(واقعہ نمبر ۷)

فوت شدہ کی طرف سے درویشوں کے لیے کھانا:

حضرت مجتہد الف ثانی شیخ سرہندی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، ایک دن میں اپنے ایک فرزند مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے فقیروں اور درویشوں کے واسطے کھانا تیار کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں میری زبان پر یہ بات آئی ہے کہ یہ صدقہ ہم سے کیوں کر قبول ہوگا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ (المائدہ: ۲۷) ”اللہ تبارک و تعالیٰ متقیوں سے قبول فرماتا ہے“۔ میں اسی تردید میں تھا کہ حضرت حق جل جلالہ کی طرف سے آواز آئی کہ اِنَّكَ مِنَ الْمُتَّقِينَ ”بے شک تم متقیوں میں سے ہو“۔ ۸

۷۔ نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۸۹ مترجم از حضرت مولانا عبدالرحمن صفوری شافعی علیہ الرحمہ۔
۸۔ ”حضرات القدس“ (فارسی) مرتبہ حضرت شیخ بدرالدین رحمہ اللہ تعالیٰ مکافہ نمبر ۶ صفحہ ۹۵ چھاپہ خانہ اوقاف پنجاب لاہور ۱۹۷۱ء۔

(واقعہ نمبر ۸)

فوت شدہ کی فاتحہ کے لیے کھانے کا اہتمام:

حضرت مجتہد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادوں کے لیے فاتحہ کے واسطے کھانا تیار کرایا جو آپ کے سامنے وفات پا چکے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ توجہ کثیر کے بعد وہ کھانا مقبول ہوا اور ایسا مکشوف ہوا کہ ملائکہ کھانے کے خوان لارہے ہیں اور اُن کی قبروں میں پہنچا رہے ہیں اور بہشت کے ایک چمن میں اُن کو جمع کر رہے ہیں۔ جب وہ سب کھانا وہاں جمع ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے فرزند اُس کھانے کے پاس گئے اور وہ تمام کھانا اُن کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اس کے بعد دیکھا کہ اُن میں بلندی کی طرف جانے کی استعداد پیدا ہو گئی اور وہ عروج میں مصروف ہو گئے اور جب وہ بہت اوپر چلے گئے تو ایک بہشت ظاہر ہوئی جس میں انتہائی رفعت منزلت تازگی اور طراوت تھی پس وہ اُس بہشت میں داخل ہو گئے۔

چونکہ آپ نے ایصال ثواب میں تمام مومنین مومنات اور ملائکہ عالیہ کو بھی شامل فرمایا تھا۔ اس لئے آپ فرماتے تھے کہ میں نے کسی مومن اور مومنہ کی قبر کو نہیں دیکھا جہاں وہ کھانا نہ پہنچا ہو اور کوئی بہشت ایسی نظر نہیں آئی جو اس کھانے سے خالی ہو۔ اسی طرح جب کبھی آپ مردوں کی روحانیت کے لیے ایصال ثواب فرماتے تھے تو اسی طرح مکاشفات ہوتے تھے۔ ۹

(واقعہ نمبر ۹)

حضرت مجتہد الف ثانی قدس سرہ العزیز کا واقعہ:

پیش ازیں مجتہد سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام می پخت مخصوص بروحانیات مطہرہ اہل عبا می ساخت و بآں سرور و حضرت امیر و حضرت فاطمہ و حضرات امامین را ضم می کرد و علیہم الصلوٰت والتسلیمات شبے در خواب می بیند کہ آں سرور حاضرست علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشان عرض سلام می کند متوجہ فقیر نمی شوند و بجانب دیگر دارند۔ دریں اثنا فقیر فرمودند کہ من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا ۹۔ ”حضرات القدس“ ص ۱۰۱ فارسی مکافہ نمبر ۱۔ (”حضرات القدس“ ص ۱۰۹ مکافہ نمبر ۳۸)

طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد۔ ازیں فرمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ رادران طعام شریک نمی ساخت۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ را بلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند شریک می ساخت۔ ۱۰

”اس سے چند سال پہلے فقیر کی عادت یہ تھی کہ اگر (ایصالِ ثواب کے لیے) کھانا پکاتا تھا تو آلِ عبا کی روحانیتِ مطہرہ کے لیے مخصوص کرتا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ (ایصالِ ثواب میں) حضرت امیرؓ حضرت فاطمہؓ اور حضراتِ امامین کریمینؓ کو ملاتا تھا۔ ایک رات (یہ فقیر) خواب میں دیکھتا ہے کہ آنسور علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ فقیر آپ ﷺ کو سلام عرض کرتا ہے۔ آپ ﷺ فقیر کی جانب توجہ نہیں فرماتے اور چہرہ مبارک فقیر کی جانب کی بجائے دوسری طرف رکھتے ہیں۔ اس دوران میں فقیر سے فرمایا کہ میں کھانا (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر کھاتا ہوں۔ جو شخص مجھے کھانا بھیجے (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر بھیجے۔ اس وقت معلوم ہوا کہ توجہ مبذول نہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ فقیر حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو اس کھانے میں شریک نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد سے حضرت صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بلکہ آپ ﷺ کی باقی ازواجِ مطہرات (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جو کہ اہل بیت ہیں شریک کرتا۔“

(واقعہ نمبر ۱۰)

ایک سال سے ثواب کی تقسیم:

حضرت قاضی ابوبکر بن عبدالباقی انصاری نے سلمہ بن عبید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں حماد بنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان کی طرف گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو دیکھا کہ قبر والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں تو میں نے ان سے دریافت کیا کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا نہیں ہاں! البتہ ہمارے ایک بھائی نے سورۃ الاخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ

۱۰ مکتوب نمبر ۳۶ دفتر نمبر ۲ حصہ نمبر ۶ ص ۸۵ چھاپہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی۔

ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔ ۱۱

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اِذْ دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَؤْا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ مَعُوذَتَيْنِ وَاجْعَلُوا ذَلِكُمْ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ ۱۲ ”جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ الفاتحہ سورۃ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھو اور ان کا ثواب قبروں والوں کو پہنچا دو کیونکہ یہ انہیں پہنچتا ہے۔“

(واقعہ نمبر ۱۱)

فوت شدہ کی درود شریف کی برکت سے بخشش:

ایک عورت حضرت حسن بصریؒ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اُس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ التکاثر پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک درود شریف پڑھتی رہ۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اُس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے، تارکول کا لباس اُس پر ہے، دونوں ہاتھ اُس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اُس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عورت صبح اٹھ کر پھر حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے پاس گئی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: اُس کی طرف سے صدقہ کر، شاید اللہ جل جلالہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حضرت حسن بصریؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں ایک نہایت خوبصورت حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اُس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی اے حسن بصریؒ! آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: انہیں۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو آپ نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: تیری ماں نے تو تیرا حال اس کے بالکل برعکس بیان کیا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اُس نے کہا میری حالت وہی تھی جو میری ماں نے بیان کی تھی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے

۱۱ شرح الصدور ص ۲۹۶۔ ۱۲ شرح الصدور ص ۲۹۷۔

حاصل ہو گیا؟ اُس نے کہا ہم ستر ہزار لوگ اس عذاب میں مبتلا تھے، جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا تھا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا ہمارے قبرستان میں سے گزر ہوا انہوں نے ایک دفعہ درود شریف پڑھ کر اُس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ اُن کا درود شریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں ایسا مقبول ہوا کہ اُس کی برکت سے ہم سب لوگ اُس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور اُن بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ ۳۱

(واقعہ نمبر ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے نفل:

حضرت صالح بن درہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں ہم حج کرنے جا رہے تھے کہ ایک شخص ملا، اُس نے کہا کیا تمہارے قریب کوئی بستی ہے جسے "ابلہ" کہتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں اُس نے کہا تم میں سے کون اس کا ضامن بنتا ہے کہ "مسجد عشاء" میں میرے لیے دو یا چار نفل پڑھ لے اور کہہ دے کہ یہ نماز (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کی ہے" میں نے اپنے محبوب حضرت ابو القاسم رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ "بے شک اللہ (تبارک و تعالیٰ عز وجل) قیامت کے دن "مسجد عشاء" سے ایسے شہید اٹھائے گا کہ اُن کے سوا شہدائے بدر کے ساتھ کوئی نہ کھڑا ہوگا۔" ۳۲

دو چار نفل پڑھ کر اس لفظ سے ایصالِ ثواب کر دے کہ اپنی یہ نماز جو ہم نے پڑھی ہے یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے اس کا ثواب انہیں ملے۔ اس سے معلوم ہوا نفل نماز کا ثواب دوسرے کو بخش دینا درست ہے۔ کسی کی بھی طرف سے مثلاً بزرگانِ دین یا والدین کی طرف سے ثواب کے لیے نفل نمازین ادا کی جاسکتی ہیں۔ نیز اس سے یہ ثابت ہوا کوئی نیکی کر کے کسی دوسرے کو اس طرح ثواب بخشا کہ خدا یا اس کا ثواب فلاں کو ملے، بالکل جائز ہے اور یہ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے۔ لہذا فاتحہ اور ختم شریف وغیرہ بالکل درست ہے۔ اپنے سے بڑے کو ثواب بخشا بھی جائز ہے۔ اگرچہ وہ کہی شان کا مالک ہے۔

۳۱ "فضائل درود شریف" ص ۱۰۶ تاج کبیری کراچی۔ "مکاشفۃ القلوب (عربی ص ۳۹)" میں اسی قسم کا واقعہ مختلف الفاظ سے رقم ہے ص ۳۹ عربی دار احیاء العلوم بیروت۔ ۳۲ مشکوٰۃ ص ۲۶۸ ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۳۳ اشعة الملمعات فارسی جلد ۲ ص ۱۵۹ مرقاۃ جلد ۱ ص ۱۵۹۔

اہل ایمان کا فوت شدہ عزیزوں سے اظہارِ محبت

ہمارے مسلمان معاشرہ میں کسی مسلمان مرد یا عورت کے مرنے کے چالیس دن بعد ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی ہوتی ہے۔ بہن بھائی، رشتہ دار اور دوست احباب اکٹھے ہوتے ہیں۔ عورتیں علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر کلمہ طیبہ، درود شریف یا دیگر مقدس کلمات اور تسبیحات پڑھتی ہیں یا تلاوتِ قرآن مجید کرتی ہیں۔ اسی طرح مرد حضرات مردوں کے اکٹھے میں بھی پڑھتے ہیں۔ آخر میں کوئی نیک آدمی، حافظ صاحب یا عالم دین قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور محفل میں موجود شیخ طریقت، بزرگ یا عالم دین دُعا برائے ایصالِ ثواب اور دُعا کے بخشش کرتے ہیں۔ چالیس دنوں کے بعد اس اہتمام کا نام چالیسواں رکھا جاتا ہے۔ دن کے تقرر کا مقصد اجتماع اور اجتماع میں اجتماعی دُعا ہوتا ہے۔ ویسے تو مسلمان لوگ اپنے فوت شدہ والدین، احباب اور دیگر ایمان والوں کے لئے روزانہ ہی دُعا کیں کرتے ہیں مگر اجتماعی طور پر چالیسویں دن خصوصی اہتمام کے ساتھ دُعا کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے کسی بھی دن، کسی مرنے والے مومن یا مومنہ کے لئے دُعا کرنا منع نہیں فرمایا۔ اس موقع پر پھل تقسیم کئے جاتے ہیں۔ غریبوں اور مساکین کو کپڑے دیئے جاتے ہیں۔ مدارس کے غریب طلباء و طالبات، دُور سے آئے ہوئے رشتہ داروں کے لئے صاحبِ خانہ کے ہاں حسب استطاعت کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس کی غرض فوت شدہ عزیز، رشتہ دار، بھائی بہن یا ماں باپ کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے۔ ویسے بھی تو ایسے موقعوں پر آئے ہوئے عزیزوں، دوستوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے مگر یہاں ایصالِ ثواب کی غرض سے اہتمام کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے پھل تقسیم کرتے تھے اور کنویں کھدواتے تھے۔ جیسا کہ احادیث مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے۔

چالیس دنوں میں قرآن مجید پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَقْرَأِ الْقُرْآنَ فَبِیْ اَرْبَعِیْنِ لَہٗ "قرآن مجید چالیس دنوں میں پڑھا کرو"۔

ہر مسلمان کو چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق چالیس دنوں میں ایک مرتبہ پورا قرآن مجید سورۃ الفاتحہ شریف سے لے کر سورۃ الناس شریف تک پڑھ لیا کرے۔ جن ایمان والوں کا کوئی عزیز فوت ہوتا ہے، وہ لوگ اس کے مرنے کے بعد قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ چالیس دنوں میں قرآن مجید ختم کر لیتے ہیں اور اس پڑھائی کا ثواب اپنے فوت شدہ ایمان والے عزیز کو چالیسویں کے موقع پر بخش دیتے ہیں اور اس کا ثواب (یعنی، معلوم ہوا، چونکہ، چنانچہ، گویا، ورنہ، حروف لگائے بغیر) اُس کو پہنچتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت واضح ہے کہ یہ ثواب صرف اہل ایمان کے لئے ہے۔ منافقین، مشرکین اور کفار کے لئے نہیں ہے۔

مومن تو اتنا خوش نصیب ہے کہ جس کے فوت ہونے کا تو زمین و آسمان کو بھی دکھ ہوتا ہے اور وہ ایمان والے مرد یا عورت کی محبت میں روتے ہیں بلکہ چالیس دن تک روتے رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

آسمان کے دو دروازے روتے ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ اِنْسَانٍ اِلَّا لَہٗ بَابَانِ فِی السَّمَاءِ بَابٌ یُّصْعَدُ عَنْہُ فِیْہِ وَبَابٌ یُّنْزَلُ مِنْہُ رِزْقُہٗ فَاِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ بَکِیًّا عَلَیْہِ ۲ ہر انسان کے واسطے آسمان کے دو دروازے ہوتے ہیں، ایک دروازے سے اُس کے نیک اعمال اُوپر جاتے ہیں اور دوسرے دروازے سے اُس کی روزی نازل ہوتی ہے پس جب وہ بندہ مومن مرتا ہے تو یہ دونوں دروازے اُس پر روتے ہیں۔

۲۔ ترمذی جلد ۴ ص ۱۲۳ کنز العمال حدیث نمبر ۷۳۷۷۔ ۲۔ شرح الصدور ص ۱۰۱ (عربی)۔

کسی ایمان والے کے فوت ہونے کے بعد:

قل شریف، قرآن خوانی یا دوسرے، تیسرے دن یا چالیسویں دن دعا کرنی کپڑے تقسیم کرنا، غرباء و مساکین اور بہن بھائیوں اور عزیز واقارب کو کھانا کھلانا، پھل کھلانا، پانی پلانا، ایک لحاظ سے مستحب اعمال بھی ہیں اور ایک لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت بھی ہے کہ وہ اپنے وصال شدہ ماں باپ اور عزیزوں کی طرف سے ثواب پہنچانے کی غرض سے پھل تقسیم کرتے تھے اور پانی کے کنویں کھدواتے تھے۔

مرنے کے بعد برادری کے اکٹھ کی مختلف نوعیتیں:

(۱) ایک وہ اکٹھ برادری ہے جس میں قل شریف، یسین شریف، ذکر و درود شریف کا ورد اور قرآن خوانی ہوتی ہے، تلاوت کی جاتی ہے، نعت خوانی ہوتی ہے۔ اور نبی آخر الزماں ﷺ کی تعلیمات سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے اور آخر میں بخشش کی دعا ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں قل شریف، یسین شریف، قرآن شریف، درود شریف و دیگر مقدس کلمات طیبات پڑھنے کی بجائے مختلف اخبارات و رسائل وغیرہ کا مطالعہ ہوتا ہے یا پھر لوگوں کی برائیاں بیان ہوتی ہیں۔ غیبت کی جاتی ہے، مکانوں و کانوں کی باتیں کی جاتی ہیں۔

(۳) ایک وہ اکٹھ ہے جس میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قرآن مجید کی زیارت کی جاتی ہے۔

(۴) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں اخبارات پڑھے جاتے ہیں اور عورتوں کی تصاویر دیکھی جاتی ہیں۔

(۵) ایک وہ اکٹھ جس میں مرنے والے کو ایصالِ ثواب کے لئے ثواب کی نیت سے کھانا کھلایا اور کھایا جاتا ہے۔

(۶) دوسرا وہ اکٹھ ہے جس میں صرف پیٹ بھرنے کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے ثواب کی نیت نہیں ہوتی۔

فوت شدہ کی طرف سے کھانا کھلانا:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينٍ ۝ "جو (مسلمان) مر جائے اور اُس پر رمضان (المبارک) کے روزے ہوں تو اُس کی طرف سے ہر دن کے روزہ کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔"

فوت شدہ شخص کی طرف سے اُن روزوں کے بدلہ میں جو نہ رکھے جاسکیں ہوں، ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے تو فوت شدہ مسلمان کے روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔

قل خوانی اور چالیسواں نفلی عبادات ہیں:

فوت شدہ لوگوں کے لئے قل خوانی، قرآن خوانی، تیسرے یا چالیسویں کا اکھ نفلی اعمال ہیں۔ یہ نفلی اعمال اور نیکیاں باعث اجر و ثواب ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ایمان والوں کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا۔ تاوقتیکہ خدا نخواستہ شرک و کفر اور نبی کریم ﷺ کی بے ادبی کا مرتکب ہو۔

نفلی عبادات اور اعمال، فرضوں کے نقص کو دور کریں گے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے 'فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنْ اَوَّلَ مَا يَحَاسِبُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَعْمَالِهِمُ الصَّلَاةُ قَالَ يَقُولُ رَبُّنَا عَزَّ وَجَلَّ لِمَلَايِكَتِهِ وَهُوَ اَعْلَمُ اَنْظَرُوا فِي صَلَاةِ عَبْدِي اَتَمَّهَا اَمْ نَقَصَهَا فَاِنْ كَانَتْ تَامَةً كُحِبَتْ لَهُ تَامَةٌ وَاِنْ اِنْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ اَنْظَرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ فَاِنْ كَانَ لَهُ

۱۲۷ ترمذی جلد ۱ ص ۱۵۴ مشکوٰۃ ص ۸۷ شرح النہ جلد ۶ ص ۳۲۷ ۳۲۷ مرآۃ جلد ۳ ص ۷۷۔

تَطَوُّعٌ قَالَ اَتَمَّهَا لِعَبْدِي فَرِيضَةٌ مَنْ تَطَوُّعَ بِهِ ثُمَّ تَوَخَّذَ الْاَعْمَالُ عَلَى ذَلِكَ ۝ "قیامت کے دن سب سے پہلے اعمال میں سے نماز کا سوال ہوگا تو ہمارا رب عزَّ وَجَلَّ فرشتوں کو فرمائے گا، حالانکہ وہ خوب جانتا ہے دیکھو میرے بندے کی نماز کامل ہے یا ناقص۔ اگر کامل ہوگی تو پورا ثواب لکھا جائے گا اگر ناقص ہوگی تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو میرے بندے کے پاس نفل ہیں تو وہ نوافل سے فرضوں کی کمی کو پورا کر دے گا تمام اعمال کا یہی حال ہوگا۔"

مثلاً زکوٰۃ ناقص ہوگی تو نفلی صدقات سے اور اگر روزہ ناقص ہوگا تو نفلی روزہ سے اُس کی تکمیل ہوگی۔ اسی طرح فوت شدہ کے ثواب کے لئے نفلی عبادات بھی فائدہ دیں گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مرنے والا ایمان دار ہو کیونکہ سارے فوائد ایمان کی بنیاد پر ہیں۔ منافق، کافر اور مشرک کو اُس کے فرضوں کا بھی فائدہ نہیں ہوگا چہ جائیکہ نفلی عبادات اُس کے لئے باعث ثواب اور باعث نفع ہوں۔

ایک شخص لاہور میں مرتا ہے اُس کے رشتہ دار کوئی جہلم، ملتان یا کسی دوسرے شہر سے لاہور آتے ہیں تو کیا وہ لوگ ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں؟ اور جس گھر میں تیسرے دن یا چالیسویں دن، ایصال ثواب کے لئے اکٹھے ہوتا ہے یا مرنے والے کے پسماندگان کے صدمہ میں شرکت کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں تو کیا صاحب خانہ انہیں یہ کہتے ہیں آپ کی مہربانی، آپ صدمہ میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ معاف کرنا کھانا آپ ہوٹل سے کھا لیجئے گا۔ کوئی بھی فرقہ ایسا نہیں جو اپنے مہمانوں سے کہتا ہو کہ میاں جی ہماری ماں مر گئی ہے آپ ہوٹل میں ٹھہریں ہم آپ کو کھانا نہیں کھلا سکتے۔ بلکہ دیکھنے میں تو یہ آیا ہے جو لوگ میت والے گھر کھانے پر طعنہ دیتے ہیں وہ خود ڈٹ کر کھانا کھاتے ہیں بلکہ اپنے مرنے والوں کی تعزیت میں آنے والوں کو بہترین بریانی، مرغ کا گوشت اور روغنی نان کھانے کے لئے پیش کرتے ہیں۔

۱۱ مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۳۹۲ حدیث نمبر ۲۶۳ قرطبی جلد ۶ جز ۱۱ حدیث نمبر ۱۲۳ ص ۸۲ درمنثور جلد ۱ ص ۷۰۹ نسائی جلد ۱ ص ۸۲۔

فرق صرف یہ ہے کہ ایسے ڈٹ کر کھانے والے بغیر نیت کے کھاتے ہیں جبکہ ایصالِ ثواب کی غرض سے کھانا پکانے والے ثواب کی نیت سے کھاتے ہیں۔

ایسے ہی قل شریف کا انکار کرنے والا قرآن خوانی کرتا ہے، لیکن وہ غور نہیں کرتا کہ قل شریف بھی تو قرآن مجید ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قل شریف یا قرآن شریف پڑھنے کی یا ایصالِ ثواب کی ممانعت تو نہیں فرمائی۔

”چالیسویں“ میں لوگ اپنے ایمان والے عزیزوں کو ثواب پہنچانے کے لئے قرآن مجید پڑھتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت کے اختتام پر دعا کی جاتی ہے اور پھر دعا سے پہلے اور بعد میں دُرود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس لئے ایمان والے اپنے مرنے والوں کو ثواب پہنچانے کے لئے اپنے تمام رشتہ داروں اور احباب کو جمع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے استطاعت دی ہے وہ پھل تقسیم کرتے ہیں اور جن کو زیادہ طاقت دی ہے وہ ثواب کی نیت سے کھانا کھلاتے ہیں۔

چالیسویں سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کو چالیس کا ہندسہ بہت پسند ہے۔ رسول کریم رُؤف و رحیم ﷺ نے چالیس کے عدد سے نہ تو نفرت فرمائی ہے اور نہ ہی نفرت سکھائی ہے۔

شادی شدہ عورت کے شوہر کے مرنے کے بعد:

لغت میں ”عدت“ عین کے نیچے زیر (کسرہ) سے پڑھیں تو معنی ہوں گے ”شمار اور گنتی“۔ اور اگر عدت کی راء پر پیش پڑھیں گے تو معنی ہوں گے ”تیاری“۔ شریعت میں اُس انتظار کو ”عدت“ کہتے ہیں جو نکاح کے زائل ہونے کے بعد کیا جائے۔ اس عدت کے زمانے میں عورت کے لئے دوسرا نکاح ممنوع ہے۔ عدت عورت پر واجب ہے نہ کہ مرد پر۔ ہاں مرد کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جب مطلقہ عورت کی بہن، بھانجی اور خالہ سے نکاح کا ارادہ ہو تو اُس وقت تک نکاح نہیں کر سکتا جب تک مطلقہ عورت عدت میں ہے۔ ۵

جن کے شوہر مرجائیں اُن کی عدت:

وَالَّذِينَ يَتُوفُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (البقرہ: ۲۳۴)

”اور وہ جو تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں (یعنی جو عورتیں شوہر کے مرنے سے بیوہ ہو جائیں) وہ اپنے آپ کو چار ماہ و دس دن روکے رکھیں تو جب اُن کی عدت پوری ہو جائے تو تم پر مواخذہ نہیں اُس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں شرع کے موافق کریں اور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔“

عورت کی عدت کی قسمیں:

عورت کی عدت کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) حاملہ مطلقہ کے لئے حمل جن دینا۔

(۲) وفات کی عدت چار ماہ و دس دن۔

(۳) غیر حاملہ بالغہ کیلئے تین حیض۔

(۴) غیر حاملہ نابالغہ اور بوڑھی عورت کے لئے جس کا حیض بند ہو چکا ہو تین ماہ۔

عدت والی عورت کہاں رہے؟

(حضرت) زینب بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ (حضرت) فریجہ بنت مالک بن سنان (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جو (حضرت) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں انہوں نے انہیں خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں آپ ﷺ سے اپنے گھر لوٹ جانے کے متعلق پوچھتی تھیں جو بنی خدرہ میں تھا کیونکہ اُن کے خاوند اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کے پیچھے گئے، غلاموں نے انہیں قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

أَنْ أَرْجِعَ إِلَى أَهْلِي فَإِنَّ زَوْجِي لَمْ يَتْرُكْنِي فِي مَنْزِلٍ

يَمْلِكُهُ وَلَا نَفَقَةَ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ فَأَنْصَرَفَتْ حَتَّى إِذَا كُنْتَ فِي الْحُجْرَةِ أَوْ فِي الْمَسْجِدِ دَعَانِي فَقَالَ أُمْكِنِي فِي بَيْتِكَ حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَأَعْتَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۖ

”کہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں کیونکہ میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہ چھوڑا جس کا وہ مالک ہو نہ خرچہ فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہاں! چنانچہ وہ لوٹ گئیں۔ حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ تم اپنے گھر میں رہو حتیٰ کہ قرآنی حکم مبعوث کو پہنچ جائے۔ فرماتی ہیں میں نے اسی گھر میں چار ماہ دس دن عدت گزار لی۔“

نفاس والی مطلقہ یا بیوہ کی عدت:

حضرت مسورہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

أَنْ سُبَّعَةَ إِلَّا سَلَمِيَّةَ نَفْسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَبَجَاءَ بِ النَّبِيِّ ﷺ فَسْتَاذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ فَأَذِنَ لَهَا فَتَنَكَّحَتْ ۖ

”حضرت سببعہ اسمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر کی وفات کے چند دنوں بعد نفاس والی ہو گئیں (یعنی حاملہ تھیں اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دیا نفاس آنے سے یہی مراد ہے) تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت (اقدس) میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے اجازت مانگی کہ (کسی شخص سے) نکاح کر لوں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو انہوں نے نکاح کر لیا۔“

نوٹ: اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ حاملہ کی عدت حمل جن دینا ہے خواہ مطلقہ ہو یا وفات والی۔ اس مسئلہ کا ماخذ یہ حدیث شریف ہے۔

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، موطا امام مالک ص ۵۳۱، ابن ماجہ ص ۱۳۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۲۱۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۴۳۲، بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۸۶، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶، ابن ماجہ ص ۱۳۷۔

سوگ

سوگ کے معنی ہیں کہ عورت عدت کے ایام میں زینت کو ترک کرے۔ ہر قسم کے چاندی، سونے اور ہیرے جواہر کے زیور اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے نہ پہنے اور خوشبو کا بدن اور کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور تیل استعمال نہ کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سرمد لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم گیر کا رنگا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے اور سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔

مطلقہ اور بیوہ عورت کا باہر نکلنا:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

طَلَّقْتُ خَالَتِي ثَلَاثًا فَأَرَادَتْ تَجِدُنَا نَخْلُهَا فَرَجَّهَا رَجُلٌ أَنْ تَخْرُجَ فَأَتَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ بَلَى فَبَجَدْتُ نَخْلَكَ فَإِنَّهُ عَسَى أَنْ تَصْدُقِي أَوْ تَفْعَلِي مَعْرُوفًا ۖ

”میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں تو انہوں نے اپنی بھجوروں کے پھل توڑنا چاہے تو ایک شخص نے انہیں باہر جانے سے منع کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کے پاس آئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اپنی بھجوروں کے پھل توڑو ممکن ہے تم خیرات کرو۔“

نوٹ: یعنی تمہارے لئے دن کے وقت گھر سے نکل کر باغ میں جانا وہاں پھل توڑنا جائز ہے کہ اس پھل سے تم نیک کام کرو گی یعنی زکوٰۃ دینا، صدقہ و خیرات اور ہدیہ دینا وغیرہ۔ خیال رہے طلاق کی عدت میں مزدوری کے لئے گھر سے باہر نہیں جاسکتی کیونکہ

۱۔ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، ابن ماجہ ص ۱۳۷، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۲۱، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، مسلم جلد ۱ ص ۳۸۶، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۶۔

اُس کا خرچہ طلاق دینے والے خاوند کے ذمہ ہے۔ اُسے مزدوری کی حاجت نہیں جبکہ عدت و وفات میں عورت مزدوری کے لئے باہر جاسکتی ہے۔ کیونکہ اُس کا خرچہ دینے والا شوہر فوت ہو چکا ہے مگر رات گھر میں گزارے۔ محولہ بالا حدیث شریف میں مزدوری کے واسطے نہ نکلتا تھا بلکہ یہ نکلتا اپنے مال کی حفاظت کے لئے تھا اس مجبوری میں اب بھی نکلتا درست ہے۔ بشرطیکہ رات گھر میں آکر گزارے۔

بیوہ عورت کی عدت اور سوگ:

حضرت ام حبیبہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحْدَ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثَ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ۙ

”(۱) جو عورت اللہ (تبارک و تعالیٰ) اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اُس کے لئے جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے۔ کہ اُس (کے فوت ہونے) پر چار ماہ اور دس دن (سوگ ہے)۔“

بیوہ عورت کون کون سے کام نہ کرے؟

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تُحْدِ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ أَيَّامٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ غَضَبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمْسُ طَبِيًّا إِلَّا إِذَا طَهَّرَتْ نَبْدَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ وَ زَادَ أَبُو دَاوُدَ وَلَا تَخْتَضِبُ ۙ

۱۔ مسلم جلد ۱ ص ۲۸۶، مشکوٰۃ ص ۲۸۸، بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳، مسلم جلد ۱ ص ۲۸۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۳۳۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵، شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۳۵۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۱۹۵، مسند احمد جلد ۶ ص ۳۷، ۱۰، شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۲، مشکوٰۃ ص ۲۸۹، بخاری جلد ۲ ص ۲۸۹، ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۱، مسلم جلد ۱ ص ۲۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۸۸۳، دارمی جلد ۲ ص ۱۶۷۔

”(۱) کوئی عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے سوائے خاوند (کے فوت ہونے) پر کہ اُس پر چار ماہ و دس دن (سوگ ہے)۔ اور یہ سوگ والی عورت یہ کام نہ کرے۔ (۲) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے سوائے بناوٹی رنگین کپڑے کے۔ (یعنی جو اوّل سے ہی رنگ دار کپڑا ہے) (۳) سرمہ نہ لگائے۔ (۴) خوشبو نہ لگائے مگر جبکہ (حیض سے) پاک ہو تو ایک کھڑا قسط یا اظفار کا (استعمال کرے)۔ (۵)۔ ابوداؤد نے زیادہ فرمایا ہے کہ ”خضاب نہ لگائے“۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب (حضرت) ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے ”ایلو“ لگا رکھا تھا تو فرمایا: اے اُمّ سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ ”ایلو“ ہے جس میں خوشبو نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ چہرہ کو رنگین تو کرتا ہے لہذا یہ مت لگاؤ اور اگر لگانا ہو تو رات کے وقت لگاؤ اور دن کے وقت لگانا چھوڑ دو، نہ خوشبو دار تیل اور نہ مہندی لگاؤ کہ مہندی خضاب ہے۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں پھر) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کتنی کس چیز سے کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیری سے کہ اُس سے اپنے سر کو لپ کر لو۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعْصَفَرُ مِنَ الْبَيَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِيَّ وَلَا تَخْتَضِبُ وَلَا تَكْتَحِلُ ۙ ”جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ نہ تو زعفرانی رنگ کے کپڑے پہنے اور نہ ہی سرخ رنگ کے اور نہ زیور پہنے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سرمہ لگائے۔ (سیاہ سرمہ لگانا منع ہے اُس سے آنکھ میں زینت ہوتی ہے)۔“

اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کرنے لگی یا رسول اللہ (صلی

۱۔ مشکوٰۃ ص ۲۸۹، ابوداؤد، مشکوٰۃ، الآثار جلد ۲ ص ۳۰، شرح السنہ جلد ۵ ص ۲۲۲۔

اللہ علیک وسلم) میری اس بچی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھیں دکھتی ہیں تو کیا اسے سُرمد لگائیں؟ ”تو رسول کریم رؤف ورحیم علیہ السلام نے فرمایا: نہیں۔ دو بار یا تین بار، ہر دفعہ یہی فرماتے تھے، نہیں۔ پھر فرمایا: اب تو چار ماہ اور دس دن ہی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں تو تم میں سے ہر ایک پورے سال پر بیٹھتی تھی۔“ ۱۲

نوٹ: اس سے پہلے عرب معاشرہ میں بیوہ عورت خاوند کے انتقال کے بعد ایک سال تک بڑے مکان میں بڑے لباس میں رہتی اور تمام گھر والوں سے علیحدگی اختیار کرتی تھی۔ سال کے بعد اس کے قرابت دار جمع ہوتے، اسے اونٹ یا بکری کی بیٹھنی دیتے تھے جسے وہ اپنے ہاتھ سے پھینکتی تھی۔ یہ بیٹھنی کا پھینکنا عدت کا پورا ہونا ہوتا تھا۔ اس ارشاد عالی میں اس جانب اشارہ ہے یعنی اب تم چار ماہ اور دس دن صبر نہیں کر سکتیں جبکہ زمانہ جاہلیت میں ایک سال تک عدت گزارتیں اور عدت کے زمانہ میں سخت پابندیاں برداشت کرتی تھیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ: جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اسے پہن سکتی ہے۔ یوں ہی سیاہ رنگ کے کپڑے میں حرج نہیں بشرطیکہ ریشم کے نہ ہوں۔

مسئلہ: عذر کی وجہ سے ممانعت والی چیزوں میں سے استعمال کر سکتی ہے۔ مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے سے درد سر ہو جائے گا تو لگانا جائز ہے یا دوسرے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اس طرف سے جدھر کے دندانے مونے ہیں۔ باریک دندانوں کی طرف سے نہیں کہ یہ بال سنوارنے کے لئے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔ ایسے ہی دیگر چیزیں۔

مسئلہ: سوگ اس پر ہے جو عاقلہ، بالغہ اور مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔

مسئلہ: کسی کے مرنے کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا جائز نہیں مگر عورت کو تین دن

۱۲ ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۲۸ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۳۲۷ ۳۲۸ مسلم جلد ۱ ص ۳۸ بخاری جلد ۲ ص ۸۰۳

تک شوہر کے مرنے کے غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہننا جائز ہے۔

مسئلہ: جو عورت عدت میں ہو اس کو صراحۃً نکاح کا پیغام دینا حرام ہے۔ البتہ موت کی عدت میں اشارتا کہہ سکتے ہیں مگر طلاق رجعی یا بائن یا فسخ نکاح کی عدت میں اشارتا بھی نہیں کہہ سکتے۔ اشارتا کہنے کی صورت یہ ہے کہ آدمی کہے میں نکاح کرنا چاہتا ہوں یا جس میں یہ وصف ہو اور وہ وصف بیان کرے جو اس عورت میں ہو۔

مسئلہ: اگر حاملہ مطلقہ عورت کا بچہ ساقط ہو جائے جبکہ اس کے اعضاء نہ بنے ہوں اس کی عدت پوری نہ ہوگی کیونکہ یہ حمل جننا نہیں بلکہ حمل گرنا ہے۔ نیز ایسے اسقاط کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس نہیں کہلاتا۔ ہاں جس بچے کے اعضاء پورے بن چکے ہیں اگرچہ جان نہ پڑی ہو تو اس سے عدت پوری ہو جائے گی کیونکہ یہ وضع حمل ہے۔

مسئلہ: زانیہ کے لئے عدت نہیں اگرچہ حاملہ ہو اور یہ نکاح کر سکتی ہے۔ اگر یہ عورت اس شخص کے سوا، جس کے زنا سے حاملہ ہے، کسی دوسرے سے نکاح کرے تو تب بھی نکاح ہو جاتا ہے مگر جب تک بچہ پیدا نہ ہو وہی جائز نہیں۔

مسئلہ: موت کی عدت چار ماہ و دس دن ہے یعنی دسویں رات بھی گزار لے، دخول ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مسئلہ: عورت حاملہ ہے تو عدت وضع حمل ہے۔

مسئلہ: وضع حمل سے عدت پوری ہونے کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں موت یا طلاق کے بعد جس وقت بچہ پیدا ہو عدت ختم ہو جائے گی۔

مسئلہ: عورت کو طلاق رجعی دی اور شوہر عدت میں مر گیا یعنی عورت کو تین حیض پورے ہونے سے پہلے مر گیا تو عورت موت کی عدت ۴ ماہ ۱۰ دن پوری کرے۔

مسئلہ: جس مکان میں عدت گزارنا واجب ہے اس کو چھوڑ نہیں سکتی مگر اس وقت شوہر نے طلاق دی یا مر گیا تو فوراً بلا توقف وہاں سے واپس آئے۔

مسئلہ: سفر میں شوہر مر گیا یا طلاق بائن دیدی تو واپس اپنے گھر آئے۔

نوٹ: مذکورہ بالا مسائل بہار شریعت حصہ نمبر ۸ باب عدت اور سوگ سے ماخوذ ہیں۔

سوال: کیا چالیسویں میں دن کم کرنے چاہئیں؟

جواب: کمی بیشی کوئی مسئلہ نہیں؛ چالیس؛ چالیس کو ہی کہتے ہیں۔ اُنتالیس یا اڑتیس کو چالیس نہیں کہتے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پانچ جمعراتیں نہیں کرنی چاہئیں؟

جواب: یہ بات من گھڑت ہے جتنی جمعراتیں دعا کریں گے میت کو فائدہ ہوگا کوئی نقصان نہیں۔

سوال: کہتے ہیں چالیسویں میں تیسرا چاند نہیں آنا چاہیے؟

جواب: یہ فضول بات ہے۔ تیسرے چاند کا ختم شریف یا چالیسویں سے کوئی تعلق نہیں۔

سوال: کہتے ہیں ایصالِ ثواب کے لئے ایک روٹی مسجد میں بھیجنی چاہیے۔

جواب: ایک روٹی والا مسئلہ بھی من گھڑت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ خرچ کرنا چاہیے ایسے کہنے والے کیا کسی کے مرنے کے بعد روٹی کھانا کم کر دیتے ہیں؟

نوٹ: مسجد میں روٹی دینے سے مراد ہے امام مسجد کے لئے روٹی دینا کیا یہ اچھا ہو کہ اگر امام صاحب، صاحب استطاعت ہو تو ایسی روٹی نہ لیں۔ اگر لیں تو طلباء یا مسافر کو دے دیں۔

سوال: کہتے ہیں مسجد میں چالیس دن روٹی کیوں دیتے ہو اس سے زیادہ ایام کیوں نہیں دیتے؟

جواب: اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو نظام بنا رکھا ہے اس میں ہر کام مقررہ وقت اور مقررہ تعداد میں ہوتا ہے۔ جن کاموں کی تعداد مقرر نہیں وہاں بے حساب کام چلتا ہے۔ نمازوں کی رکعتیں، زکوٰۃ کی مقدار، اذان اور اُس کے کلمات، روزوں کی تعداد، سحری اور افطاری کے اوقات مقرر ہیں۔ نقلی عبادات میں خیرات، انفاق فی سبیل اللہ جتنا چاہیں کریں کوئی پابندی نہیں لیکن اولاد کو بھوکا اور محتاج نہ رکھیں۔

دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

عقائد کی پختگی اور اعمال کی درستگی کے لئے

عام فہم اور آسان سلیس اردو میں

مسیحیوں حوالہ جات سے مزین

دو پر جدید میں منفرد حیثیت کا حامل

سالانہ زر خرید

250 روپے

نمبر 250 روپے

زیر ادارت

منیر احمد یوسفی (ایم۔ اے)

آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!

نماز کے متعلق ہر قسم کے مسائل

جاننے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں

آسان سلیس اردو اور مسیحیوں حوالہ جات سے

مزین دو پر جدید میں منفرد

حیثیت کی حامل



ملنے کا پتہ: جامع مسجد گنیمت-A-977 بلاک III-B گوجر پورہ چائے سیکم لاہور

36823128' 0300-4274936

نمبر	نام کتب	نمبر	نام کتب	نمبر
1	ایصال ثواب	27	مسجد اور امامت	40 روپے
2	حدیث تحفظیہ	28	علامت قیامت	40 روپے
3	حقوق زوجین (حصہ اول)	29	امیر المعروف وحشی من مکر	40 روپے
4	قل شریف کیا ہے؟	30	مسائل قربانی	40 روپے
5	عظیم قرآنی دعائیں	31	مقدس دعائیں	70 روپے
6	رمضان المبارک کے فضائل و مسائل	32	والدین و اولاد کے حقوق	120 روپے
7	لیلۃ القدر عید الفطر اور مسائل فطر	33	حج و عمرہ زیارت	100 روپے
8	عید میلاد النبی ﷺ	34	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!	180 روپے
9	آخری چہار شعبہ	35	چالیسواں کیا ہے؟	70 روپے
10	نکاح نصف دین ہے	36	یوسف معرجت	400 روپے
11	مسایوں کے حقوق	37	استغفر اللہ	40 روپے
12	قسم کے معانی	38	دعوت و تبلیغ	20 روپے
13	مجھے نماز سے پیار ہے	39	تاریخ وضو اور مسائل	80 روپے
14	تختہ معراج شریف	40	شفاعہ یوسیف قرآنی مجید منزل	40 روپے
15	سجدہ تطہیر حرام ہے	41	آداب دعا و اوقات قبولیت	150 روپے
16	امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	42	گیارہویں شریف کیا ہے؟	40 روپے
17	داتا گون کون؟	43	شعبان المعظم کی فضیلت	40 روپے
18	غسل میت	44	کفین میت	20 روپے
19	آئیں دین سکھیں	45	دفن میت و زیارت قبور	40 روپے
20	کھل صحیح اسلامی عقیدہ (حصہ اول)	46	آداب اسلام	40 روپے
21	آئیں مسجد میں نماز پڑھیں	47	حقوق فوت شدگان	300 روپے
22	الواوہ زود و سلام (حصہ اول)	48	نماز مترجم	70 روپے
23	پاکیزگی نصف ایمان ہے	49	زکوٰۃ	20 روپے
24	ایذا ان الازلی ان القبر	50	دعا عبادت کا مغز ہے	10 روپے
25	کھانے پینے کے آداب	51	آداب عبادت	70 روپے
26	بخاری شریف بحوالہ تیسیر المبارک	300 روپے		

یا محمد

محمد	محمود	فاتح	رشید	مذکور	احمد	قاسم
شاہد	مشہور	داع	حامد	عاقب	حاشر	بشیر
شاف	هاد	مہد	ماج	منج	ناہ	رسول
نبی	امی	تہائی	ہاشمی	الطیعی	عزیز	حریف
رؤف	رحیم	طہ	مجتبی	طس	مرتضی	حس
مصطفیٰ	یس	اولی	مزیل	ولی	مذکور	متین
مصدق	طیب	ناصر	منصور	مصبح	امر	جباری
ترازی	قرشی	مصری	تعالقہ	حافظ	کامل	صادق
امین	عبداللہ	کلیب	حبیب	حیی	اللہ	خاتم النبیا
حسب	محبیب	شکور	مقتصد	رسول	قوی	حفی
مأمون	معلوم	حق	مبین	آخر	بینیم	ظاہر
کریم	باہن	حکیم	متجرب	خاتم النبیل	سید	سراج
منیر	محرر	مکرر	مبشر	مذکور	مظہر	قریب
خلیل	ملک	جواد	خاتم	عادل	شہید	شہید
		رسول	صاحب	مکی		



خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ



امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام ربہ کائنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو یکجہ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد و عورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی فوٹ کے ساتھ ہمتا فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے و ملت والی عتاقیوں اور پریشانوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت کبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اُسے فرمایا:

۱۔ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو کوہ السلام علیکم درجتہ اللہ ویرکات خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، ۲۔ پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ، کیونکہ اور ۳۔ ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ، وَلَمْ یَکُنْ لَہٗ کُفُوًا اَحَدٌ پڑھو۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اُس نے اپنا معمول بنالیا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا) وہاں قدم اُتار رکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق عمل کرتا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر دولت کی ریلیں تیل کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے صحابیوں اور قرابت و اہل کو دینے لگا۔

تفسیر قرطبی جلد ۱۰ ص ۲۵۰، تفسیر کبیر جلد ۱۶ ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، کشف الاستر جلد ۱ ص ۶۶۱، جلاء الالہام عربی ص ۲۵۵، چھاپہ بیت۔ اصول دار السلام علی غیر الالہ، نامہ ترجمہ جلاء الالہ، ص ۲۵۶

حقوق فوت شدگان

(صفحہ نمبر ۲۲ کا بقیہ حصہ)

حقوق اللہ تو توبہ استغفار سے معاف ہو جاتے ہیں مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقوق العباد کی عدم ادائیگی پر سختی فرمائی ہے اور اس کیلئے جب تک بندہ اپنے حقوق معاف نہیں کرتا، اللہ بھی اُسے معاف نہیں کرتا۔ احترام آدمیت کی یہ معراج ہی اسلام کا خلاصہ ہے۔ لہذا زندہ تو زندہ فوت ہو جانے والے کے حقوق کو پورا کرنا بھی واجب اور لازم ہے۔ مذکورہ کتاب فوت شدگان کے حقوق، وارثان اور اعراء و اقارب کے فرائض پر مفصل رہنمائی کیلئے تحریر کی گئی ہے۔ مؤلف نے قرآن مجید و احادیث مبارکہ کے حوالے سے مستند احکامات و روایات اکٹھی کی ہیں۔ کتاب میں ایک فرد کے مرنے سے اُس کو دفنانے کے تمام مراحل پر جو حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں انہیں عام فہم زبان میں یہاں پیش کر دیا ہے۔ نماز جنازہ کے بارے میں احکامات، کفن، قبر کشائی سے لیکر قبر پر مٹی ڈالنے اور تلاوت قرآن مجید کرنے کیلئے کون کون سی آیات مبارکہ پڑھنی چاہئیں۔ نیز بعد از موت ایک مردہ کے ساتھ کیا کچھ ہو سکتا ہے، اس ضمن میں بھی واقعات و احکامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور
(انکم بائے)
منیر احمد یوسفی
کی تالیفات

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور کی
شائع کردہ کتابوں کے ملے کے پتے

نظامیہ کتاب گھر
زریعہ مشترکہ بازار لاہور۔

مکتبہ جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرمان لوہاری گیٹ لاہور۔

مکتبہ فوریہ رضویہ
سچ کل روڈ لاہور۔

مکتبہ نبویہ
سچ کل روڈ لاہور۔

نوری کتب خانہ
نور سچ کل روڈ لاہور۔

مکتبہ کرماتوالہ
سچ کل روڈ لاہور۔

آرڈر بازار میں سٹاکسٹ:

علمی بک ڈپو

آرڈر بازار لاہور۔ 0300-4415389

ناشر: گلینہ کتب خانہ

شعبہ کتب
جامع مسجد گلینہ

977-A بلاک III، گجر پورہ، چارنگہ سیکم، لاہور، پاکستان

042-36880028, 0300-4274936

<http://www.seedharastah.com>

info@seedharastah.com

ویب سائٹ:

ای میل ایڈریس: